هُوَ الْجَنَّانُ ذُو الْعَفْوِ وَالْاِحْسَانُ

دیوانِ بیدمؔ

کرشمۂ وارثی

معروف بہ

صوتِ سرمدی

در مدح سند الاصفیا امام الاولیا قبلۂ دین و ایمان و کعبۂ زمین و زماں مولانا و مرشدنا حاجی الحرمین الشریفین جناب کرامت مآب سید سندی حضرت وارث علی شاہ صاحب رفع اللہ درجاتہ و بسط اللہ کراماتہ از نتیجہ طبع عالی سحر بیان و اعجاز رقم حق داں و حق آگاہ جناب مولانا میاں بیدمؔ شاہ صاحب بیدمؔ وارثی۔

ملنے کا پتہ:

صدیق بکڈپو — لکھنؤ

پبلشر

ادارہ ترقی اردو — لکھنؤ ۳

مطبوعہ:- یونائیٹڈ انڈیا پریس۔ لکھنؤ

مُطالعات

صوت سرمدی غیب کی آواز ہے، جو ازل تا ابد تماشائے عالم میں محیط ہے، اس کے جاننے والے سمجھنے والے محرم اسرار کہلاتے ہیں جو اس کے جواب میں اُسی نغمہ کو گنگناتے ہیں جو وہ سنتے ہیں۔ سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں میں ایک بیدم شاہ بھی تھے جنھوں نے محرم اسرار ہو کر کچھ نغمات ایسے سنائے ہیں جن سے روح کو تازگی اور جان کو بیداری حاصل ہوتی ہے۔

"صوت سرمدی" اپنے وجد آفریں نغمات سے دنیا کو اب سے ساٹھ سال پہلے بھی وجد و کیف کے عالم میں لا چکی ہے۔ یہ حضرت بیدم شاہ کا ابتدائی کلام ہے جس میں ان کے مشرقی جذبات کی والہانہ بھرمار ہے۔ حمد و نعت سے لیکر مناقب اور قصائد تک یکساں معرفت اور حقائق کی مستیاں چھائی ہوئی ہیں۔ جہاں جہاں تغزل اور مجاز کی جھلک آگئی ہے وہ بھی حقیقت میں چار چاند لگا کر خود

حقیقت بن گئی ہے۔ جس کا لطف دیکھتے اور پڑھتے ہی سے صاحبان نظر کو حاصل
ہو سکتا ہے۔ یہ مجموعہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں اسی قدر مختلف
انواع واقسام کے موضوعاتِ سخن پر نغمہ سرائی کی گئی ہے۔ خلاقِ صوفیانہ تو تھا ہی،
اس میں شاعرانہ ذوقِ سلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ الغرض یہ مجموعہ نئے
قالب میں ڈھال کر اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

بیدم شاہ وارثی سے دنیائے معرفت کا گوشہ گوشہ آگاہ ہے تاہم عوام الناس
کی معلومات کے لیے ان کی زندگی کے مختصر سوانح ذیل میں درج کئے جاتے ہیں
جو ہر طرح بصیرت افروز اور لطافت نواز ہیں۔ ان کا سنہ پیدائش ۱۸۸۲ء ہے
وطن مالوف اٹاوہ دنیا شہر ہے۔ علوم رسمیہ کی ابتدائی اور آخری تعلیم اٹاوہ ہی میں
رہی۔ طبیعت میں شاعرانہ وجدانِ فطری طور پر ودیعت تھا۔ دوسروں کی غزلیں سنتے
اور خود گنگناتے رہتے۔ رفتہ رفتہ اس مشق نے ترقی کی اور خود شاعر بننے کی تمنا ان کو
آگرہ لے گئی۔ جہاں دوسرے احباب وارباب وطن بھی موجود تھے۔ خواجہ آتش مرحوم
لکھنوی کے شاگردوں میں جناب وحید مانکپوری گذرے ہیں۔ ان کے جانشین
اور مقرب باکمال شاگرد نثار اکبرآبادی کا حلقہ تلامذہ اس وقت آگرے میں
عروج پر تھا۔ یہ بھی اسی حلقہ میں داخل و شامل ہو گئے۔ پھر کیا تھا چند ہی عرصہ

میں نغزگو شاعر کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ اسی سلسلہ میں استاد کے فیضانِ صحبت سے متاثر ہو کر وارثی سلسلہ میں بھی پہونچ گئے۔ ابھی تک بیدم تخلص ہی تھا۔ اب بیدم شاہ لقب ہو گیا۔ اصل نام سراج الدین ہے۔ جب دونوں باتیں حاصل ہو گئیں ادھر حقائق و معارف کی چاشنی مرشد طریقت حضرت المحضرات سید حاجی وارث علی شاہ اعلی اللہ مقامہٗ سے پہونچتی رہی ادھر شاعرانہ رموز کی آگہی حضرت استاد نثار اکبرآبادی سے ملتی رہی۔ کچھ ہی عرصہ میں وہ "سراج الشعراء لسان الطریقت" کے خطاب سے مخاطب کئے جانے لگے۔ جو ان کی موجودہ شخصیت کے شایان بھی تھا۔ نثار اکبرآبادی کا انتقال پہلے ہو گیا اور حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کی خدمت کا موقع انھیں کافی حاصل رہا۔ ۱۹۰۵ء میں مرشد برحق نے بھی وصال فرمایا۔ اب ان کی زندگی انھیں کے سر رہی۔ انھوں نے اس عالم میں بھی انتہائی مقبولیت و شہرت حاصل کی کئی مجموعہ کلام شائع ہوئے۔ سیکڑوں غزلیں قوالوں نے ازبر کر لیں۔ ارباب نشاط کی محفلوں میں بھی ان کے کلام کی دھوم مچ گئی۔ اور وہ ہر طبقہ میں ہمہ گیر مقبولیت کے مالک بن گئے۔ فقیرانہ زندگی لوہے کے چنے کی مترادف ہوتی ہے۔ مرزا غالب کا ارشاد ہے ؎

شیوۂ رندان بے پروا خرام از من مپرس
اینقدر دانم کہ دشوار ست آسان زیستن

فقر و فاقہ کی زندگی میں بھی ان کے کچھ معمولات تھے جو آخر وقت تک قائم رہے مثلاً:

(۱) بہ حیثیت شاعر مشاعروں میں عامیانہ شرکت سے ہمیشہ اجتناب رہا۔ بر بنائے تعلقات کبھی کبھی چلے بھی گئے مگر وہ شاذ ہی۔

(۲) جب کوئی غزل یا منقبت کہی کسی کو سنانے سے قبل آستانۂ وارثی پر حاضر ہو کر سنا آتے تھے پھر دوسروں کو سناتے تھے۔

(۳) تمام عمر کسی اہل دنیا کی مدح سرائی نہیں کی نہ اس کی تعظیم کو سراہا۔

(۴) رات کے آخری حصہ میں ذکر و فکر سے کبھی غافل نہیں رہے

(۵) ملنے والوں سے ملنے میں سبقت کرتے۔ اور وضعداری کے ہمیشہ پابند رہے۔ وغیرہ — اپنے مرشد برحق کے وصال کے بعد اکتیس سال زندہ رہ کر ۱۹۳۶ء میں خود بھی بمقام لکھنؤ۔ حسین گنج۔ انتقال فرمایا۔ نعش وصیت کے مطابق دیوہ شریف لے جائی گئی اور وہیں شاہ اویس کے گورستان میں دفن ہوئے۔ قبر پر ان کے بعض پاکستانی مریدوں نے دو تین سال کا عرصہ ہوا پختہ احاطہ اور چبوترہ بنوا دیا ہے۔ اور سنگ لحد بھی نصب کرا دیا

ان کا آخری دیوان "مصحف بیدم" ہے جس میں ماقبل کی منتخب اور آخری ۳۰ سال کی چیدہ چیدہ پر کیف غزلیں شامل ہیں اور اسی مجموعہ کو کلیات کہا جا سکتا ہے۔ "مصحف بیدم" بہت مقبول ہوا۔ ابتک اس کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان کے مختلف اداروں اور مطابع نے شائع کئے ہیں۔ پھر بھی بقدر شوق کمی محسوس ہوتی ہے

بیدم شاہ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں مختلف البطن اُن کی یادگار تھیں۔ لڑکیوں کا حال معلوم نہیں دونوں شادی شدہ تھیں۔ بڑے صاحبزادے غلام وارث حسین نامی خاص اٹاوہ میں اپنے آبائی مکان میں متاہل زندگی بسر کرتے ہیں۔ چھوٹے "ایاز وارث" مشرقی پاکستان میں بقید حیات ہیں۔ الغرض ؎

نہ وہ اب چمن ہے نہ وہ رنگ و بو ہے
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو ہے

افقر موہانی وارثی

ہو الوارث العظیم الکریم

کرشمہ وارثی ★ صوت سرمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارہا گفتہ ام و بارِ دگر میگویم
کہ من دل شدہ ایں رہ نہ بخود میپویم

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

دوستاں عیب من بیدل حیراں مکنید
گوہرے دارم و صاحب نظرے میجویم

روشن جہاں میں ہر جا پاتا ہوں نور تیرا
ہر شے میں دیکھتا ہوں پیارے ظہور تیرا

از ماہ تا بماہی ہے تیری بادشاہی
دکھلا رہا ہے کیا کیا عالم ظہور تیرا

گلشن میں کیا چٹکے چٹکے لیتے ہیں نام غنچے
اور بلبلوں میں دیکھا ہر سمت شور تیرا

کیوں تلملا کے گرتے غش کھا کے طور پر وہ
گر چوندھیا نہ دیتا موسیٰ کو نور تیرا

گر ٹھیرتا تصور تیرا ہمارے دل میں
کچھ پوچھتے نشاں ہم تجھ سے ضرور تیرا

صد حیف ہو کے انساں کچھ بھی نہ کر سکے ہم
کرتے ہیں ذکر باہم وحش و طیور تیرا

منصور کا یہ منھ تھا کہتا جو وہ انا الحق — برپا کیا ہوا تھا سارا فتور تیرا

بنتے ہی بندۂ بت پی لے مئے محبت — آنکھوں میں وہ نشہ ہے لبیں سرور تیرا

۲ بیدم کی آرزو ہے ہر دم یہ جستجو ہے — ملجائے کاش اسکو قرب حضور تیرا

نعت سرور کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین

وصف لکھتا ہی سر دیوان بسم اللہ کا — لوح سینہ پر قلم بن کر الف اللہ کا

صفحۂ قرآن نہ کیوں روئے محمد کو کہوں — ایسی صورت پر ہے موزوں تاج بسم اللہ کا

حسن یوسف یوں ترے جلوے کا تھا پیغامبر — دو قدم رہتا ہے آگے جیسے تارا ماہ کا

ایک تنکے کے اوتارے کا بھی احسان سر پہ ہے — کوہ ہے بار گراں رتبہ ہے اس جا نکاہ کا

ماردوں ٹھوکر اگر تخت شہی مجھ کو ملے — بن کے بیٹھا ہوں گدا اب ایک شاہنشاہ کا

منزلوں دشت طلب میں ہے اسا یہ ہوں دو — وہ مسافر ہوں کہ جو طالب نہیں ہمراہ کا

مجھ کو خشکی اور تری کا یوں سفر در پیش ہے — آنسوؤں کا کارواں ہے اور علم ہے آہ کا

بیدم اب دل کے لگانے کا زمانہ ہی نہیں — اب تو گرنا ہے کنوے میں نام لیتا چاہ کا

آفتاب روز محشر سے بھی بیدم ہو بلند

۳ گاڑدوں گر حشر کے میداں میں جھنڈا آہ کا

رسول اللہ بیشک لائق وصف و ثنا تم ہو — محمد مصطفےٰ واللہ محبوب خدا تم ہو

بہارِ گلشنِ کونین ہو ابرِ سخا تم ہو
فزائے فرش ہو زینت دہ عرش علا تم ہو

بس اب اسکے سوا کیا کہہ سکوں شانِ خدا تم ہو
لگا ہی دو شریعت کا نہیں کہدو کہ کیا تم ہو

لگادو پار کشتی پھنس گئی گرداب عصیاں میں
کہ شاہا نہ خدائے کشتی روز جزا تم ہو

خدا نے جسم اطہر نور کے سانچے میں ڈھالا ہی
سراپا نور یا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ تم ہو

مسیحا بھی اگر آئیں تو کب ہوگی شفا مجھ کو
دیا ہی درد وہ اللہ نے جسکی دوا تم ہو

کوئی بندہ تمھیں یا مصطفیٰ کوئی خدا سمجھا
بتاؤں میں کسے جو میں نے جانا ہی کہ کیا تم ہو

حرم کیا دیر کیا دل کیا زمین و آسمان کیسے
مرے جاں جلوہ فرما کون ہی اور جا بجا تم ہو

صبا اُس تک اگر تیری رسائی ہو تو کہدینا
خبر لیتے نہیں دل لیکے اچھے دلربا تم ہو

نہ کیونکر حاجتیں آئیں مشکل حل نہ ہو کیونکر
کہ جب حاجت روا تم ہو مرے مشکلکشا تم ہو

بھلا کس طرح کھنچتی آپکی تصویر یا حضرت
کہ جب مشہور ہی عکس جمال کبریا تم ہو

تو پھر کیوں غم کرے یہ امت عاصی قیامت کا
کہ جب روز ازل سی شافع روز جزا تم ہو

دل بیدم پہ بدلی حسرت و حرماں کی چھائی ہی
گھٹا دو یا محمد مصطفیٰ ابرِ سخا تم ہو

۴

تعشق کیجئے اپنا عنایت یا رسول اللہ
نہ ہوتا غیر کی مجھ کو محبت یا رسول اللہ

بھٹکتا ہی پھروں کیا راہ عرفاں میں کہ مرے مولا
بتا دیجے مجھے راہ حقیقت یا رسول اللہ

خدا نے غیب سے آسان کردیں مشکلیں اُسکی
پکارا جو کوئی وقت مصیبت یا رسول اللہ

وہ دن اللہ دکھلائے تمنا ہی کہ پلکوں سے
میں خوش ہو ہو کے جھاڑوں گرد تربت یا رسول اللہ

ازل میں رحمت للعالمیں پایا لقب تم نے تمہیں ہو شافع روز قیامت یا رسول اللہ
تصور میں بھی اب جایا نہیں جاتا مدینہ میں بڑھی ہے اسقدر جو نقاہت یا رسول اللہ

مسیحا کے مسیحا اب مسیحائی کرو آکر
۵ کہ بیدم ہو گیا بیمار فرقت یا رسول اللہ

کشتی دل کے ناخدا صل علےٰ محمدا نوح نبی کے پیشوا صل علےٰ محمدا
ماہ وشوں کے مہ لقا اہل دلوں کے دلربا روحی فداک مرحبا صل علےٰ محمدا
احمد احد کے راز کا میم ہی پردہ دار تھا آپ میں آپ تھا چھپا صل علےٰ محمدا
خود ہی بلایا خود گیا بنکے کلیم طور پر خود ہی غش آیا بول اٹھا صل علےٰ محمدا
کرتی ہیں شور بلبلیں نغمہ سرا ہیں قمریاں دھوم پڑی ہے جابجا صل علےٰ محمدا

بیدم خستہ تن نے آج دیکھا چمن میں ماجرا
۶ برگ کو گل نے دی صدا صل علےٰ محمدا

نہیں چین دیتا زمانہ محمد بس اب جلد طیبہ بلانا محمد
پھنسا ہے یہ گرداب رنج و الم میں مرا پار بیڑا لگانا محمد
رولایا ہے فرقت میں گر مثل شبنم تو اب صورت گل ہنسانا محمد
مجھے مال و دولت کی پروا نہیں ہے گدا اپنے در کا بنانا محمد
نہوتے جو تم شافع روز محشر کہاں تھا ہمارا ٹھکانا محمد
نشہ جسکا بیخود رکھے تا قیامت مجھے اب وہی مے پلانا محمد

صبا تم باذنی کی مجھ کو سنا کر
۷
میں بیدم پڑا ہوں جلا نا محمدؐ

ہے نام جن کا احمد ذیشان تمھیں تو ہو — جنکا لقب ہی فخر رسولاں تمھیں تو ہو
خلقت ہے جنکے نام پہ قرباں تمھیں تو ہو — سب مر رہے ہیں جن پہ مریجاں تمھیں تو ہو
رشک مسیح فخر سلیماں تمھیں تو ہو — عاشق ہی جنکا خالق یزداں تمھیں تو ہو
جنکے ملک ہیں تابع فرماں تمھیں تو ہو — کہتے ہیں جنکو قبلۂ ایماں تمھیں تو ہو

پہچان کر کہوں گا نبی سے مزار میں
۸
بیدم ہوں جنکا میں وہ مریجاں تمھیں تو ہو

اے ختم رسل سید ابرار محمدؐ — یسیںٓ لقب احمد مختار محمدؐ
مجھکو بھی دکھا دیجئے اب چاند سا مکھڑا — مدت سی ہوں میں طالب دیدار محمدؐ
دریائے غم ہجر سے مجھ خستہ جگر کو — کر دیجئے اب بہر خدا پار محمدؐ
جب وقت نزع ہو تو تمنا ہی کہ لب پر — ہو کلمۂ توحید کا اقرار محمدؐ

کیا عرض کرے اے مرے سرکار کہ تم پر
۹
حال دل بیدم ہے سب اظہار محمدؐ

ہوا جب گرم بازار محمدؐ — بکے آکر خریدار محمدؐ
میسر ہو جو دیدار محمدؐ — رہوں پھر محو انظار محمدؐ
مسیحا کو اگر دعوٰی ہے آئیں — شفا دیں بس ہوں بیمار محمدؐ

نہ بلبل کو رہے گل کی تمنا ، جو دیکھے آکے رخسارِ محمدؐ
خدا سمجھے یہ سچ کہتے ہو بیدم
کوئی کیا جانے اسرارِ محمدؐ

۱۰

پھر نبی کی یاد آئی زلف شبگوں مشکبار ، پھر بڑھی وحشت ہوا جیب و گریباں تار تار
ہوئیں جو محو تجلی چھوڑ کر سب کاروبار ، ایسے ہیں لاکھوں ہزاروں سیکڑوں نہیں تین چار
آبرو محشر میں رکھ لیجو رسول کردگار ، سامنے اللہ کے ہووے نہ دیکھو شرمسار
آنکھ والوں کو نہیں کچھ سوجھتا اندھیر ہے ، معجزے ہیں آپکے کا شمس فی النصف النہار
عشق احمد میں مری وحشت کی وہ توقیر ہے ، دشت میں جاتا ہوں تو سر پر قدم لیتے ہیں خار
خاک میں ملنے پہ بھی شوق زیارت کم نہیں ، بعد مرنے کے اڑا سوئے عرب میرا غبار
روتے روتے مر گیا جب میں فراق شاہ میں ، حال پر میرے رہی پھر شمع مرقد اشکبار
مجھ کو ساقی نے پلائی تھی جو مے روز ازل ، فیض مرشد سے ابھی تک اسکا باقی ہے خمار
کیا لکھوں میں حال اصحاب رسول اللہ کا ، مثل پروانہ برخ روشن پہ رہتے تھے نثار
رہرو ملکِ عدم سنتے ہی آوازِ جرس ، توسنِ عمر رواں پر چلدیے ہو کر سوار
یاد آتی ہیں جو اگلی صحبتیں بیدم مجھے
دوڑا جاتا ہوں سوئے گورِ غریباں بار بار

۱۱

رتبہ یہ دیا ہے تری چوکھٹ کو خدا نے ، سر اپنا جھکایا ہے ہر اک شاہ و گدا نے
جاں بخشی نہ جنکو کبھی عیسیٰ کی صدا نے ، وہ مردے جلائے لب اعجاز نما نے

کشتی مری گردابِ مصیبت میں پھنسی ہے — اے بحر کرم آؤ مجھے پار لگانے
وحدت کا نشاں عالمِ کثرت میں دکھایا — اے صلِ علیٰ عشق رسولِ دو سرا نے
ہمراہی سے قاصر رہے جبریل امیں بھی — معراج میں حضرت جو لگے عرش پہ جانے
کسطرح تری مدح کروں خاصۂ داور — روشن کیا عالم ترے نقشِ کفِ پا نے
کیا شان الٰہی ہو کہ سبزی میں یہ سرخی — پایا ہے شرف آپکے ہاتھوں سے حنا نے
لولاک لما شان نہو کس طرح اُن کی — بے مثل بنایا ہے محمد کو خدا نے

بیدم کی تمنائے دلی ہے کہ دمِ نزع
آئیں وہ مجھے شربتِ دیدار پلانے

۱۲

جمالِ روئے انور پر بھلا کیونکر نظر ٹھیرے — ملک حیران ہیں یا حضرت بھلا ہم تو بشر ٹھیرے
خجالت سے چھپالیتے ہیں وہ بدلی میں منہ اپنا — ترے رخ کے مقابل آکے کب شمس و قمر ٹھیرے
لکھا ہو خانۂ الفت میں نام پاک جس دم لیپر — بھلا اُس دل میں شیطان لعیں کا کب اثر ٹھیرے
جہاں چاہیں پہونچ جائیں بلا خوف و خطر مومن — دو عالم کے حبیبِ کبریا جب راہبر ٹھیرے

گئے اس جا سے آگے شافع روزِ جزا بیدم
جہاں پر طائر سدرہ کے سوزش سے نہ پر ٹھیرے

۱۳

گرفتارِ بلا دنیا میں دنیا دار رہتے ہیں — مٹا کر دین اور ایمان ذلیل و خوار رہتے ہیں
نہیں اے فخر عیسیٰ اللہ کوئی عارضہ کب سے — تمہاری نرگسی آنکھوں کے ہم بیمار رہتے ہیں
اڑا کر مجھ کو مثل بوئے گل باد صبا اتو — وہاں لے چل جہاں پر احمد مختار رہتے ہیں

نہ لائے تاب جنکے دیکھنے کی طور پر موسیٰ ۱۴ وہی آنکھوں میں اپنی لمعہ انوار رہتے ہیں
دکھا دو صورت زیبا کسیدن خواب میں آکر بہت مضطر تمھارے طالب دیدار رہتے ہیں
پلا کر جام عرفان ساقی کوثر نگاہوں سے جنھیں بیہوش کرتے ہیں وہی ہشیار رہتے ہیں
کہو اس دلمیں شیطان لعین کا دخل ہو کیونکر کہ جس دل میں مکین وہ دلبر غفار رہتے ہیں
نہ پوچھو حال میخواری کچھ ہمسے حضرت واعظ مئے حب نبی سے رات دن سرشار رہتے ہیں

خیال زلف آتا ہے جو ہیدم شام سے دلمیں
۱۴
شب فرقت میں نیند آتی نہیں ہشیار رہتے ہیں

زیارت ہو مجھے خیر البشر کی دوا ہے یہ مرے درد جگر کی
مقابل آئیں روئے مصطفےٰ کے بھلا کیا تاب ہے شمس و قمر کی
لعیں کیوں منکر تعظیم ہو کر اڑاتا ہے عبث بے بال و پر کی
طلب کی بخشش امت نبی نے خدا سے گفتگو جب عرش پر کی
ترے لاشہ اڑا کر میرا لے جائے چلے کب تک ہوا ادھر ادھر کی
خیال روئے شہ میں شبکو ہم نے پڑھی والشمس اور رو کر سحر کی

جو ہوتی ہے شب فرقت میں حالت
۱۵
نہ پوچھو بیدم خستہ جگر کی

آپکی فرقت نے مارا یا نبی اب نہیں دوری گوارا یا نبی
تیر مژگان کے تصور میں مرا دل ہوا ہے پارا پارا یا نبی

مشکلیں سب اسکی کیونکر حل نہوں ۔ جو کوئی بیکس پکارا یا نبیؐ
منتظر ہیں دیدہ گریاں مرے ۔ خواب میں آؤ خدارا یا نبیؐ

۱۶ مجھ پہ اے مولا کرم فرمائیے
میں بھی ہوں بیدم تمھارا یا نبیؐ

جب نقاب رخ روشن وہ اٹھا دیتے ہیں ۔ مثل موسیٰؑ مجھے بیہوش گرا دیتے ہیں
پرتو گیسوئے خمدار دکھا کر حضرت ۔ سبق سورۂ واللیل پڑھا دیتے ہیں
اسمیں کیا شک ہے مدینے میں نبیؐ آئینگے ۔ راضی جس شخص سے ہوتے ہیں صدا دیتے ہیں
ان سے پیغام صبا انشٰاللہ لبی کا کہیو ۔ شربت دید جو پیاسوں کو پلا دیتے ہیں

جس سے سرکار ملا دیتے ہیں آنکھیں بیدم
۱۷ اسکو اللہ سے اک پل میں ملا دیتے ہیں

دی خبر آج تو مری بیخبری نے مجھ کو ۔ یاد فرمایا ہے طیبہ میں نبیؐ نے مجھ کو
کچھ تو للہ مرے وقت مصیبت میں کام آ ۔ جذبۂ دل تو ہی پہونچا دے مدینے مجھ کو
پھروں بیٹھا ہی کرتا ہوں صبا سے باتیں ۔ کیا بلایا ہے قریشی لقبی نے مجھ کو
ہند میں کسطرح مطبوع نہو میرا کلام ۔ دی فصاحت ہے فصیح عربی نے مجھ کو

اپنے وارث کو میں دیتا ہوں دعائیں بیدم
۱۸ جس نے سکھلائے محبت کے قرینے مجھ کو

محرم مظہر اسرار حق ہے کوئی کیا جانے ۔ شریعت میں بہ ہم سمجھے حقیقت میں خدا جانے

طریق عشق میں احمدؐ کو محبوب خدا جانے ۔ حقیقت میں ظہور جلوۂ شان خدا جانے

کبھی ہم مصطفےٰ جانے کبھی ہم مجتبیٰ جانے ۔ کبھی شمس الضحیٰ سمجھے کبھی بدر الدجیٰ جانے

انھیں کو زیب بخش تاج لولاک لما جانے ۔ کہ جن کی چشم میں مازاغ کا سرمہ لگا جانے

عنایت کو تری یا شاہ ہم حق کی عطا جانے ۔ جو مرضی تیری پائی ہم اسے حق کی رضا جانے

کبھی در کو تمہارے یا نبی دار الشفا جانے ۔ کبھی ہر درد کا درماں تمہاری خاکپا جانے

بھلا کیا تاب ہے بیدمؔ کہ شان مصطفےٰ جانے
سمجھ لے کیوں پریشاں ہے محمدؐ کو خدا جانے

19

کہتا ہے کون آپ ہمارے قریں نہیں
وہ کون سا مکاں ہے جہاں تم مکیں نہیں
اے شاہ انبیا ترا ہمسر کہیں نہیں
کیا ذکر آسماں کا بروئے زمیں نہیں
کرنا مدد لحد میں کہ کوئی قریں نہیں
جز آپ کے مرا کوئی زیر زمیں نہیں
رویا ہیں آکے شربت وصلت پلائیے
اچھی نہیں ہے روز کی شاہا نہیں نہیں
طالب ہو جس کا خود ہے وہ مطلوب دوجہاں
جز مصطفےٰ کوئی بھی تو ایسا حسیں نہیں

قطعہ

معراج میں یہ پردۂ قدرت سے تھی صدا
آتے ہو اے حبیب مرے کیوں قریں نہیں
ہاں مانگ لو جو مانگو گے پیارے ملے گا آج
سب کچھ ہمارے گھر میں ہے بس اک نہیں نہیں
وحشت نہ پوچھئے گا نبی کے فراق میں
ثابت ہے جیب اُدھر تو ادھر آستیں نہیں
محبوب کبریا کے سوا اور کوئی نہی
محشر میں تخت خاص کا مسند نشیں نہیں
دیکھے حدیث پاک کوئی چشم غور سے
وہ بات کون سی ہے جو حق الیقیں نہیں
بیدم میں لکھتا نعت شہنشاہ مرسلیں
یہ ہاتھ میں مرے پر روح الامیں نہیں

۲۰

صدمۂ ہجر نہیں اتنا گوارا مجھ کو | یا نبی جلد دکھا حسن دل آرا مجھ کو
ابر رحمت کا ہے ہر طرح سہارا مجھ کو | پھونک سکتا نہیں دوزخ کا شرارا مجھ کو
آنکھ اُٹھا کر بھی نہ جنت کی طرف میں دیکھوں | ہو میسر ترے روضے کا نظارا مجھ کو
غش ہوئے طور پہ موسیٰ تو یہی عرض کیا | جلوہ دکھلائیے یا شاہ دوبارا مجھ کو

میں تو سمجھا تھا مدینہ مجھے پہونچائے گا — توسن عمر کہاں آکے اُتارا مجھ کو
آتش عشق نبی نے مجھے جھلکایا ہے — داغ دل ہو گیا اک پھول نرالا مجھ کو
میں وہ ہوں کہتی ہے زائر سے مدینے کی زمیں — اپنے پلکوں سے فرشتوں نے بوہارا مجھ کو
بحر اندوہ میں تھا غرق اشارہ کر کے — خوب لے بحر کرم تم نے اُبھارا مجھ کو

خوف اب تشنگی حشر کا بیدم نہ رہا
۲۱
کہ ملا ساقیٔ کوثر کا سہارا مجھ کو

جلوہ افروز ہیں سلطان جہاں پھولوں میں — پے تسبیح ہے سوسن کی زباں پھولوں میں
حمد کے عطر سے کیونکر وہ معطر نہ رہیں — جب خداوند نے کی خلق زباں پھولوں میں
کور چشموں کو جو بینائی عطا کی تو نے — دیکھتے ہیں تری قدرت کے نشاں پھولوں میں
شکر ہے وارث کونین کا آتے ہی بہار — کل تھے کس دشت میں اور آج کہاں پھولوں میں

ایک شے ان میں بسی ہو تو بتاؤں بیدم
۲۲
بس رہے ہیں دل و جان کون و مکاں پھولوں میں

دُرِ دنداں کی ضیا ہے جو ہمارے گھر میں — برق چمکے گی نہ اٹھیں گے شرارے گھر میں
چھاؤں ہیں تاروں کی کون آئے ہمارے گھر میں — نور ہی نور جو پھیلا دیا سارے گھر میں
تیرہ بختی سے پریشان ہوں آ دل ہم کیوں — بوئے گیسوئے محمد ہے ہمارے گھر میں
بار ہے مجھ پہ عنایت کا تری محفل پاک — تیری برکت نے بڑے تخت اتارے گھر میں
جنکے گھر محفل میلاد ہے ہر مومن سے — منتیں کرتے ہیں آج آؤ ہمارے گھر میں

باعثِ برکتِ میلادِ محمد ہے کہ آج ٹوٹے پڑتے ہیں فلک سے جو ستارے گھر میں

خانۂ دل میں جو عشقِ نبوی ہے بیدم
۲۳
اب وہ کیا شے ہے نہیں ہی جو ہمارے گھر میں

ترا مست جو ساقیا ہو رہا ہے خبر اس کو کیا ہے کہ کیا ہو رہا ہے

محمد کے دیدار کی آرزو میں بلند اپنا دست دعا ہو رہا ہے

نکل جاؤں پہلو سے سوئے مدینہ ارادہ دلِ زار کا ہو رہا ہے

بلالو بلالو مدینے محمد یہی وردِ صبح و مسا ہو رہا ہے

ضرورت نہیں خضر کی تجھ کو بیدم
۲۴
ترا شوق ہی رہنما ہو رہا ہے

مومنو دین کے سردار چلے آتے ہیں لو وہ دیکھو شہ ابرار چلے آتے ہیں

غیب سے نعت کے اشعار چلے آتے ہیں مانگتا ایک ہوں دو چار چلے آتے ہیں

حق کے گنجینۂ اسرار چلے آتے ہیں پئے تحصیل طلبگار چلے آتے ہیں

مئے وحدت سے وہ سرشار چلے آتے ہیں ناز کرتے ہوئے دلدار چلے آتے ہیں

تو تو کہتے ہیں جبریل امیں خوش ہو کر دیکھو یہ احمد مختار چلے آتے ہیں

دیکھ کر شاہ کو حوروں نے کہا غلماں سے غل نہ ہرگز ہو کہ سرکار چلے آتے ہیں

سر جھکائے ہوئے محراب رضا میں اپنا کشتۂ ابروئے خمدار چلے آتے ہیں

جب سمجھتے نہیں تعظیم کا رتبہ منکر پھر بیاں کس لئے بیکار چلے آتے ہیں

ہو گی بخشش بخدا ایسے سیہ کاروں کی جو مدینے میں گنہگار چلے آتے ہیں

شربت دید کے طالب مرے عیسیٰ تم سے مرضِ ہجر کے بیمار چلے آتے ہیں

شکر خالق کا کہ ہم روزِ ازل سے بیدم

۲۵ دامِ گیسو میں گرفتار چلے آتے ہیں

دھوم ہے ہر جا محمد مصطفےٰ پیدا ہوئے آج سلطانِ رسل نجم الہدیٰ پیدا ہوئے

واہ کیا صلِ علیٰ صلِ علیٰ پیدا ہوئے وہ نبی جنکے سبب ارض و سما پیدا ہوئے

جنکے سر پر تاج لولاک لما ہے مومنو وہ ظہورِ جلوۂ شانِ خدا پیدا ہوئے

لے یہ جبریل سقفِ کعبہ پر لیکر علم لو مبارک ہو کہ محبوبِ خدا پیدا ہوئے

ہے لقب یٰسین و طٰہٰ جن شہِ ذیجاہ کا وہ مزمل اور مدثر مجتبیٰ پیدا ہوئے

جیتے ہیں قم مژدۂ صد سالہ زندہ ہونگے آپ رشکِ عیسیٰ فخرِ آدم مصطفےٰ پیدا ہوئے

جنکے نورِ پاک سے شرمندہ ہے یہ ماہتاب آج وہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا ہوئے

خلق کیا جانے احد احمد کا فرق اے دوستو اتنا ہم سمجھے کہ اسرارِ خدا پیدا ہوئے

خوفِ عصیاں کچھ نہ کر صد شکر ہے بیدم کہ آج

۲۶ شافعِ روزِ جزا خیر الوریٰ پیدا ہوئے

بھرا ہے نعت کا مضموں سے ہر دل ہو چھلکتا ہے مری شاخِ قلم سے بے طرح جوبن ٹپکتا ہے

خبر آمد کی سنکر باغ میں بلبل چہکتا ہے ہر اک گل میں بسی وہ بو معطر ہو مہکتا ہے

ہزاروں سال پہلے سے خبر تھی جنکی آمد کی عرب میں آج وہ نورِ خدا آکر چمکتا ہے

خدا نے خود بنایا ہے جو ایسا نور پایا ہے کہ خورشید منور جسکی پرتو سے جھپکتا ہے

نہ پوچھو کیفیت داغِ دلِ عشاق کی اپنے
دہانِ زخم سے عطرِ گلِ جنت ٹپکتا ہے

خدا کے واسطے شاہا مدینے میں بلا لیجئے
قفس میں طائرِ دل بے طرح اب تو پھڑکتا ہے

پڑا جو عکس رُخ گل پر لگی آتش گلستاں میں
شمع رویوں کے چہروں میں وہ اک ذرہ چمکتا ہے

کسی کے عشق کی گرمی یہ چھائی قلب پر میرے
کلیجا نکلا آتا ہے دل مضطر دھڑکتا ہے

لکھا کرتا ہوں بیدم جس ورق پر نام حضرت کا
گلاب و عطر رضواں آکے کاغذ پر چھڑکتا ہے

کہاں ہو او مسیحا لے خبر تو اپنی کشتی کی
لبوں پر جان آئی ہے پڑا بیدم سسکتا ہے

۲۷

دیکھ کر اس رُخِ روشن کی ضیا آج کی رات
ماہ خجلت سے تہ ابر چھپا آج کی رات

ساری راتوں سے ہے رتبہ میں سوا آج کی رات
ہو گی مقبول جو مانگیں گے دعا آج کی رات

عشق گیسوئے رسول عربی ہے جن کو
پڑھتے ہیں سورۂ واللیل اذا آج کی رات

چاندنی پھیلی ہی انجم میں فلک پر روشن
اوڑھ کر نور کی آئی ہے ردا آج کی رات

روز میثاق پلائی تھی جو پیمانے میں
ساقیا پھر وہی مے ہم کو پلا آج کی رات

دیکھ کر آپ کو معراج میں آدم نے کہا
تیرے گیسوئے معنبر پہ فدا آج کی رات

بارشِ فضل و کرم ہونے کو ہے اے بیدم
ہر طرف چھائی ہے رحمت کی گھٹا آج کی رات

۲۸

ہر طرف غل کس لیے صل علیٰ کا آج ہے
عرش پر جاتے ہیں حضرت کیا شب معراج ہے

شاد ہر فردوسی ہے ذکر مایوسی کہاں
دیدِ موسیٰ کا نہیں دن یہ شب معراج ہے

عرض کی جبریل نے محبوب داور آپ ہیں — یا نبی دونوں جہاں میں آپ ہی کا راج ہے

چشم میں سرکار کی ہے کحل مازاغ البصر — سر پہ لولاک لما کا آپ ہی کے تاج ہے

شکر ہے بیدم کہ کہلاتے ہیں ہم انکے فقیر

۲۹

ہر بشر عالم میں جنکے فیض کا محتاج ہے

آئے سلطانِ رسل فخر رسولاں ہوکر — گئے قربت میں بڑی دھوم سے انساں ہوکر

پیشوائی کو چلو بولے ملائک باہم — آئے محبوب خدا عرش پہ مہماں ہوکر

عازم عرش معلی ہوئے جس وقت رسول قطعہ — کہا جبریل سے تم بھی چلو شاداں ہوکر

بولے کیا تاب اگر بال برابر بھی بڑھوں — میں تو سدرہ ہی پہ سکتا ہوں درباں ہوکر

نہیں معلوم کہ کب آپ مدینے بلوائیں — رہ گیا جانیکا اس سال بھی ساماں ہوکر

کیوں ڈریں گرمیٔ خورشید قیامت سے دلا — ہم تو حضرت کے رہیں گے تہ داماں ہوکر

سجدہ حضرت آدم سے جو ابلیس لعیں — ہوا منکر تو نکالا گیا شیطاں ہوکر

زندہ پانی سے ہر اک شی ہے خدا کی قدرت — در خوش آب بنا قطرہ نیساں ہوکر

یاد میں اس لب میگوں کی جو رویا بیدم

۳۰

اشک آنکھوں سے گرے لعل بدخشاں ہوکر

سلام در مدح حضرت خواجہ امیر المومنین امام العالمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

السلام اے نور چشم انبیا — السلام اے شمع بزم اولیا

السلام اے نایب خیرالوریٰ　　السلام اے شاہ اقلیم رضا
السلام اے تاجدار ہل اتیٰ　　السلام اے والیٔ ملک صفا

السلام اے پایۂ عرش عظیم　　السلام اے رکن ارباب قدیم
السلام اے راز دار مصطفیٰ　　السلام اے خاص یار مصطفیٰ

السلام اے عالم علم نہاں　　السلام اے راز دار کن فکان
السلام اے باعث اظہار فقر　　السلام اے مخزن اسرار فقر

السلام اے شیر حق مشکلکشا　　السلام اے بادشاہ لافتا

غزل ۳۱

خدا کی خدائی کا وارث علی ہے　　بغیر اسکے دلکو مرے بے کلی ہے
مری مشکل آسان کر شاہ والا　　تو مشکلکشا ہے خدا کا ولی ہے
مہک بھینی بھینی چلی آرہی ہے　　کہیں تو وہ زلف معنبر کھلی ہے
پھر اکو بکو جی کہیں بھی نہ بہلا　　مجھے تو خوشبو آتی تمہاری گلی ہے

کوئی آکے بیدم مرے جی سے پوچھے
۳۲ تجھے کیا خبر کون ہے کیا علی ہے

غزل در منقبت حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ تو اکثر دمن شاد زمن سے نکلا　　کام امت کا حسینؑ اور حسنؑ سے نکلا
جب میں ابن علی اپنے وطن سے نکلا　　نقد جاں کیلئے سب تو تجھے تن سے نکلا

گو میں بیمار ہوں پر ساتھ چلونگی بابا — وقت رخصت یہی صغرا کے دہن سے نکلا

شب کو شادی ہوئی قاسم کی سحر قتل ہوئے — کوئی ارمان نہ دولہا کا دولہن سے نکلا

دختر شاہ پہ ہیہات یہ بھی کیا ظلم و ستم — دست نازک ہوا زخمی جو رسن سے نکلا

روکے فرمانے لگے بخشش امت کی دعا — ہاتھ عابد کا جو کوفہ میں رسن سے نکلا

میرے بابا مرے اصغر کو دکھا دو للہ — دم سکینہ کا اسی رنج و محن سے نکلا

ظلم پر ظلم ہی کرتے رہے ظالم لیکن — شکوۂ ظلم نہ زینب کے دہن سے نکلا

شہ کی مداحی کا بیدم جو بھرا دم تونے
مطلب روز جزا شعر و سخن سے نکلا

۲۳

در مدح حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین شیخ الشیوخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ

السلام اے غوث الاعظم السلام — السلام اے شاہ عالم السلام

السلام اے غوث یزداں السلام — السلام اے شاہ شاہاں السلام

السلام اے شاہ خوباں السلام — عاشقوں کے دین و ایماں السلام

السلام اے رونق باغ رسول — السلام اے نخل بستان بتول

السلام اے درد بیدم کی دوا
السلام اے درد پنہاں لا دوا

۲۴

یاد آتی ہے مجھے جس دم ادا اے غوث پاک — چونک اٹھتا ہوں میں کہکر شکوہ اے غوث پاک

دلِ فدا اور آنکھ ہے محو لقائے غوث پاک
کوئی شیدا ہے کوئی ہے مبتلائے غوث پاک

ہر شجر ہے وجد میں مست ادائے غوث پاک
بلبلیں ہیں باغ میں نغمہ سرائے غوث پاک

آنکھ کیا وہ جو نہو محو لقائے غوث پاک
دل وہ کیا دل ہی نہو جو مبتلائے غوث پاک

کونسی جا ہی جہاں پر آپکا چرچا نہیں
کونسا دل ہی نہیں ہو جسمیں سمائے غوث پاک

چوم کر سر کا بناؤں تاج آنکھوں سے ملوں
ہاتھ آجائے اگر نعلین پائے غوث پاک

روز محشر یہ ملائک غل کرینگے دیکھ کر
آرہے ہیں جھومتے مست ادائے غوث پاک

یا تو میرے زیر سر سنگِ در والا ہے
یا الٰہی میرا سر ہو زیر پائے غوث پاک

یہ حسینانِ جہاں کیا ہیں اگر آجائے حور
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے فدائے غوث پاک

لامکاں ہے آپکی منزل مرا دل پاسباں
اللہ اللہ گھر خدا کا ہے سرائے غوث پاک

مجھ سے نابینا کو بینا کر دیا صلِ علیٰ
واہ کیا کحل البصر ہے خاکپائے غوث پاک

رہبر راہِ حقیقت دستگیر خاص و عام
کون ہے ابدال دو عالم میں سوائے غوث پاک

آپکی الفت میں میری جان بھی جائے تو کیا
میں بھی راضی ہوں اسی میں جو رضائے غوث پاک

خواب میرا کیوں نہو خواب زلیخا سے عزیز
واں گئے یوسف یہاں تشریف لائے غوث پاک

شکر ہے بیدم کہ ہم بھی شاہ وارث کے طفیل
یہ بھی کیا کم ہے کہ کہلائے گدائے غوث پاک

۳۵

اے شہِ ہر دو سرا حضرت غوث الثقلین
زینت ارض و سما حضرت غوث الثقلین

اے درِ بحر سخا حضرت غوث الثقلین
منبع خلق و عطا حضرت غوث الثقلین

دین و ایمان مرے قبلہ و کعبہ میرے — خاص محبوب خدا حضرت غوث الثقلین
تم وہ عیسیٰ ہو کہ عیسیٰ بھی کہیں بنکے مریض — کیجئے میری دوا حضرت غوث الثقلین
شرم آتی ہے کہاں جاؤں میں حاجت لیکر — تیرا کہلا کے گدا حضرت غوث الثقلین
بے حجاب اب تو دکھا دو رخ زیبا کی جھلک — مجکو بھی بہر خدا حضرت غوث الثقلین

اب تو دم آگیا بیدم کا لبوں پر آؤ
۳۶ آؤ آؤ میں مرا حضرت غوث الثقلین

ہوا ہے شیفتہ سارا زمانا غوث الاعظم کا — چمن میں گا رہی ہے بلبل ترانا غوث الاعظم کا
نشان باقی نہیں مطلق دوئی کا فضل مولا سے — ہوا ہے جب سے میرے دل میں آنا غوث الاعظم کا
سراپا کی حکایت میں سراپا ڈوب جاتا ہوں — مجھے جب یاد آتا ہے فسانا غوث الاعظم کا
حسینان جہاں تیر نظر پھینکیں تو کیا ہوگا — بنا ہے یہ دل مجروح نشانا غوث الاعظم کا

جو وقت جان کنی نقشہ ترے اوسان کا بگڑے
۳۷ تو بیدم دل میں تو نقشہ جمانا غوث الاعظم کا

مدح حضرت سلطان العارفین خواجۂ خواجگان ولی الہند
مولانا الشیخ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

السلام اے خواجۂ ہندوستان — السلام اے وارث کون و مکان
السلام اے خواجۂ کل خواجگان — السلام اے چارۂ بیچارگان

اَلسلام اے غمز دوں کے غمگسار　　　السلام اے مضطرب دل کے قرار
اَلسلام اے رہبر راہِ صفا　　　السلام اے بادشاہ اصفیا

اَلسّلام اے بیدم بیدم کے دم
۳۸　اَلسّلام اے مجمعِ جود و کرم

مرے دل کو لگی ہے تمھاری لگن یا خواجہ معین الدین چشتی
کہلاتا ہوں آپ کا شاہ زمن یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی سر ہے کہ سودا ہو جس میں بھلا وہی دل ہے جو ہو کے تمھارا رہا
وہی آنکھ جو دیکھے تمھارا چمن یا خواجہ معین الدین چشتی

نہیں چین مجھے آتا اک دم ترے ہجر میں اے چشتی لقبی
کب تک میں پھروں مارا بن بن یا خواجہ معین الدین چشتی

تپ ہجر ہی جائے نہ درد جگر نہ دوا ہی کرے کوئی اپنا اثر
جلا آتشِ عشق میں سب تن من یا خواجہ معین الدین چشتی

۳۹　دہ مئے مجھے دیجئے بیدم ہوں تم مجھ میں ملو میں تم میں ملوں
اور لو اٹھے ہر عضو بدن یا خواجہ معین چشتی

آ پڑا اب تیرے در پہ میرے خواجہ لے خبر　　　پھر چکا آوارہ در در میرے خواجہ لے خبر
مجمعِ رنج و الم میں گھر گیا میں الغیاث　　　اب کدھر جاؤں ٹھکر میرے خواجہ لے خبر
اس تنِ لاغر کو آئے تیرے کوچہ سے صبا　　　اور لیجائے اڑا کر میرے خواجہ لے خبر

اس سے کیا مانیں نہ مانیں وہ مگر بہرِ خدا　　کہہ تو دیجو بادِ صرصر میرے خواجہ سے خبر

بیدمِ خستہ ترا در چھوڑ کر جائے کہاں

۳۰　شاید اُٹھے بھی تو مر کر میرے خواجہ سے خبر

مدحِ وارثِ پاک

اَلسلام اے مسند آرائے کمال　　اَلسلام اے رونقِ بزمِ جمال

اَلسلام اے صدرِ بزمِ اہلِ ناز　　اَلسلام اے وارثِ عالم نواز

اَلسلام اے معنیِ آیاتِ عشق　　اَلسلام اے ناطقِ کلماتِ عشق

اَلسلام اے صاحبِ معراجِ عشق　　اَلسلام اے زیب بخشِ تاجِ عشق

اَلسلام اے کعبۂ اہلِ نیاز　　اَلسلام اے قبلۂ ہر اہلِ راز

اَلسلام اے عکسِ حسنِ مصطفےٰ　　اَلسلام اے سایۂ ذاتِ خدا

اَلسلام اے وارثِ ارثِ علی

۳۱　اَلسلام اے حضرت وارث علی

آج دریا دلی تو اپنی دکھاوے ساقی　　مے کی میخواروں میں اک نہر بہادے ساقی

میکدے کی مجھے اب راہ بتادے ساقی　　دیر و مسجد کے بکھیڑے سے چھوڑا دے ساقی

ہوش گم ہوں وہ مے ہوش ربا دے ساقی　　ماسوا اپنے سبھی دل سے بھلادے ساقی

پھر وہی قولِ الست آج سنادے ساقی　　ایک پیمانے میں ان سب کو چکھادے ساقی

یہ بھی مقدور ہے تجھکو کہ تو اک ساغر میں
جسکو چاہے اُسے منصور بنا دے ساقی

میں بلا نوش ہوں پیالے سے کب مری سیری ہوگی
جام کو رکھدے ادھر خم کو لنڈھا دے ساقی

روز فردا کا تو للہ نہ اب ٹالا دے
جو پلانا ہے ہمیں آج پلا دے ساقی

چشم مخمور سے ہو ایک نظر مجھ پر بھی
اب خدارا مجھے اپنا سا بنا دے ساقی

میرا منھ لائق ساغر جو نہیں ہے نہ سہی
دور ہی سے مجھے چلو میں پلا دے ساقی

دین و ایمان دل و جان عقل و خرد ہوش و حواس
نذر دیتا ہوں وہ مے اب تو پلا دے ساقی

تیرا میخانہ رہے لاکھوں برس تک آباد
آج تو تھوڑی سی ہمکو بھی چکھا دے ساقی

کل جو اک بوند بھی مانگیں تو گنہگار ہیں ہم
آج ہم جتنی پئیں ہمکو پلا دے ساقی

تو تو قادر ہے مری طرح سے مجبور نہیں
جس کو جو چاہے سو دم بھر میں بنا دے ساقی

مجھ سے کم ظرف کو میخانے میں عزت بخشی
داور حشر تجھے اس کی جزا دے ساقی

ہو کے بیدم بھی ترا دم بھروں اور مست رہوں
مے کے بدلے میں اگر زہر پلا دے ساقی

جمال حق رخ روشن کی تاب میں دیکھا
ہزار جلووں کا جلوہ نقاب میں دیکھا

ادھر ظہور ہوا اور ادھر ہوئے معدوم
وجود عمر رواں کیا حباب میں دیکھا

ہزاروں طالب دیدار ہیں کھڑے در پر
چھپائے بیٹھے ہیں وہ منھ نقاب میں دیکھا

تڑپتا دیکھا جو مجھ کو تو ہنس کے یوں بولے
ہمیشہ اسکو اسی اضطراب میں دیکھا

تمھارے عارض روشن کا جان جاں جلوہ
جو ذرے میں ہے وہی آفتاب میں دیکھا

کوئی سرور میں ہے اور کسی کو بیہوشی — مزا یہ ساقی کے دورِ شراب میں دیکھا

اٹھا حجاب تعین تو کھل گئیں آنکھیں — خدا کو مرشد عالیجناب میں دیکھا

نظر نہ دیر میں آیا نہ یار حرم میں — چھپا ہوا دلِ خانہ خراب میں دیکھا

نہ پوچھو پیری میں کچھ کیفیت جوانی کی — بتاؤں کیا تمھیں جو کچھ شباب میں دیکھا

مزا یہ بادہ انگور میں کہاں بیدم — جو تم نے خونِ جگر کی شراب میں دیکھا

۴۳

مدد کو قبر میں آئیں گے حضرت وارث
جو مبتلا تجھے بیدم عذاب میں دیکھا

جمال میں پیر حق نما کے شبیہ شاہ عرب کو دیکھا
ہوا یہ حق الیقین ہم کو جوان کو دیکھا تو رب کو دیکھا

حضور مرآۃ احمدی ہیں جو دیکھ پائیں تو بولیں قدسی
پھر آج مدت کے بعد ہم نے رسول امی لقب کو دیکھا

سنا بھی اور دیکھا بھی ہے اکثر رہ محبت کے رہروؤں کو
اُسی کی حاصل ہوئی مسرت کہ جس نے رنج و تعب کو دیکھا

نظر جو کی صنعتوں پہ ہم نے ظہور صانع کا تھا سراسر
کھلی سبب کی سب حقیقت جو غور کر کے سبب کو دیکھا

۴۴

کرم کیا پیر مغ نے بیدم کہ خود مرے شوق کو بڑھا کر
ملا لیا خاص طالبوں میں بڑھا ہوا جب طلب کو دیکھا

شان کیا وارث کی ہے ادنی کو اعلیٰ کر دیا | تھا جو ویرانہ اُسے عرش معلیٰ کر دیا
دیکھتے ہی دیکھتے میں کیا کہوں کیا کر دیا | بس سمجھ لیجے کہ اک قطرہ کو دریا کر دیا
کہہ نہیں سکتا کہ تم نے کیا سے کیا کیا کر دیا | دیر کو اے کعبۂ دیں تم نے کعبہ کر دیا
راز مخفی کو تمہیں نے آشکارا کر دیا | خود تماشائی بنے ہم کو تماشا کر دیا
خود احد بنکر کے احمد میں ہوئے جلوہ فگن | آپ ہی اپنا لقب یٰسین وطٰہ کر دیا
آپ ہی بنکر زلیخا اپنے ہی عاشق بنے | مصر کے بازار میں یوسف کو رسوا کر دیا
چشم میں سرکار کی ہے کحل مازاغ البصر | جسطرف دیکھا نظر سے اپنا شیدا کر دیا
تاب کیا عیسیٰ کو ہے محشر تلک زندہ کریں | جسکو کشتہ یار نے زلف دوتا کا کر دیا
بولی یوں بلبل کہ اے صیاد میں مسکین تھی | کس لیے برباد میرا آشیانا کر دیا
مردۂ صد سالہ زندہ کر دئیے ہے تم کہے | نام اپنا سارے عالم میں مسیحا کر دیا
۴۵ اُف رے شوخی مار کر تیغ نگاہ ناز سے | عمر بھر کے واسطے بیدم کو رسوا کر دیا

بادۂ وحدت پلایا نے | ہوش سے مجھ کو گنوایا یار نے
کی تجلی بتکدے میں آن کر | دیر کو کعبہ بنایا یار نے
کیا مزہ ہے آپ بن کر ہوشیار | سبکو دیوانہ بنایا یار نے
ہر طرف تیغ نگار ناز سے | سیکڑوں کا خوں بہایا یار نے
دیر سے مطلب نہ کعبے سے غرض | سارے جھگڑوں سے چھڑایا یار نے
خاک میں ہم کو ملا کر دیکھئے | جامۂ خاکی پنہایا یار نے

۴۶

گاہے بیدم کر دیا چھنوا کے خاک
تخت پر گاہے بٹھایا یار نے

معترض ہوں تو بلا سے ہوں شریعت والے — تجھ کو کہتے ہیں خدا یار محبت والے
مثل موسیٰ کے وہ غش کھا کے گرے بیچارہ — جسنے دیکھا تجھے او موہنی صورت والے
پوجتے ہیں تجھے کرتے ہیں پرستش تیری — تیرے کہلاتے ہیں سب مذہب و ملت والے
ہے میسر جنھیں قدموں کا تمھارے سجدہ — حق تو یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں قسمت والے
لاکھ پردوں میں تو چھپ کر اے پردہ نشیں — دیکھ ہی لیں گے تجھے تیری محبت والے
کیا پلائی ہے چھلکتی ہوئی پیمانہ سے — ساقیا جھومتے پھرتے ہیں ترے متوالے
چٹکیاں لیتے ہیں رہ رہ کے مرے سینہ میں — لیگئے ہیں جو دل انداز شرارت والے
کل تو میخانے کے پرنالے میں منھ ڈالے تھے — کب سے بیدم ہوئے تقویٰ و طہارت والے

۴۷

ہم نجل ان سے جو محشر میں ہوا میں بیدم
رشک کرنے لگے سب مجھ پہ قیامت والے

ہے دیر و حرم اور کلیسا مرے دل میں — میں کہہ نہیں سکتا کہ ہے کیا کیا مرے دلمیں
کس ناز سے بے پردہ وہ آیا مرے دلمیں — جب غیر کو اس بت نے نہ پایا مرے دلمیں
اجمیر و نجف کربو بلا باسہ و دیوا — بغداد ہے اور یثرب و بطحا مرے دلمیں
ان حسرت و ارمان و تمنا کو نکالو — تم آکے مرے قبلہ و کعبہ مرے دل میں
جس شے کو کیا یاد وہ آئی مرے آگے۔ — کھلتا نہیں یا رکھ ہے کیا کیا مرے دلمیں

رہ گئے ہیں اکھٹے پاس جو نکلیں بھی تو کیونکر   ارمانوں کو ملتا نہیں رستا مرے دل میں

ہے پیشِ نظر سورۂ والشمس کی تفسیر   یا صورتِ جاناں کا ہے نقشا مرے دل میں

اے حسرتِ دیدار ہیں لوں تیری بلائیں   باقی نہ رکھی کوئی تمنا مرے دل میں

دل کیا دیا بیدم کہ مصیبت میں پڑی جان

۴۹

حسرت نے کیا خون تمنا مرے دل میں

ہوئے ہو پردہ پوش کیوں خدارا الٹ دو رخ سے نقاب وارث

ازل سے ہوں آپ کا تمنا سا نہ کیجئے اب حجاب وارث

لبوں پہ ہے گھٹ کے جان آئی نہیں ہے اب طاقت جدائی

بہت ہی مضطر ہوں اب تو مجھ کو بلا لے دیوے شتاب وارث

شہا تیرے ناز و ادا کے صدقے بتا دے بہر خدا تو اتنا

تری جدائی کا اب یہ کب تک رہیگا مجھ پہ عذاب وارث

بہت پریشان ہوں مثل سنبل ہوا ہے کاکل کا جب سے سودا

شہا تیری نیر نگیوں کے صدقے یہ دور کر پیچ و تاب وارث

کروں میں کیا شکر تیرا مولا ہوا تو اس دل میں جلوہ فرما

یہ اجڑی بستی بسائی تو نے کرم کیا بے حساب وارث

وہ شان اعلیٰ ہے تیری مولا کہ تاب خامہ کو کیا جو لکھے

جہاں کے سلطان ترے گدا ہیں عجب ہے تیری جناب وارث

میں گو کہ بدکار و روسیہ ہوں بنا ہنا تو ہے کام تیرا

چھپا لے اب دامن کرم میں کہوں گا روزِ حساب وارث

مجھے بھی اے ساقی دو عالم وہ مے پلا بہر غوث الاعظم

چڑھے نشہ محویت کا تیری رہوں نہ مستِ شباب وارث

وہ سر دے ہو جس میں تیرا سودا وہ دل کہ ہو داغ کی تمنا

جو رشکِ منصور دم میں کر دے پڑھا دے ایسی کتاب وارث

نہ ہوش ہو کون ہوں کہاں ہوں نہ کچھ فنا و بقا سے مطلب

میں دونوں عالم کو بھولوں دل سے پلا دے ایسی شراب وارث

نصیب جاگے جو سو گیا میں شب جدائی میں تنگ آ کر

کہا کسی نے کہ دیکھ بیدم وہ آتے ہیں بے نقاب وارث

دیر و مسجد میں پھر آنا اور ہے — کوچۂ جاناں کا جانا اور ہے

زاہدوں کا مذہبِ ملت ہے اور — یہ طریقِ عاشقانا اور ہے

اپنی اپنی کہہ چکے ہیں ان سے سب — اک مرا باقی فسانا اور ہے

کوچۂ جاناں میں رکھیں گے قدم — ہاں اگر کچھ آب و دانا اور ہے

اب وہ پچھلی باتیں ساری بھول جا

دیکھ بیدم یہ زمانا اور ہے

اُن سے کہہ دیجیو رو کر جو صبا یاد رہے — تا کجا ہجر میں مٹی مری برباد رہے

خانۂ دل مرا ویراں رہے برباد رہے — اس سے کیا کام اسے گھر غیر کا آباد رہے
ساقیا خیر تری اور ترے میخواروں کی خیر — دے کوئی جام ترا میکدہ آباد رہے
بس لیے زخموں پہ چھڑکا ہے نمک قاتل نے — خنجر ناز کا کچھ دن تو مزا یاد رہے
ہر گھڑی پیش نظر ہو تری تصویر خیال — خانۂ دل ترے مذکور سے آباد رہے
بعد کے بعد چمن ہی میں مجھے دفن کیا — پھولتا پھلتا الٰہی مرا صیاد رہے
نہ باز آ ستم و جور و جفا سے ظالم — تجھ کو کیا شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے
ہم سے الفت بھی کسی کو تھی کوئی مرتا تھا — کم نہیں یہ اگر اتنا ہی تمھیں یاد رہے
دل آزار جفا جو ستم آرا ٹھیرا — شاد کیوں تجھ سے کسی کا دل ناشاد رہے
ہے اگر ظلم روا رکھے نہ ظالم مجھ پر — کیوں مری گھات میں چرخ ستم ایجاد رہے
خوشی موسم گل کی نہ خزاں کا کھٹکا — صورت سرو ہم اس باغ میں آزاد رہے

ظلم بیدم نہیں ہوتا بت سفاک کا کم
تا کجا بند کسی کا لب فریاد رہے

۵۱

مصحف رخ نہ دکھا دیا ہم کو — جو پڑھا تھا بھلا دیا ہم کو
لذت درد ہجر نے اے یار — کیا کہیں کیا مزا دیا ہم کو
ہم کہاں اور کہاں بتوں کی یاد — دل نے کافر بنا دیا ہم کو
تو نے آنکھیں ملا کے غارت گر — مست و بیخود بنا دیا ہم کو
اب تو ہنستے ہیں غیر بھی ہم پر — عشق نے کیا بنا دیا ہم کو

ہم نے دیدی تمھاری یاد میں جان   تم نے دل سے بھلا دیا ہم کو

خوب امید وصل نے شب ہجر   تھپکیں دے کر سلا دیا ہم کو

بُت پردہ نشیں نے پردہ سے   ہو کے ظاہر چھپا دیا ہم کو

آپ بھرنے لگے رقیب کا دم

٥٢

اور بیدم بنا دیا ہم کو

مرے کشور دل کے سلطان وارث   مرے دین اور میرے ایمان وارث

کہیں کس سے ہم جو تجھے جانتے ہیں   کوئی ہم سے پوچھے تری شان وارث

وہ بھولیں گے کیونکر رہ عشق اے دل   کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارث

ہر اک رنگ میں تجکو پہچان لوں میں   بتا دے مجھے ایسا عرفان وارث

مجھے دے کے دم تو نے بیدم بنایا

٥٣

تری شان والا کے قربان وارث

جو قرباں مال و زر سرکار پر زردار کرتے ہیں   فدا ہم بھی دل و جاں آپ پر سرکار کرتے ہیں

تمھارے ہی تو سب دیر و حرم میں نام لیوا ہیں   تمھاری ہی پرستش کافر و دیندار کرتے ہیں

در فیض عنایت انکا رہتا ہی کھلا ہر دم   بلانے میں مرے پھر کس لئے انکار کرتے ہیں

جسے الفت ہو آل سید ابرار سے اے دل   حمایت اسکی بیشک حیدر کرار کرتے ہیں

نہیں آنکھیں کھلی ہیں قبر میں بے سبب بیدم

٥٤

ہم اپنی حسرت دیدار کو اظہار کرتے ہیں

تمھیں تم ہو ہمیں بدنام کراتے کیوں ہو
تُو تُو میں میں یہ زمانے سے کہاتے کیوں ہو

ہم نے مانا تمھیں وحشت نہیں اے حضرت دل
دھجیاں پھر یہ گریباں کی اڑاتے کیوں ہو

تم اگر پردہ نشیں ہو تو رہو پردے میں
دل میں کیوں آتے ہو آنکھوں میں سماتے کیوں ہو

جان کر طالب دیدار ہیں اے وارث
رُخ پر نور کو برقع سے چھپاتے کیوں ہو

طالب دید ہیں بے دیکھے تو ہٹنے کے نہیں
لن ترانی ہمیں سرکار سناتے کیوں ہو

شوق سے تذکرۂ غیر کرو ڈر کیا ہے
ہونٹوں پہ آئی ہوئی بات چھپاتے کیوں ہو

کشتۂ ناز جئے ہیں نہ جئیں گے اُس کے
اے مسیحا لب اعجاز ہلاتے کیوں ہو

تم ہو مختار جہاں چاہو بناؤ مسکن
کعبہ و دیر کی تخصیص جتاتے کیوں ہو

ایک حسرت تو شب وصل نکل جانے دو
خاک میں برسوں کے ارمان ملاتے کیوں ہو

تم جو کہتے ہو ہمیں فخر مسیحا نہ کہو
کشتۂ ناز کو تم کہہ کے جلاتے کیوں ہو

عشق کو جانتے ہو ہے مرض دق بیدم
روگ پھر جان کو اپنی یہ لگاتے کیوں ہو

۵۵

کیوں نہیں دعوے میں بلواتے ہیں آپ
کیوں ہمیں باتوں میں بہلاتے ہیں آپ

طالب دیدار کو مرنے کے بعد
جلوۂ رخسار دکھلاتے ہیں آپ

جذبۂ عشق حقیقی جب بڑھا
اپنے شیدا میں سما جاتے ہیں آپ

چھوڑ کر دو دو پہر تنہا مجھے
حضرت دل سیر کو جاتے ہیں آپ

ہو گیا خطا بیدم سے اے وارث ہوئی
کیوں تصور میں نہیں آتے ہیں آپ

ساقیا انس ہے ہم کو کسی مستانے سے — مے سے مطلب ہے نہ بادہ سے نہ پیمانے سے

ہنس کے کہتے ہیں جو کہتا ہوں کہ مر جاؤں گا — کیا بگڑ جائے گا ہمارا ترے مر جانے سے

جان جاتی ہے کیا غم ہے مگر اے ساقی — بے پئے تو نہ ٹلیں گے ترے میخانے سے

نزع کا وقت ہے دم گھٹتا ہے ڈر جاؤ گے — ہائے کیوں ہٹ نہیں جاتے مرے سرہانے سے

سب کو بھولا تجھے بھولا نہیں بیدم ساقی
کون بیہوش کہے گا ترے مستانے سے — ٥٧

الٰہی مجھے راہ بتلانے والے — طریقہ محبت کا سکھلانے والے

پریشاں نہ کر زلف بکھرانے والے — بتا راہ عرفاں کی بتلانے والے

چلو جاؤ ناصح کرو کام اپنا — بہت ایسے آتے ہیں بہکانے والے

بلاتے ہیں دیوے جنھیں چاہتے ہیں — نہیں بھول جاتے ہیں بلوانے والے

اسی در پہ سر پھوڑ کر جان دیں گے — ٹلیں گے نہ اس در سے مر جانے والے

دم نزع تو آ کے صورت دکھا جا — تصور میں بھی منہ نہ دکھلانے والے

وہ کہتے ہیں ہنس کر کہ بہکو نہ صاحب — بہت ہم نے دیکھے ہیں مر جانے والے

بتا آ کے بیدم کو راہ حقیقت
کدھر ہے تو او راہ بتلانے والے — ٥٨

سودائی ہیں کبھی عشق سے آئے نہ باز ہم — کیسے دھنی ہیں بات کے بندہ نواز ہم

جو ناپسند تھا ہمیں وہ بھی قبول ہے — کس کے نیاز مند بنے بے نیاز ہم

ہوں داد خواہ داور محشر کے سامنے — اتنا بھی چاہتے نہیں افشائے راز ہم

دل میں خیال آنکھوں میں تصویر یار کی — کعبے میں پڑھ رہے ہیں بتوں کی نماز ہم

بیدم یہ اشک چشم سے کامل یقیں ہے
ظاہر کریں گے یہ جو چھپائیں گے راز ہم

۵۹

رہے جان قالب میں کس کے سہارے — نہ قابو میں دل ہے نہ تم پاس پیارے

چلا دل جو پہلو سے ارماں پکارے — کہو تم اکیلے کہاں کو سدھارے

یہی رسم الفت ہے اے میرے پیارے — اکیلا مجھے چھوڑ کر تم سدھارے

کسی کو خبر کیا جو صدمے اٹھائے ہیں — تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے

مجھے یاد آتی ہیں باتیں تمہاری — تصور میں کرتا ہوں شب بھر نظارے

وہ جادو بھری ہیں نگاہیں تمہاری — بلا کے ہیں پیچ گیسو تمہارے

وہ کھائے ہوئے دل چلے آئیں یارب — اثر اتنا دکھلائیں نالے ہمارے

مجھے روتے دیکھا تو گھبرا کے بولے — ذرا صبر کر اور آفت کے مارے

وہ بیدم جفائیں کریں لاکھ تجھ پر
مزا تو یہی ہے کہ تو دم نہ مارے

۶۰

اب ترا پابند گیسو ہو نہیں سکتا فرار — پھنستے ہی تیر نظر سے کر دیا تو نے فگار

الغرض ہر ہر رگ [illegible] جو داغ دل پہ انگار — داغ کب ہیں یہ چھپے ہیں پھول کے جامے میں خار

قتل کے دن حلق سے یہ بولا ہر اک عضو بدن — چوم لینا میری جانب سے بھی تیغ آبدار

اے مری لیلیٰ ترے مجنوں کی وہ توقیر ہے | وشت میں جاتا ہے تو سر پر قدم لیتے ہیں خار
کاکل مشکیں کے سودائی کی یہ پہچان ہے | جسطرف جاتا ہے کہتے ہیں ادھر سب مار مار
ان کی زلف عنبریں کا جسکو سودا ہو گیا | کیا اسے خوش آئیگی پھر خوشبوئے مشک تتار

کہیو اے قاصد جو وہ نام ونشاں پوچھیں مرا
۶۱
نام ہے بیدم لقب ہے عاشق سینہ فگار

ہم رہے دنیا نہ دیں کے کام کے | آکے کہتے ہیں دل ناکام کے
ہم ہیں بندے عشق نیک انجام کے | ہیں جدا جھگڑے سے کفر اسلام کے
تکلے چھنا خاک اڑانا رات دن | کام ہیں یہ عاشق ناکام کے
غیر کو اپنا سمجھتے ہیں حضور | صدقے جاؤں اس خیال خام کے
صدقے ہیں سو جاں سے شیخ و برہمن | اے شہ وارث تمہارے نام کے
بیدم و بیتاب و بیدل بیقرار | نام ہیں یہ عاشق بدنام کے

تم تو بیدم سخت ناکارہ ہو یار
۶۲
جانتے تھے آدمی ہو کام کے

گلبو اگر پسینہ ترے بدن سے نکلے | صل علیٰ کا نعرہ گل کے دہن سے نکلے
کچھ غم نہیں کہ جاں بھی ایجان تن سے نکلے | شکوہ مگر نہ تیرا میرے دہن سے نکلے
تیر نظر تمہارے آئے جدا سے آ کے | دل میں مرے گذر کر فوراً ہی اس سے نکلے
ساقی نہ نشے پلا دے جو تمھیں مزا دے | عمر دراز بادہ ہر موئے تن سے نکلے

یہ نالہ ہائے غم ہیں رکتے نہیں کسی سے — دل سے ہمارے نکلے چرخ کہن سے نکلے

ہرگز نہ کوئی چاہے فرقت میں بوئے کاکل — مطلب اگر کسی کا بوئے سمن سے نکلے

بے چین ہوں لحد میں پردہ نشیں کے غم میں
بیدم یہی تمنا ہر موئے تن سے نکلے

۶۳

دریائے عشق وارث طوفاں اٹھا رہا ہے — کشتی دل ہزاروں لاکھوں ڈبو رہا ہے

پردے میں چھپ کے ظالم باتیں بنا رہا ہے — دل میں بیٹھے لن ترانی ہم کو سنا رہا ہے

صورت میں میری اپنا نقشہ جما رہا ہے — خود ہو رہا ہے ظاہر مجھ کو چھپا رہا ہے

بت ہم سے اپنا کلمہ بیدم پڑھا رہا ہے — اک بندہ خدا کو کافر بنا رہا ہے

دم گھٹ رہا ہے بیدم آنکھوں میں آ رہا ہے — دل بھی تڑپ تڑپ کر مجھ کو ستا رہا ہے

پھندے میں پھانستا ہے بیلا نہ تیغ دیکھو — آئینہ رکھ کے آگے زلفیں بنا رہا ہے

عیسیٰ سے جا کے کہدے کوئی کہ دیکھ جائیں — وہ شوخ گالیوں سے مردے جلا رہا ہے

دل دین اور ایماں جب لے چکا تو کافر — اب جان کا قبالہ ہم سے لکھا رہا ہے

خود حق ہے خود انا الحق خود دار خود ہے مفتی — خود بول کر انا الحق سولی پہ جا رہا ہے

صورت نے یہ میری تیرا کیوں نہ ہوئے دھوکا — بے نشاں مجھ میں آ کے پایا گیا رہا ہے

اے ناخدائے عالم اب ڈوبتا ہے بیدم
دریا میں اس کا بیڑا پھر ڈگمگا رہا ہے

۶۴

تمہیں ہو مطلع انوار اے وارث مرے مولا — حبیب حق کے ہو دلدادہ اے وارث مرے مولا

پلا کر جام عرفاں تم جنھیں بیہوش کرتے ہو
بلا شک ہیں وہی ہشیار اے وارث مرے مولا

گدا کو ایک دم میں آپ خاقانی بناتے ہیں
سخی ہے آپکی سرکار اے وارث مرے مولا

خدا نے آپکو روشن ضمیر ایسا بنایا ہے
نہیں مخفی کوئی اسرار اے وارث مرے مولا

سوا حضرت کے جا کر حال دل کس سے کہے بیدم
جو کچھ ہیں آپ ہیں غمخوار اے وارث مرے مولا

۶۵

مجھے مار چا ہے جلا شاہ وارث
میں خوش ہوں جو تیری رضا شاہ وارث

اڑا کر وہاں اے صبا مجھ کو لے چل
جہاں پر ہیں رونق فزا شاہ وارث

گذرتے ہیں جو مجھ پہ فرقت میں صدمے
وہ اظہار ہیں تم پہ یا شاہ وارث

نشان دوئی دل میں باقی نہ رکھا
ہے کیا نام والا ترا شاہ وارث

پڑی ہے یہ بیدم پہ مشکل خدارا
نہ کیا اس کے مشکل کشا شاہ وارث

۶۶

ذبح کرتا ہے تو صیاد مچل لینے دے
کوئی ارمان تو بلبل کا نکل لینے دے

ناتوانی مجھے کروٹ تو بدل لینے دے
کل سے بیکل ہوں فرمائے تو کل لینے دے

آج تشریف تصور میں جو آئی ان کی
ہنس کے کہنے لگے آنکھوں میں ٹہل لینے دے

دم محبت کا جو بھرتا ہوں تو فرماتے ہیں
خنجر ناز تو حلقوم پہ چل لینے دے

رہ الفت میں تو کچھ ضعف دکھا زور اپنا
ایک دن گام رہ شوق میں چل لینے دے

آنکھوں کی راہ سے فرقت میں سراسر لخت جگر
اشک بن بن کے نکلتے ہیں نکل لینے دے

پھر جا بیدم خستہ ابھی جلدی کیا ہے

۴۷

وہ شب وصل مچلتے ہیں مچل جانے دے

صدمۂ فرقت سہا جاتا نہیں — وہ اب ہم سے رہا جاتا نہیں
ٹھان لی ہے زہر کھا کر سو رہیں — بے حیا بن کر جیا جاتا نہیں
ناتواں ہیں اس قدر ارماں مرے — بستر غم سے اٹھا جاتا نہیں
آپ جو جی چاہے کہہ لیجے مجھے — غیر کا طعنہ سنا جاتا نہیں

بے طرح گھیرا ہے بیدم ضعف نے

۴۸

دو قدم بھی تو چلا جاتا نہیں

جواب و تاب پائی شاہ خوباں تیرے دنداں میں
چمک دیکھی نہ گوہر میں نہ نے لعل بدخشاں میں
کوئی جانے نہیں دیتا ہے مجھ کو کوئے جاناں میں
وہ دیوانہ ہوں وحشت سے چلی آخر بیاباں میں
واہ واہ ہے دل پر خم نگاہ ناز کے تو نے
ہزاروں تیر کھائے منہ نہ موڑا غم کے میداں میں
فراق جان و دل اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے
گیا ہے دل تو جانے جان بھی میری کوئے جاناں میں
لگیں مستی میں آکر ڈوبنے گر ان کے متوالے

وہ آئیں ناخدا بن کر جہاز بادہ نوشاں میں
خدا کے فضل سے ملاح ہوں میں آل احمد کا

مری کس طرح سے عزت نہ ہو بزم سخنداں میں

۷۹ خبر مرنے کی سن کر بیدمؔ خستہ کی وہ بولے
کہ دیکھو واقعی کچھ بھی نہیں ہوتا ہے انساں میں

طالب دید ہوں مدت سے تمنائی ہوں ۔ میں بھی موسیٰ کی طرح اک شیدائی ہوں
اے صبا اتنی تسلی مری کردے للّٰہ ۔ جھوٹ ہی کہدے کہ پیغام تما لائی ہوں
اس جفا جو سے بھی امید وفا ہے مجھ کو ۔ میں بھی واللہ عجب آدمی سودائی ہوں
آئینہ دیکھ کے حیرت مجھے ہو جاتی ہے ۔ کس کا اے دل نہیں معلوم تماشائی ہوں
پوچھتے کیا ہو مرا حال پریشاں بیدمؔ
ایک مدت سے یوں ہی بادیہ پیمائی ہوں

کیا کرے وہ شربت دینار کا ۔ ہے جو طالب شربت دیدار کا
گھر کرے آباد جو اغیار کا ۔ کیا بھروسہ اس بت عیار کا
حشر تک اے یار عیسیٰ سے علاج ۔ ہو نہیں سکتا ترے بیمار کا
طالب زر پہ کرے سایہ ہما ۔ مجھ پہ ہو سایہ تری دیوار کا
بے یقیں دریائے غم سے پار ہو ۔ گھاٹ جو دیکھے تری تلوار کا
قاصدا اس بحر خوبی سے مرے ۔ حال کہنا دیدۂ خونبار کا

کس طرح ہووے اسے بیدم شفا
جو ہوا بیمار چشم یار کا

مالک ہیں شاہ وارث مختار شاہ وارث غمخوار شاہ وارث سرکار شاہ وارث
گرداب رنج و غم میں کشتی مری پھنسی ہے کر دیجئے خدارا اب پار شاہ وارث
اچھا نہ کر سکیں گے آئیں اگر مسیحا جو چشم کا ہے تیری بیمار شاہ وارث
کیونکر نہ بھول جاؤں دل سے غم دو عالم جب میرا آپ سا ہو غمخوار شاہ وارث
جادو بھری کٹیلی آنکھوں سے پھر خدارا ہاں دیکھ لو ادھر بھی اکبار شاہ وارث
بندہ کہیں بنا تو مولا کہیں کہایا تیرے عجب عجیب ہیں اسرار شاہ وارث

بیدم میں دم ابھی دم آجائے میرے مولا
سن لے اگر تمہاری گفتار شاہ وارث

ہوا ہے سر میں سودا زلف کا وحشت طبیعت کو
نہیں آرام ملتا ایک دم بیمار فرقت کو
مٹایا ہم نے سب جھگڑا کیا اتمام حجت کو
دیا دلبر کو دل جان غیر کو آرام وحشت کو
تمہارے سامنے میں اور چاہوں حور جنت کو
گماں میری طرف سے یہ بھلا لازم ہے حضرت کو
عجب درد آشنا ہم ہیں کہ بعد مرگ بھی ہم نے

لگا رکھا ہے سینہ سے ترے درد محبت کو

شبِ فرقت میں جب یاد آئی ان کی ہوگئی وحشت

نہ بہلی ہم نے بہلایا بہت مچلی طبیعت کو

تمہارے تیر کی خاطر مجھے منظور ہے دل سے

وہ آئے تو کلیجہ اور جگر حاضر ہے دعوت کو

جہاں جینا بھی ہو دشوار اور مرنا بھی مشکل ہو

لگاؤ بھی ہوا ہے تو کہاں اپنی طبیعت کو

بٹھاؤں دل میں سینہ سے لگاؤں آنکھوں میں رکھوں

اگر مل جائے تیرا درد مجھ رنجور فرقت کو

بچانا شیشۂ دل کا ہوا دشوار پہلو میں

جو دیکھا ٹوٹ کر آتے ہوئے اُس پر طبیعت کو

نگہ سے مارتے ہیں وہ لبوں سے زندہ کرتے ہیں

دکھاتے ہیں کرشمہ دردمندانِ محبت کو

نہ کیجے پیش و پس اب مشکل آسانی ہوئی میری

اُٹھاؤ تو ذرا خنجر جھکا ہے سر شہادت کو

رگ و پے میں جگر میں جان میں دل میں کلیجے میں

رکھا ہے اتنے پردوں میں ترے درد محبت کو

تھیں کبھی قتل کی جلدی مجھے کبھی دید کا ارماں
بہت افسوس آتا ہے مرے ارماں پہ حسرت کو
یہی انصاف ہے تیرا نگئنی پر اپنی نازاں ہے
ہمیں ہوں سینہ سپر کیسا نہ دیکھا میری ہمت کو
ہمارا فخر تو یہ ہے کہ بیدم ان کے کہلائیں
ضرورت کیا ہے شاہی کی کریں گے کیا حکومت کو
۷۳

نظر آتا نہیں اس طرح گنہگار مجھ کو
چین دے گردش تقدیر خدا را مجھ کو
غیر کے ہاتھ سے میں قتل نہ ہونگا قاتل
پڑھ کے تکبیر تو کر قتل دو بارا مجھ کو
یہی دوری ہے تو مجبوری ہے اک دن آخر
جان دینے کے سوا اب نہیں چارا مجھ کو
ہو گیا جب سے تری زلف چلیپا کا اسیر
لوگ سب جانتے ہیں اہل نصارا مجھ کو
یہ وہ دریائے محبت ہے کہ دیکھا ہر سو
نظر آتا نہیں اے خضر کنارا مجھ کو
رہے ساقی مرا آباد خدایا جس نے
ایک ہی جام سے شیشہ میں اتارا مجھ کو
ہائے عقبیٰ کا نہ کچھ کام بنایا بیدم
عمر کہتی ہے کہ غفلت میں گزارا مجھ کو
۷۴

لیلیٰ کو یاد تو نے مجنوں بنا کے مارا
قیس شکستہ دل کو در در پھرا کے مارا
چھوڑا ہے پتھروں کا سر کوہکن کا کس نے
منصور سے انا الحق کس نے کہلا کے مارا
اے یار تیری کیا کیا نیرنگیاں بیاں ہوں
بت بن کے آپ ہم کو کافر بنا کے مارا

گو جاں گئی بلا سے اے دل نہیں غم اسکا — کر شکر اُس نے اپنا بندہ بنا کے مارا

شب بھر رکھا خیالِ گیسو میں اس نے بیدم

۷۵ اور صبح ہم کو رخ سے پردہ اٹھا کے مارا

ترچھی نظروں سے اشارہ کر چکے — کام تم پورا ہمارا کر چکے

منتظر ہے کس کی اے شمشیرِ ناز — قتل کا وہ تو اشارا کر چکے

جب گرے غش کھا کے آئی یہ صدا — حضرت موسیٰ نظارا کر چکے

دیر و مسجد سے انھیں کیا کام ہے — جو دو عالم سے کنارا کر چکے

بیدم اب محشر سے کیوں ڈرتے ہو تم

۷۶ تم تو وارث کا سہارا کر چکے

دور آنکھوں سے مگر دل کے قریں رہتے ہیں — اچھے پردے میں مرے پردہ نشیں رہتے ہیں

تیری محفل میں ہیں آ یار کہیں رہتے ہیں — دل سے نزدیک ہیں گو پاس نہیں رہتے ہیں

دیر میں اللہ نہ وہ کعبہ میں مکیں رہتے ہیں — قبۂ دل میں مرے گوشہ نشیں رہتے ہیں

نغمۂ کُن فیکون اور صدائے الحمد — نالۂ بلبل میں وہ آواز حزیں رہتے ہیں

دیکھ کر تم کو اکیلا نہیں میں ہی بیتاب — حضرت دل بھی تو قابو میں نہیں رہتے ہیں

نج رہا ہے یہی ہر تارِ نفس میں نغمہ — جنکو ہم ڈھونڈھ رہے ہیں وہیں رہتے ہیں

ان کا ملنا و نہ ملنا ہے برابر بیدم

۷۷ اتنے ہی دور ہیں وہ جتنے قریں رہتے ہیں

یہاں شاہ وارث وہاں شاہ وارث مکیں و مکاں لامکاں شاہ وارث

ابھی تو مرے سامنے جلوہ گر تھے کدھر ہیں کدھر ہیں کہاں شاہ وارث

وہی اپنا قبلہ وہی اپنا کعبہ ہیں تشریف فرما جہاں شاہ وارث

خدا مہرباں اس سے سب خوش خدائی ہوئے جبکہ تم مہرباں شاہ وارث

خبر لیجئے اے مسیحائے عالم

۷۸

کہ بیدم ہوا نیم جاں شاہ وارث

کھلا چہرہ ہوا سے زلف سرکی یکایک شام نے گویا سحر کی

نگاہ ناز سے گھائل کرے جو ضرورت کیا اُسے تیغ و تبر کی

شمیم زلف لائی ہے اُڑا کر یہ چوری کھل گئی باد سحر کی

ہوئے ہیں مست پیکر بادہ عشق خبر ہے پیر کے ہم کو نہ سر کی

چراغ زیست کا کیا ہے بھروسا

۷۹

تجلی ہے یہ بیدم رات بھر کی

کہیں کیا حال اپنا زیست سے بیزار رہتے ہیں

شفا کیونکر ہو چشم یار کے بیمار رہتے ہیں

بہت ہم تنگ تجھ سے اے بت عیار رہتے ہیں

شب فرقت میں نیند آتی نہیں بیدار رہتے ہیں

نہیں خواہش ہمیں اب ہم نفس سیر گلستاں کی

ہمارے داغ دل بھی غیرت گلزار رہتے ہیں
بہت تدبیر کرتے ہیں مگر ملنے نہیں پاتے
کہیں کیا گردش تقدیر سے ناچار رہتے ہیں
جو دیکھے بلبل باغ جناں سو جان سے قرباں ہو
ہمارے گلبدن کے پھول سے رخسار رہتے ہیں
مگر کب چھوڑتی ہے تیری دزدیدہ نظر دل کو
بہت ہشیار گو ہم اے بت عیار رہتے ہیں
ڈرے حاسد سے کیوں بیدم کہ اسکے سر پہ جب ہر دم
مثال ابر رحمت حیدر کرار رہتے ہیں

خدایا مجھکو اس گل سے ملا دے ... مری امید کا غنچہ کھلا دے
شراب جلوۂ جاناں پلا کر ... مجھے بھی آج مستانہ بنا دے
میں جن باتوں پہ دیوانہ بنا ہوں ... وہی ہنس ہنس کے پھر باتیں سنا دے
گرا پھر خرمن دل پر مرے برق ... ذرا پھر میرے وارث مسکرا دے
اسی کی شکل وہ صورت بنے گی
جو اپنے آپ کو بیدم مٹا دے

تیر نظر کا وارث دل پر مرے نشانا ... ہاں تاک کر لگانا ہاں تاک کر لگانا
وحدت کا جام بھر کر منھ سے مرے لگانا ... پردہ اٹھے دوئی کا وہ مے مجھے پلانا

گلشن میں جا کے دیکھا ہر گل میں تیری بو ہے　　گاتی ہیں بلبلیں بھی ہر سو ترا ترانا

گلشن نہ چھوڑ بلبل گر شیفتہ ہے گل پر　　صیاد اگر اجاڑے سو بار آشیانا

وہ جان جاں تو بیدم کہتا ہے تجھ کو بیدم

کہتے دے غم نہ کر تو کچھ بھی کہے زمانا

۸۲

ذرا جذبۂ دل کا اثر دیکھئے　　اثر ہو نہ ہو آہ کر دیکھئے

یہاں بن گئی جان پر دیکھئے　　انھیں ہو گی کب تک خبر دیکھئے

پڑا ہوں سر رہگذر دیکھئے　　پھر اکبار بار دگر دیکھئے

چلا ان کا تیر نظر دیکھئے　　ہو کس کس کا زخمی جگر دیکھئے

کھلا ثم وجہ اللہ کا راز جب　　تو پھر کیا ہے چاہے جدھر دیکھئے

رہے عشق کا کل میں ثابت قدم　　نہ سر کے کبھی بال بھر دیکھئے

ہیں ہم تو آئینہ خانہ میں سب ہیں　　جہاں دیکھئے اور جدھر دیکھئے

انا الحق کہا اور وہ چلتے ہوئے　　چڑھا یا کسے دار پر دیکھئے

اکیلا میں اور رنج و غم سینکڑوں　　ذرا آپ میرا جگر دیکھئے

ذرا سے ہوا اور سوا درد دل　　تعجب میں ہیں چارہ گر دیکھئے

کھلی جب حقیقت تو آیا نظر

ہمیں ہم ہیں بیدم جدھر دیکھئے

۸۳

پھر طبیعت رنگ لائی دیکھئے　　پھر وہی دل میں سمائی دیکھئے

آپ نے تیوری چڑھائی دیکھئے — پھر کسی کی موت آئی دیکھئے

سرخرو شمشیر قاتل کیوں نہ ہو — خون میں میرے نہائی دیکھئے

اس بُتِ کافر کی صورت دیکھکر — جان لاکھوں نے گنوائی دیکھئے

عرش تک پہونچی نہ پہونچی یار تک — آہ کی یہ نارسائی دیکھئے

دیکھتے ہیں آئینہ میں حسن کو — ان بتوں کی خود نمائی دیکھئے

تم نہ آئے اسکا کیا شکوہ کروں — موت فرقت میں نہ آئی دیکھئے

جوش وحشت میں مرے صیاد نے — بڑی مدت کی پنہائی دیکھئے

کھویا سونا سیم تن کے عشق میں — پڑ گئی کیسی کھٹائی دیکھئے

ہاتھ میں ساغر بغل میں دخت زر — شیخ جی کی پارسائی دیکھئے

لوٹ کر کعبے سے دیکھیں گے ضرور — بُت کریں کب تک خدائی دیکھئے

کس پہ اب تک آہ ہم مرتے رہے — عمر غفلت میں گنوائی دیکھئے

خون عاشق کی چلی آتی ہے بو — یار کے دست حنائی دیکھئے

نکلے میخانے سے منھ پھیرے ہوئے — شیخ صاحب کی رکھائی دیکھئے

گوہر دندان کے شوق دید میں — آبرو ہم نے گنوائی دیکھئے

طالبِ دیدار کو حیران کیا — آئینہ رو کی صفائی دیکھئے

دل میں میرے غم کی شاہِ حسن نے — اک نئی بستی بسائی دیکھئے

سب کو فکر تازہ وصف زلف تھا — مشک نے خبر سے بسائی دیکھئے

سر کئے لاکھوں قلم اک آن میں — تیغ ابرو کی صفائی دیکھئے

یاد گیسو میں پریشاں رہی   نیند گل شبکو نہ آئی دیکھئے

شان یزداں ہے کہ بیدم بت کریں
۸۴   کعبۂ دل میں خدائی دیکھئے

سینہ تو چاک ہے جو گریباں نہیں رہا   دامن تو زخم میں ہے جو داماں نہیں رہا
دشت جنوں میں بھی مرا خاکی تھا پیرہن   گو ننگ خانداں ہوں پہ عریاں نہیں رہا
ترک ہوس نے قطع کیا دست آرزو   زخموں کے پیرہن میں بھی داماں نہیں رہا
تیغ و تبر ہیں یار کے بیکار میرے بعد   یہ سر نہیں رہا تو وہ ساماں نہیں رہا
بلبل کے یاد کرنے کو اک درد رہ گیا   وہ گل نہیں رہے وہ گلستاں نہیں رہا
تھا محو دید اپنے ہی جلوے کا ہر طرف   آئینہ خانہ میں بھی ہیں حیراں نہیں رہا
چل پھر کے دیکھ لیجیے اب آپکے سوا   گلشن میں کوئی سرو خراماں نہیں رہا

جب سے ہوا ہے آپ پہ بیدم کا دل فدا
۸۵   کہتے ہیں لوگ اسکو کہ انساں نہیں رہا

طالب دید کو حیران بنا دیتے ہیں   لن ترانی کی صدا ہنس کے سنا دیتے ہیں
خون عشاق اشاروں میں بہا دیتے ہیں   تیر در پردہ وہ سینہ میں چھپا دیتے ہیں
مار کر آپ ہی پھر اس کو جلا دیتے ہیں   بوئے کاکل وہ جسے اپنی سونگھا دیتے ہیں
خود فراموش ہوئے ہیں جو تری یاد میں یار   راستہ بھولے ہوؤں کو وہ بتا دیتے ہیں
جوش الفت میں نہیں ہی ہمیں دشنام کا خوف   گالیاں دینے پہ ہم ان کو دعا دیتے ہیں

کھینچ کر تیغ ادا مجھ کو ڈرا کر بولے — دل لگانے کی تجھے آج سزا دیتے ہیں
منزل عشق نہ کس طرح ہو اس دور میں طے — ایک ہی جام میں منصور بنا دیتے ہیں

مسند گل پہ وہ ملتا نہیں بیدم آرام
۸۶
راہ الفت کے جو یہ خار مزا دیتے ہیں

وصل کے اقرار سارے ہو چکے — اُنکے ہم اور وہ ہمارے ہو چکے
اب تو لگ جاؤ گلے سے جان جاں — ختم وعدے بھی تمہارے ہو چکے
نحن و اقرب تو بہت ہمنے سُنا — آؤ در پر وہ نظارے ہو چکے
تم ہمارے ہو نہ ہو اے مہرباں — ہم بہر صورت تمہارے ہو چکے

تم کو کیا کھٹکا ہے بیدم حشر کا
۸۷
تم تو وارث کے سہارے ہو چکے

نکہتِ زلفِ صنم بادِ صبا لاتی نہیں — کام فرقت میں ہمارے یہ ہوا آتی نہیں
کوئی صورت اُنسے ملنے کی نظر آتی نہیں — آہ بھی افسوس میری کچھ اثر لاتی نہیں
میرے نالوں کا اثر فرقت میں انکی بڑھ گیا — کونسا دن ہے زمیں کسروز ہل جاتی نہیں
بےوفائی کا جب اُنکی کچھ گلہ کرتا ہوں میں — وہ تو شرماتے ہیں اُنکی آنکھ شرماتی نہیں

جب سے دل آیا ہے بیدم شاہ وارث پر مرا
۸۸
ایک لحظہ بھی طبیعت میری کل پاتی نہیں

سُنا ہے جس نے افسانا جناب شاہ وارث کا — بنا ہے دیکھے دیوانا جناب شاہ وارث کا

شوق باغ رضواں ہی نہ خوف نار دوزخ ہے
پیا ہے جب سے پیمانا جناب شاہ وارث کا
وہی شمع ہدایت ہیں وہی نجم کرامت ہیں
نہ کیوں عالم ہو پروانا جناب شاہ وارث کا
تمنا ہے مری دیوے کا بھر جانا میسر ہو
پیوں جی بھر کے پیمانا جناب شاہ وارث کا

تباؤں پوچھنے والوں کو کیا نام و نشاں بیدم
مجھے کہتے ہیں مستانا جناب شاہ وارث کا

۸۹

سخت مشکل ہے حسینوں سے بچانا دل کا
دور ہی سے یہ اڑاتے ہیں نشانا دل کا
جان ہر عاشق رنجور کی لینے کے لیے
کس سے سیکھا ہے مری جان کڑھانا دل کا
وہ ہی دشمن ہے جو پہلو میں چھپا بیٹھا ہے
میں اکیلا نہیں شاکی ہے زمانا دل کا
بیٹھے بٹھلائے ابھی رونے لگو کے پیارے
مجھ سے للہ نہ کہلاؤ فسانا دل کا
کر چکا ہوں ترے انداز و ادا پر صدقے
دل نہیں جسم میں باقی ہے ٹھکانا دل کا
پڑ گیا جان بھی بچانا انھیں مشکل واللہ
سہل سمجھے تھے جو وارث سے لگانا دل کا

کس پہ دل آ گیا بیدم کہو کیسے بیتی
تم تو کہتے تھے کہ کیا چیز ہے آنا دل کا

۹۰

آپ کیوں دینگے بھلا دل ہی ہے اجرت دل کی
مفت لے لو میں نہیں مانگتا قیمت دل کی
نہ چھپی گو وہ چھپاتے رہے نیت دل کی
چتونوں سے ہوئی اظہار محبت دل کی

پاس آؤ تو کروں عرض حکایت دل کی
کیا بتاؤں میں تمہیں دور سے حالت دل کی
عشق رخسار میں دن رات پھنکا جاتا ہے
خطرہ ہے دل کو جلائے نہ حرارت دل کی
اب بجز شربت دیدار پلائے دوا اللہ
کبھی جائے گی طبیبو نہ حرارت دل کی
بکھرے بالوں کا تصور میں جو نقشہ کھینچا
شب کو الجھن سے پریشاں ہوئی حالت دل کی
کوچۂ زلف میں کی ہندؤں نے راہزنی
لٹ گئی ہائے قدم رکھتے ہی دولت دل کی
جاں بھی رخصت ہوئی تن سے شب غم میں کہکر
مجھ سے دیکھی نہیں جاتی یہ مصیبت دل کی
اسی امید میں میں پاس گیا قاتل کے
کیا عجب رحم کرے دیکھ کے حالت دل کی
پاس آکر وہ کوئی دم مرے بیٹھے تو کہوں
دیکھ نقشہ یہ جگر کا ہے یہ حالت دل کی
قتل شمشیر ادا سے ہوئی بیدم وہ بھی

جان لے لیگی دل لگی دل کی | خوں رلائے گی یہ ہنسی دل کی
ہم سے کیا پوچھو کہ ہم پہ بیتی ہے | آپ کیا جانیں بے کلی دل کی
کب چلے دیکھئے نسیم بہار | کب کھلے دیکھئے کلی دل کی
ہم تو دآشنا ہیں دل دیکر | مول لیتے ہیں دل لگی دل کی
پھرے تقدیر ہیں آکے غیروں پر | وہ جو بگڑے تو بن پڑی دل کی
تو ہی حسرت نہ ہو گی جب دل میں | کون دیکھے گا بیکسی دل کی
یہ نہ ٹھہرا ہے اور نہ ٹھیرے گا | درد پنہاں نے جان لی دل کی
عہد تھا جن کے گھر پہ جانے کا | ہائے بیتابی لے چلی دل کی
کر کے پابند دام گیسو میں | تونے ظالم خبر نہ لی دل کی
ان کی باتوں میں آگیا بیدم | تونے مٹی خراب کی دل کی

جان پر بن گئی یہاں بیدم
ان کو سوجھی ہے دل لگی دل کی

۹۲

اب مئے وحدت پلا دیجے مجھے | آپ مستانہ بنا دیجے مجھے
تم نہیں ہو دیر و کعبے میں اگر | پھر کہاں جاؤں بتا دیجے مجھے
پھر وہی انداز دکھلا دیجئے | پھر وہی باتیں سنا دیجے مجھے
حضرت عیسیٰ سے تو میں جی چکا | آپ ہی آکر جلا دیجے مجھے
بھولا پھرتا ہوں میں راہ عشق میں | راستہ سیدھا بتا دیجے مجھے

انتظارِ دید میں کب تک رہوں　　جو دکھلانا ہے دکھا دیجے مجھے

گو کہ بیدم ہوں مگر آجائے دم
۹۳
نکہت گیسو سونگھا دیجے مجھے

وحشت جو رہنے دیتی نہیں ہی یہاں مجھے　　لیجائے دیکھیں گردشِ چرخ اب کہاں مجھے

پامال نقش پا سا کیا سب نے یاں مجھے　　اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

اے نازنیں تو اپنا سمجھ پاسباں مجھے　　جنت سے کم نہیں ہی ترا آستاں مجھے

جب دیکھتا ہوں میں کبھی لالے کو باغ میں　　ہوتا ہے اپنے داغ جگر کا گماں مجھے

حال فراق سنکے کہا اس نے روز روز　　کیا فائدہ سناتے سے یہ داستاں مجھے

دنیا ہی میں ذلیل ہوں عقبیٰ میں کیا ملے　　کیا مل گیا یہاں جو ملیگا وہاں مجھے

بولے شب وصال کہ بیدم جو تو مرا
۹۴
یاد آئیں گی بہت سی تری خوبیاں مجھے

شیفتہ ہو گیا اے یار زمانا تیرا　　جسکو دیکھا وہی گاتا ہے ترانا تیرا

لامکاں تک تجھے ڈھونڈا مگر اے پردہ نشیں　　خانہ دل ہی میں پاتا ہوں ٹھکانا تیرا

گل نے اُٹھا ہے تری دید کو چہرہ سے نقاب　　قمریاں سرو پہ گاتی ہیں ترانا تیرا

اُجڑی بستی مری آباد ہوئی تیرے سبب　　دل غمگیں میں جو میرے ہوا آنا تیرا

کس طرح دم ترا بیدم نہ بھرے اے ساقی
۹۵
آجتک یاد ہے وہ جام پلانا تیرا

ہمسر تمہارے حسن کا کوئی حسیں نہیں
لاکھوں میں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں نہیں نہیں

شکوہ کسے جفا کا تری نازنیں نہیں
وہ کون ہے جہاں میں جو اندوہگیں نہیں

اے بت میں تیرے در پہ نہ رکھوں تو کیا کروں
جب قابل سجود خدا یہ جبیں نہیں

کس واسطے ہو سنگ تغافل سے توڑتے
دل ہی ہمارا یہ کوئی حصن حصین نہیں

بیدم تمہاری سنکے غزل اہل بزم کے
دل میں تو ہے زباں پہ اگر آفریں نہیں

۹۶

کیا کوئی جانے تجھے یار جو ہم جانتے ہیں
اک چھلاوہ تجھے خالق کی قسم جانتے ہیں

اپنی رسوائی کو ہم جاہ و حشم جانتے ہیں
دل پر داغ کو گلزار ارم جانتے ہیں

فکر مضموں میں بنایا ہے پریشاں ہم کو
زلف پیچاں تیرے اس پیچ کو ہم جانتے ہیں

تو یہاں ہے نہ وہاں یار ٹھکانا تیرا
سب تیرے گھر میری جاں دیر و حرم جانتے ہیں

اپنے عیسیٰ کے جو اعجاز لکھا کرتا ہوں
لوگ اکثر مجھے اعجاز رقم جانتے ہیں

میری تحریر کو کیا طفل دبستاں سمجھیں
جو سخنور ہیں وہی طرز رقم جانتے ہیں

حاجت عرض نہیں ہوش میں آجا بیدم
حال پر غم ترا سب شاہ امم جانتے ہیں

۵۷

محبت میں بیخود بنا کر تو دیکھو
مجھے جام وحدت پلا کر تو دیکھو

رہوں کب تلک شوق وصلت میں بیخود
شراب محبت پلا کر تو دیکھو

نہ طے ہو گی بے خضر راہ حقیقت
رہ عشق میں رہنما کر تو دیکھو

بہت تشنہ دیدار مضطر ہیں وارث — ذرا رخ سے برقع اُٹھا کر تو دیکھو

جمے رنگ توحید آنکھوں میں بیدم
تعین کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو

۹۸

مقر ہوں جرم کا اپنے گناہگار ہوں میں — نگاہِ لطف کا وارث امیدوار ہوں میں

نہ مست ہوں نہ مکیف نہ بادہ خوار ہوں میں — یہ بیخودی ہے کہ محو جمال یار ہوں میں

تو اپنے پیار کے صدقے میں بخشدے مجھکو — گناہگار ہوں یارب گناہگار ہوں میں

صنم کے ناز کو بھی ناز ہے خدا کی شان — کہ انکے حسن کے گلزار کی بہار ہوں میں

دبچھوڑی جسم میں اک بوند خون کی غم نے — کمال خنجر قاتل سے شرمسار ہوں میں

جو تجھ سے پوچھیں مرا حال کچھ شہ وارث — صبا یہ کہنا کہ کہتا تھا بیقرار ہوں میں

لحد میں دیتی ہے مجکو تسلیاں حسرت — کہ تو اکیلا نہیں ہے سر مزار ہوں میں

ہے دل کی تاک میں ان کی نگاہ دزدیدہ — وہ لے ہی جائے گی گو لاکھ ہوشیار ہوں میں

ڈراؤ حضرت واعظ نہ مجکو دوزخ سے — بڑا کریم ہے جسکا گناہگار ہوں میں

صدا یہ پیری سے آتی ہے دل سے اے بیدم
خزاں رسیدہ ہوں اجڑا ہوا دیار ہوں میں

۹۹

صدمہ ہجر میں کیا خوب مزا پاتا ہوں — دیکھ نقش کف پا انکا مٹا جاتا ہوں

محو صورت کو تری دیکھ ہوا جاتا ہوں — بے خبر اب تو مسیحا کہ موا جاتا ہوں

ہے تعشق کی ترقی جو کیا غور تو روز — دل میں اک داغ محبت کا نیا پاتا ہوں

محویت یاد میں اسدرجہ ہوئی ہے حاصل خود بخود یار کی تصویر بنا جاتا ہوں
اے خیال رخ دلدار کہاں جاتا ہی دیکھ کمبخت اکیلا میں رہا جاتا ہوں
اب مجھے شربت دیدار پلادے ساقی طپش آتشِ فرقت سے جلا جاتا ہوں
ہند سے گو مجھے تقدیر نے جانے نہ دیا پر تصور میں مدینے کی ہوا کھاتا ہوں
پادشاہی میں کہاں لطف میسر ایسا جو گدائی میں تری یار مزا پاتا ہوں
یاد میں آئینہ رو کی بنا ہوں حیراں بیٹھے بیٹھے ہی تصور میں کھنچا جاتا ہوں
سمت دیوانہ یہ قدم اسلئے اُٹھتے ہیں شتاب تا کہ معلوم ہو ارمان بھرا جاتا ہوں
چشمہ فیض سے ہے تو مجھے اُمید مگر کب تلک دیکھیئے سیراب کیا جاتا ہوں
دل میں تو دیر میں تو کعبہ و کہسار میں تو ہر جگہ نور کی تیرے ہی ضیا پاتا ہوں

کام دوزخ سے نہ جنت سے غرض ہے بیدم
۱۰۰
جسطرف یار چلاتا ہے چلا جاتا ہوں

جستجو جیسے دلربا کی ہے خواہش اے نامہ بر صبا کی ہے
آج مقتل میں ہے جو شورہ قتل سر پہ رحمت مرے قضا کی ہے
وہ پریشاں جو دیکھی ہے تصویر تیرے گیسو کے مبتلا کی ہے
نہیں اکسیر کا دلا طالب جستجو ان کی خاک پا کی ہے
مدحت زلف مشک عنبر سے میں نے لکھی بڑی خطا کی ہے
رہے سرسبز حسن عقدہ کشا اتبو دل کھول کر دعا کی ہے

آ بیٹھے اکدم تم آکے پہلو میں   درد دل کی مرے دوا کی ہے
ناز و انداز پر نہیں موقوف   ہر ادا آپ کی بلا کی ہے
نہ دکھائے عجیب ہجر کے دن   شب وصلت یہی دعا کی ہے
ناوک سینہ بن کے پار ہوئی   نگہ یار کیا بلا کی ہے
چڑھ کے برسائے گی فلک پہ نار   آہ یہ غم کے مبتلا کی ہے
خیر اپنی نہ تو سمجھ صیاد   گل و بلبل نے بد دعا کی ہے
دل میں اس کشتۂ نزاکت کے   کب نہیں آرزو قضا کی ہے
شاہ ملک سخن ہوئے پانی   آبرو وہ ترے گدا کی ہے

دیکھنا ہے تو دیکھ لے بیدم
دل میں تصویر دلربا کی ہے

۱۰۱

یارب یہ مرا غنچہ امید کھلا دے   خوشبو مجھے اس زلف معنبر کی سنگھا دے
اے ساقی کوثر مجھے اک جام پلا دے   اپنی نگہ مست کا مستانہ بنا دے
اے میرے مسیحا مجھے تم کہکے جلا دے   ہاں مجھ کو بھی اعجاز مسیحائی دکھا دے
دنیا کے غم و رنج و الم سے مرے وارث   حسنین کے صدقے میں مجھے آج چھڑا دے
اک بار وہی جلوہ جانانہ دکھا کر   بس خنجر ابرو سے مرا خون بہا دے
نقاش دو عالم ترے قربان میں جاؤں   اب نقشہ توحید مرے دل میں جما دے

۱۰۲ نہ شور ہو بیدم جو قیامت کا مزا دے   وہ آہ ہو جو عرش معلی کو ہلا دے

مجھے اپنی صورت کا سودا ہوا ہے
مجھی کو مرا عشق پیدا ہوا ہے
نہ اٹھنا کہیں پاس سے لے مسیحا
ابھی درد پہلو میں ٹھیرا ہوا ہے
بھلا ہو محبت کا کوچے میں جس کے
میں بدنام اور کوئی رسوا ہوا ہے
نہ گھبرایئے حضرت دل خدارا
ابھی ابتدا ہے ابھی کیا ہوا ہے

وہ کہتے ہیں بیدم کو ہم چاہتے ہیں
یہ فقرہ بھی کیا ان کا چلتا ہوا ہے

تیری بانکی ادا پہ مائل ہوں
تیری ترچھی نظر کا گھائل ہوں
بے جگر بے کلیجہ بے دل ہوں
دیکھتے کیا ہو نیم لبسمل ہوں
امتحاں کیوں ہے بار بار مرا
تیر مژگاں کا میں تو قائل ہوں
عشق در در پھرا کے کہتا ہے
چھوڑ مجھ کو کہ سخت منزل ہوں
قبریوں دیکھ کر مجھے بولی
جلد طے کر کہ پہلی منزل ہوں
آئی آواز قبر سے کہ نہ ڈر
سب کو پیش آؤں گی وہ منزل ہوں
تیری محفل میں اے پری پیکر
گو جدا ہوں پہ دل سے شامل ہوں
کسی معشوق کی شرارت ہوں
کسی عاشق کا مضطرب دل ہوں

کس کی آنکھوں کا نور ہوں بیدم
کس کی چشم سیاہ کا تل ہوں ۱۰۴

پلایا ایک پیمانہ جناب شاہ وارث کا
بنایا مجھکو مستانہ جناب شاہ وارث کا

پکڑ کر دامن عالی کہوں گا اہل محشر سے — کیا لطف گر یبانہ جناب شاہ وارث نے
بسایا آپ نے آکر مرے اجڑے ہوئے دل کو — کیا آباد ویرانہ جناب شاہ وارث نے
کرم مجھ پر کیا آکر بنایا محو دکھلا کر — وہی انداز جانانہ جناب شاہ وارث نے

کہا اے آؤ محفل میں کہ بیدم ہمیشہ شیدا ہے
۱۰۵ سنا جب میرا افسانہ جناب شاہ وارث نے

کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا کیا مزہ دیا — بندہ بنا دیا کبھی مولا بنا دیا
قربان اپنے ساقی کی دریا دلی کے میں — بیہوش کر کے جلوہ جاناں دکھا دیا
اکرام عشق ہمیشہ ہوویں تو کیسے ہوں — بٹھلایا تخت پر کبھی دردر پھرا دیا
پوچھا کہ آپ رہتے ہیں کس سرزمین پر — دونوں جہاں سے بھی کچھ آگے بتا دیا

نیرنگیاں میں یار کی کیا کیا بیاں کروں
۱۰۶ بیدل کیا کبھی کبھی بیدم بنا دیا

بنا ہے جب سے دیوانہ دل بیمار وارث کا — ہمہ تن بن گیا ہوں طالب دیدار وارث کا
خدا و مصطفےٰ اسے ہر گھڑی انکو توصل ہے — نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا کوئی اسرار وارث کا
ادب سے سر جھکائیں چلکے اس سرکار عالی میں — سنا ہے بعد مدت کے کھلا دربار وارث کا
تجھے لازم ہے اے بیدم کہ چل بازار وارث میں — دل و جاں بیچکر فوراً ہی لے آزار وارث کا

کھلی ہیں دونوں آنکھیں دیکھ کس حسرت سے مرقد میں
۱۰۷ اسے کہتے ہیں بیدم طالب دیدار وارث کا

واہ کیا تیرِ نگاہِ یار ہے — آنکھ ملتے ہی جگر کے پار ہے

شاہ وارث کا عجب دربار ہے — کیوں نہ ہو شاہوں کی یہ سرکار ہے

کون سنتا ہے کوئی رویا کرے — آہ وزاری تو یہاں بیکار ہے

حال کچھ گنجِ شہیداں کا نہ پوچھ — جسکو دیکھا طالبِ دیدار ہے

فتنے برپا چال میں ہونے لگے — کیا قیامت آپکی رفتار ہے

آپ میں آیا جو دیکھا آپ کو — آپکا دیوانہ کیا ہشیار ہے

دیکھا پایا ہے جو بلبل نے وہ رُخ — گل کی صورت سے ہوئی بیزار ہے

لیجئے یا شاہ بیدم کی خبر

۱۰۸

آپکا ہے گو وہ بدکردار ہے

تیرِ مژگان نے دلِ عشاق کا آنا کا دیکھا — بیٹھے بیٹھے ہوا سامان قضا کا دیکھا

قتل کرنے تو کیا تیغِ ادا سے لیکن — رحم آیا انھیں جب مجکو تڑپتا دیکھا

جان آئی تنِ بیجان میں دوبارہ اپنی — جب تجھے آتے ہوئے رشکِ مسیحا دیکھا

خواہشِ وصل میں کبھی ہاتھ اٹھا بیٹھے ہم — رنگ بدلا ہوا جب اپنی دعا کا دیکھا

سانپ کے کاٹے ہوئے بچگئے لاکھوں بیدم

۱۰۹

پر نہ مارا ہوا اس زلف کا بچتا دیکھا

کس کام کی وہ آہ کہ جسمیں اثر نہ ہو — مرجائیں ہم یہاں انھیں مطلق خبر نہ ہو

تودہ بنا ہوں اسلئے تیرِ بلا کا میں — در پردہ یار کا کہیں تیرِ نظر نہ ہو

عاشق کی آہ وہ ہی جو دل کھولکر کرے ممکن نہیں کہ عرش بھی زیر و زبر نہ ہو
اے جذبۂ دل اگر نہ مدد تو مری کرے کوچے میں عشق کے مرا دم بھر گذر نہ ہو

بیدم خیال گیسوئے پیچاں کا چھوڑ دو
۱۱۰
کیا مدعا ہے چین سے دم بھر بسر نہ ہو

دلِ ناداں کو یہ آزار ہوا خوب ہوا چشمِ بیمار کا بیمار ہوا خوب ہوا
دیکے دل سلسلۂ زلف خریدا ہم نے آج سودا سرِ بازار ہوا خوب ہوا
خوبیٔ بخت ہی ایدل جو یہاں آکر میں ایسے میخانہ کا میخوار ہوا خوب ہوا
جسکو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ میں ہی ہوں بیدم آج معلوم یہ اسرار ہوا خوب ہوا

رات دن وردِ زباں ہے یہی مصرعِ بیدم
۱۱۱
عشقِ وارث کا جو بیمار ہوا خوب ہوا

بیتاب کر دیا مجھے حسن و جمال نے حیران بنا دیا مجھے تیرے خیال نے
مجنوں بنا دیا مجھے لیلیٰ خصال نے فرہاد کر دیا تری شیریں مقال نے
ملتا نہیں ہی گو غریباں کا کچھ پتا پامال کر دیا تری مستانہ چال نے
جب بے نقاب وہ سرِ محفل ہوا کبھی خجلت سے منہ چھپا لیا ماہِ کمال نے

بیدم جو آب و تاب ہے دندانِ یار میں
۱۱۲
پائی یہ آبرو کہاں یاقوت و لعل نے

سونگھ کر جسکو ملک صل علیٰ کہتے ہیں
ہم کو اس زلف کی خوشبو بھی سنگھائی ہوتی

زندگی ہو گئی بے لطف ترے جانے سے
اس سے بہتر تھا مجھے موت ہی آئی ہوتی

شاہ وارث نہ اگر راہ بتاتے مجھ کو
کس طرح منزل الفت میں رسائی ہوتی

ہم بھی مدت سے ہیں بیدم ترے اے رشک مسیح
قُم باذنی کبھی ہم کو بھی سنائی ہوتی

۱۱۳

وہ سر رکھتا ہوں میں جو فدیۂ شمشیر قاتل ہے
وہ دل پہلو میں رکھتا ہوں جو اک لیلیٰ کا محمل ہے

کسی کی یاد سے آباد رہتا ہو وہی دل ہے
وہ گل جسمیں نہ بوئے عشق ہو میرے لئے گل ہے

رہے پہلو میں تو تڑپے نہ تڑپے تو کہو دل ہے
ہر اک صورت سے جب تو اس بچارے دل کی مشکل ہے

چلے آؤ مری آنکھوں میں ہو کر خانۂ دل میں
یہ اک چھوٹا سا گھر بھی آپکے رہنے کے قابل ہے

ٹھہر جا کیوں کئے لیتا ہی اپنا نیام میں خنجر
ترا جانباز اے قاتل ابھی تو نیم بسمل ہے

نہ تھک جانا کہیں للہ پائے شوق چلنے سے
ابھی کیا ہے ابھی تو منزلوں وہ دور منزل ہے

اگر محشر میں میرے سامنے وہ لالہ رو آئے
ہزاروں میں کہوں پہچانتا ہوں میرا قاتل ہے

ترا محتاج ہوں میں مانگتا ہوں تجھسے تجکو ہی
کوئی جنت کا طالب ہے کوئی حوروں کا سائل ہے

سمجھتا ہے کہ جاتے ہی خبر لیجائیگی میری
وہاں کیوں آئیگا زاہد جہاں رندوں کی محفل ہے

کسی پہلو تجھے کبھی شوخ چین آتا نہیں دم بھر
شرارت میں چھپا تیری کسی بیتاب کا دل ہے

چلیں تو کیا چلیں راہ محبت میں گڑھے ہیں
جو آساں ہے ہمارے واسطے وہ سخت مشکل ہے

مضامین تصوف خوب لکھتے ہو جزاک اللہ
تمہارا منہ کبھی بیدم چوم ہی لینے کے قابل ہے

فقیری میں نہ کیوں بیدم ہو شاہانہ مزاج اپنا
یہی کیا مال کم ہے دولت الفت جو حاصل ہے

١٤٤

کہیں لن ترانی سنانا کسی کا — کہیں آپ جلوہ دکھانا کسی کا
نہیں سمجھا یہ تیوری چڑھانا کسی کا — ہے مد نظر خوں بہانا کسی کا
رلا کر مجھے خود ہنسانا کسی کا — وہ یاد آ رہا ہے لبھانا کسی کا
تپ ہجر میں ہڈیاں پھک رہی ہیں — مزا دے رہا ہے جلانا کسی کا
قیامت میں اک اور قیامت کریگا — وہ بن ٹھن کے محشر میں آنا کسی کا
مقید ہیں مدت سے ارمان لاکھوں — دل زار ہے قید خانہ کسی کا
کہا حال فرقت تو جھنجلا کے بولے — سنیں ہم کہاں تک فسانا کسی کا
وہ مانیں نہ مانیں مگر ہم کہیں گے — کہ اچھا نہیں دل دکھانا کسی کا

کہاں تک بچائے گا بیدم دل اپنا
کہ ٹھیرا ہے یہ تو نشانا کسی کا

١٤٥

کچھ اثر اب تک نہیں ہے آہ بے تاثیر کا — اس نے بھی انداز اڑایا ہے ہوائی تیر کا
یاد جب دل میں کیا آنکھوں میں [illegible] پھر گیا — کھنچ گیا نقشہ تصور میں تری تصویر کا
آتش ہجراں نے خاکستر جلا کر کر دیا — ہاتھ آیا مجھ کو یہ نسخہ مجھے اکسیر کا
قیدی زلف مسلسل جب سے اسیر عشق ہوں — عرش تک جائے نہ کیوں نالہ مری زنجیر کا
خواب میں اس شاہ کا روئے منور دیکھ کر — مجھ کو دھوکا ہو گیا والشمس کی تفسیر کا

بے حقیقت جانتا ہوں دولت دنیا کو میں　　خاک پا مجلاۓ میں طالب نہیں اکسیر کا

تم سے اے بیدم نہ لے اس نے کا فرسینکڑوں

کچھ نہ پوچھو حال مجھ سے اس بت بے پیر کا

پھر مجھے یاد تری زلف دوتا آتی ہے　　پھر نئے سر سے مرے سر پہ بلا آتی ہے

عنبریں زلف کی بو جا کے اڑا لاتی ہے　　جب تو اتراتی ہوئی باد صبا آتی ہے

روز میثاق جو فرمایا تھا ساقی نے الست　　وہی اب تک مرے کانوں میں صدا آتی ہے

پوچھنا کیا ہے جو ہوتا ہے الم سے مرا حال　　یاد جس وقت تری ماہ لقا آتی ہے

دے کے دل ہائے کس آفت میں پڑا ہی بیدم

نہ وہ آتے ہیں الٰہی نہ قضا آتی ہے　　۱۱۷

رہ عشق ہے دل مبتلا تجھے اس میں فتح و ظفر نہیں

یہاں کب چلے گی سپہ گری یہ نظر ہے تیغ و تبر نہیں

میں وہ بے خبر ہوں اے مہ لقا مجھے آپ اپنی خبر نہیں

تجھے بے حجاب میں دیکھ لوں مری جان وہ میری نظر نہیں

نہیں خوف محشر جانگزا کہ میں بندہ تیرا ہی ہو چکا

مرے سر پہ سایہ فگن ہے تو مجھے خوف نار سقر نہیں

ترے میکدے میں تو ساقیا مجھے بدلے مے کے اذیتیں

جو اٹھائی ہوں گی ہزار ہا مجھے انکا خوف و خطر نہیں

یہی راہ تکتے ہیں دوستو وہ بلائیں کب ہیں دیکھئے
کریں اُنس دنیا سے کیوں بھلا کیا ہمارا عزم سفر نہیں
بسا جب سے دل میں تو دلربا تو سمجھ لیا تھا کہ دل چلا
ترا سودا جب سے ہوا مجھے تو سمجھ چکا ہوں کہ سر نہیں
نہیں خوف بیدم خستہ تن ترے حامی ہیں شہِ پنجتن
۱۱۸
رہا صاف دل تو ضرور ہے کسی طرح تجکو ضرر نہیں

صوفی بنا دیا کبھی میخوار کر دیا — بیہوش کر دیا کبھی ہشیار کر دیا
تا حشر نیم جان وہ رہیگا یقین ہے — جس پر نگاہِ ناز کا اک وار کر دیا
جس طرح چاہیں آپ رکھیں اختیار ہے — ہمنے تو اپنا آپ کو مختار کر دیا
وعدے پہ وصل کے یہ دکھاتے ہو شعبدے — اقرار کر دیا کبھی انکار کر دیا
صد شکر ہے کہ آپ نے بیدم بنا لیا
۱۱۹
غفلت میں سو رہا تھا میں بیدار کر دیا

کب چھپے گا رخ روشن تہ داماں ہوکر — چاند بدلی میں رہا ہے کہیں پنہاں ہوکر
بجلیاں مجھ پہ گراتے ہیں وہ خنداں ہوکر — ندیاں میں بھی بہا دیتا ہوں گریاں ہوکر
اے مسیحائے زماں سینکڑوں بیمار الم — در پہ رہتے ہیں ترے طالب درماں ہوکر
بعد مردن جو بڑھا کاکل پیچاں کا خیال — تو نکل جاؤں گا مرقد سے پریشاں ہوکر
زور پر کوئی زمیں پر کوئی زر پر لیکن — میں تو رہتا ہوں ترے رحم پہ نازاں ہوکر

غرض حاجت سے بچائے مرے مولا مجکو　　کس کا مداح بنوں تیرا ثنا خواں ہوکر

کل جو تھے معتکفِ دیر و برہمن بیدم
۱۲۰　آج جاتے ہیں وہ کعبہ کو مسلماں ہوکر

سنور سنور کے اداؤں کے وار کرتے ہیں　　وہ اک نگاہ میں بیدم ہزار کرتے ہیں
تمہارے حسن و نزاکت پہ لے شہ وارث　　کچھ اور پاس نہیں جانثار کرتے ہیں
شب فراق میں لے لیکے ہچکیاں دلمیں　　ترے خیال ہیں بیقرار کرتے ہیں
جہاں کے شاہوں سے رتبہ انہیں کا افضل ہے　　سگان در میں جنھیں وہ شمار کرتے ہیں
ٹپک کے غنچے یہ کہتے ہیں کیا ہوا بیدم
۱۲۱　جب اپنے نالۂ سوزاں پکار کرتے ہیں

وہ سنگدل سے موم بنے یا خدا کہیں　　کرلے رسائی اپنی جو آہ رسا کہیں
کہدوں گا میں جو مجکو ملا فتنہ زا کہیں　　تیری ادا نہ میرے لئے ہو قضا کہیں
کالا ڈسے تو زور سے منتر کے جی بچے　　بچتا نہیں ہے زلف سیہ کا ڈسا کہیں
اے بادشاہ حسن ادا کیجئے زکوٰۃ　　ممکن نہیں کہ جائے تمہارا گدا کہیں
موزونیت دکھلانے کا موقع ملا ہے آج　　پہلو تہی نہ کیجیو طبع رسا کہیں
طائر ہزاروں جال ہیں پھنس پھنس کے اڑ گئے　　نکلا ہے دام زلف سے پر دل پھنسا کہیں
انکے خرام ناز کے کشتوں سے پوچھئے　　دیتی ہے خاک پا کا اثر کیمیا نہیں
۱۲۱۔ بیدم تم آہ کرتے ہو پر اتنا سوچ لو　　ہل جائیں اکیدم میں نہ ارض و سما کہیں

مرض ہجر میں گر بہر عیادت آئی — موت بھی لے کے مسیحا سے اجازت آئی

پھر وہی روز کی اے دل شب فرقت آئی — کیا بلا خیز مری جان پہ آفت آئی

پس دیوار صنم جب مری میّت آئی — غل ہوا کوچۂ قاتل میں قیامت آئی

ہر قدم پر مرے وارث کے یہ غل ہوتا ہے — یہ ہوا حشر بپا لو وہ قیامت آئی

راہ الفت میں مرا ساتھ کسی نے نہ دیا — میری ہمراہی سے وحشت کو بھی وحشت آئی

گھر یہ مہمانوں سے خالی نہیں رہتا اکدم — اک تمنا گئی دل سے تو اک حسرت آئی

شکر ہے لاش کو سایہ میں اٹھا کر رکھا — قتل کے بعد تو قاتل کو محبت آئی

نبض دیکھی جو تپ ہجر میں آکر میری — تو طبیبوں کو کبھی روز حرارت آئی

شکل دلدار مرے پیش نظر ہے ہر دم — رنج و غم کس کا کہاں کی شب فرقت آئی

پائی دنیا کے بکھیڑوں سے فراغت اے دل — موت کیا آئی کہ اک جان کو راحت آئی

تم تو بیدم ہوئے اس شوخ کے غم میں بیدم
ہم کہاں جائیں گے کہتی ہوئی حسرت آئی

۱۲۳

کیا کرے بیکسی کسی زلف کا سودا کوئی — مورد رنج و بلا ہو کے کرے کیا کوئی

بارہا وصل میں کرتا تھا تقاضا کوئی — ہے شب وصل نہ رہ جائے تمنا کوئی

بت خدائی کریں اس کعبۂ دل میں افسوس — گھر ہے اللہ کا کرتا ہے اجارا کوئی

دیکھ قاتل میں پر ارمان چلا دنیا سے — ہائے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی

مجمع غم سے ہوں دل تنگ یہ ڈر ہے مجھ کو — حسرتوں میں نہ مرے دب کے تمنا کوئی

تشنہ لب دیکھ کے اک بوند نہ ڈالی منہ میں   دیدۂ در کا کرے خاک بھروسا کوئی

جان دیتے ہو عبث اُسکے دہن پر بیدم
۱۲۴ حل کبھی کر نہ سکے گا یہ معمّا کوئی

مرجاؤں گا میں سر اسی چوکھٹ پہ پھوڑ کر   جاؤں گا اب کہاں میں ترے در کو چھوڑ کر
جلتے ہیں ساتھ غیر کے وہ مجھ کو چھوڑ کر   کیا فائدہ اُٹھائیں گے دل میرا توڑ کر
ہم صاف باطنوں کو کدورت نہیں پسند   ساقی شراب دے ہمیں تلچھٹ نچوڑ کر
اک وار اور کر جو یہ قصہ تمام ہو   قاتل نہ جا سسکتا ہوا ہم کو چھوڑ کر
میں اور قبر میں مرے اعمال رہ گئے   جب چل دیئے عزیز مرا ساتھ چھوڑ کر
ابر و بہار ساغر و مینا فضول ہیں   ساقی نہیں تو پھینک دو پیمانہ توڑ کر

ہے وقت نزع اب کوئی دم بھر کی بات ہے
۱۲۵ جاتے کہاں ہو بیدمِ خستہ کو چھوڑ کر

ہو گئے شیدا ہرے وارث خدائی آپکی   خوب ہے اللہ نے صورت بنائی آپ کی
اے صبا سرکار تک پہونچے تو اتنا پوچھنا   جان ہی لیکر ٹلے گی کیا جدائی آپکی
خضر بھی تو ہیں تمھارے راہ پر لائے ہوئے   کوئی میرے دل سے پوچھے رہنمائی آپکی
آپ نے تو کر کے شیدا منھ چھپایا تھا مگر   خوبیٔ دل نے مجھے صورت دکھائی آپکی

ماردیں ٹھوکر اگر تخت شہنشاہی ملے
۱۲۶ حشر تک بیدم کریں گے اب گدائی آپکی

مرے دل میں تشریف لا کملی والے　　یہ اجڑا ہوا گھر بسا کملی والے

ذرا رخ سے کملی اٹھا کملی والے　　مجھے چاند سا منہ دکھا کملی والے

بجز تیرے در کے بتا کملی والے　　کہاں جائے تیرا گدا کملی والے

تو ہی چارہ گر اور تو ہی درد دل ہے　　تو ہی درد دل کی دوا کملی والے

ترے ہاتھ ہے آبرو اتو وارث　　تو جسطرح چاہے بنا کملی والے

شب غم میں کرتا ہے فریاد و زاری　　تڑپ کر دل مبتلا کملی والے

جو انداز دکھلا کے بیدم کیا ہے

۱۲۷　دکھا پھر وہ ناز و ادا کملی والے

خالی نہیں رہتا دل دیوانہ ہمارا　　ارمانوں سے آباد ہے کاشانہ ہمارا

لبریز رہے مرشد عالی کے کرم سے　　تا حشر مئے عشق سے پیمانہ ہمارا

منصور کبھی قیس کبھی صورت فرہاد　　مشہور زمانہ ہوا افسانہ ہمارا

ہم آپ پہ مرتے ہیں مگر آپ ہیں بدظن　　کس طرح نبھے آپ سے یارانہ ہمارا

پہچان کے بیدم کو وہ محشر میں پکارے

۱۲۸　چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا

جو تم ڈھونڈتے تو کہاں میں نہ تھا　　یہاں میں نہ تھا یا وہاں میں نہ تھا

زمیں میں نہ تھا آسماں میں نہ تھا　　مکاں میں نہ تھا لامکاں میں نہ تھا

گرایا عبث تم نے نظروں سے یار   یہاں آپ دم ناتواں میں نہ تھا

اسے دل میں بیدم نے پایا مقیم

۱۲۹ نشاں جسکا دونوں جہاں میں نہ تھا

مٹے ہم راہ وارث میں محبت ہو تو ایسی ہو   نہ فکر تن نہ خوف جاں جو چاہت ہو تو ایسی ہو

بظاہر دور ہوں باطن میں لیکن پاس ہوں انکے   جو دوری ہو تو ایسی ہو جو وصلت ہو تو ایسی ہو

دکھا کر مصحفِ رخسار شیدا کر لیا اپنا   مسلماں ہو گئے کافر ہدایت ہو تو ایسی ہو

شراب حبّ وارث سے پلایا بھر کے اک ساغر   ہمارے حال پر حق کی عنایت ہو تو ایسی ہو

کسی کروٹ کسی پہلو نہ آئے چین بیدم کو

۱۳۰ ترقی تیری لے دردِ محبت ہو تو ایسی ہو

میں تڑپتا ہوں واں خبر ہی نہیں   کیا مری آہ میں اثر ہی نہیں

نہ گجر کی صدا نہ بانگ جرس   کیا شب ہجر کی سحر ہی نہیں

کیوں حرم میں ہوں جبہ سا جا کر   یار کیا تیرا سنگِ در ہی نہیں

جس طرف دیکھئے تو ہی تو ہے   اور آتا کوئی نظر ہی نہیں

غیر کے گھر گئے عیادت کو   اپنے بیمار کی خبر ہی نہیں

کون دل میں بسے بجز تیرے   دوسرے کا یہاں گزر ہی نہیں

کس طرح آئے وہ نظر بیدم

۱۳۱ یار حق بیں تری نظر ہی نہیں

دلا موقوف اب شغلِ بُکا کر بتوں کو چھوڑ اب یادِ خدا کر
نظر میں چھپ گئے دل میں سما کر ہوئے چمپت وہ دیوانہ بنا کر
نہ مجھ پر لے بتِ ترسا جفا کر خدا کے واسطے خوفِ خدا کر
جو تھے روپوش خلوت گاہ دل میں ہوئے بے پردہ وہ آنکھوں میں آکر
تری فرقت نے مجکو رشکِ لیلیٰ پھرایا مدتوں مجنوں بنا کر
کیا حیران اک عالم کو تم نے رخِ پرنور سے برقع اٹھا کر

جو آئے خانۂ دل میں وہ بیدم
رکھا آنکھوں کے پردے میں چھپا کر

۱۳۲

ذرا سی دیر کو للہ آ بیٹھو مرے دل میں دکھاؤں لطف وہ دیکھا نہو جو رقصِ بسمل میں
کھڑا ہے سر بکف شوقِ شہادت میں جسے دیکھو جدھر دیکھو ادھر محشر بپا ہے کوئے قاتل میں
نہیں ہے جو مقدر میں رسائی اُنکے کوچے تک الٰہی موت آجائے مری دیتے کی منزل میں
جمالِ وارثی سے کس طرح ایدل میں نسبت دوں رخِ خورشید پر زردی ہے دھبا ماہِ کامل میں

تری گیسو نے بیدم کو عجب الجھن میں ڈالا ہے
بہت مدت ہوئی پابند ہے طوق و سلاسل میں

۱۳۳

مجھے ساقیا جامِ وحدت پلادے خودی کو مٹادے خدا سے ملادے
ذرا کھولکر مصحفِ رخ دکھادے یہ سب بھول جاؤں سبق وہ پڑھادے
پھنسا ہوں میں گردابِ بحرِ والم میں مرے ناخدا پار مجھ کو لگادے

مسیحا سے طالب نہیں میں شفا کا | مریض الم ہوں ترا تو دوا دے
نکلنے کو تیار ارماں ہیں دل سے | ہٹ اے مجمع غم انھیں راستا دے
بھٹکتا پھروں راہ الفت میں کبتک | مرے رہنما راہ سیدھی بتا دے

سنادے صدا قم باذنی کی آکر
میں بیدم ہوں اے فخر عیسیٰ جلادے

۱۳۴

گو سراپردۂ وحدت میں نہاں رہتا ہے | اسکو دیکھو تو حقیقت میں عیاں رہتا ہے
کس سے دریافت کریں جاکے کہاں رہتا ہے | عاشق یار تو بے نام ونشاں رہتا ہے
دیر میں اور نہ کعبے میں نہاں رہتا ہے | اُجڑے بلمیں مرے جان جہاں رہتا ہے
درد کی طرح مرے دلمیں نہاں رہتا ہے | کیا بتاؤں کہاں وہ آفت جاں رہتا ہے
جان و دل دیکے جو ملجائے تو کہنا کیا ہے | تیرے دیدار کا سودا تو گراں رہتا ہے
گلشن دہر کی کچھ ہے نہ دو رنگی پوچھو | فصل گل اور کہیں دور خزاں رہتا ہے
دیکھتا ہے جو کوئی دیدۂ حق بیں سے تجھے | وہم رہتا ہے نہ باقی نہ گماں رہتا ہے
قصۂ قیس ہیں فرہاد کے افسانے ہیں | ذکر تیرا ہی مرے ورد زباں رہتا ہے
تیرے دیوانوں کا کچھ ڈھنگ نرالا دیکھا | کوئی خنداں کوئی مشغول فغاں رہتا ہے
ہے اثر یہ بھی تو پروانوں کی دلسوزی کا | شمع بجھتی ہے تو کچھ دیر دھواں رہتا ہے

پاس رہتا ہے مگر پھر نہیں آتا ہے نظر
یہ تو بتلا مجھے بیدم کہ کہاں رہتا ہے

۱۳۵

سیم تن کی جب خدا سیدھی نظر ہو جائیگی
خاک بھی چھونے سے اپنے سیم و زر ہو جائیگی

تھا یقیں روز ازل سے مجھکو اے ناوک فگن
پار سینہ سے تری ترچھی نظر ہو جائیگی

وادیٔ حرمان و حسرت میں جو میں بھولونگا راہ
میری وحشت خضر بن کر راہبر ہو جائیگی

یاد زلف و رخ میں جب ہوگی پریشانی فزوں
روتے روتے شام سے آخر سحر ہو جائیگی

کس لئے سرگرم ہیں یہ چارہ گر بے فائدہ
اب دوا بھی ہجر میں درد جگر ہو جائیگی

کاکلیں مشکیں کو رخ پر کھولکر ڈالیں گے وہ
دیکھنا پھر ایک جا شام و سحر ہو جائیگی

طول ہو ایدل شب وصلت ذرا آنے تو دے
یہ حکایت عمر بھر کی مختصر ہو جائیگی

ہنسکے فرمانے لگے آکر وہ وقت جاں کنی
وصل کی تدبیر بھی دم بھر ٹھہر ہو جائیگی

بام پر چڑھ کر نہ کرنا چار جانب کو نظر
دیکھئے دنیا ابھی زیر و زبر ہو جائیگی

خاک ہو جائیں گے بیدم جلکے سوز رشک سے
وصل کی جسدم رقیبوں کو خبر ہو جائے گی

۱۳۶

بتاؤں کس کس کو حال دل میں کہ مجکو رنج و ملال کیا ہے
جو دیکھتا ہے وہ پوچھتا ہے کہ کہئے حضرت یہ حال کیا ہے

وہ مست و بیخود ہوں تیرا ساقی کہ ہوش اتنا نہیں ہے باقی
عذاب کیا ہے ثواب کیا ہے حرام کیا ہے حلال کیا ہے

یہ میں نے مانا کہ راہ عرفاں بہت ہی دشوار ہے مگر ہاں!
جو مہرباں آپ مہرباں ہوں تو سہل ہے پھر محال کیا ہے

قدم قدم پر نثار ہو کر ہزارہا سر گرے زمیں پر
جہاں چلے آ گئی قیامت غضب ہے، واوث کی چال کیا ہے

اگر ہوا دن تو آہ و زاری جو رات آئی تو بیقراری
کوئی مرے یا جیئے مری جاں تمہیں کسی کا خیال کیا ہے

یہ ہم نے مانا کہ ہو کے بیخود کہا تھا منصور نے انا لحق
مگر صد افسوس یہ نہ سمجھا کوئی کہ اس کا مآل کیا ہے

جو خون بیدم کا بہتے دیکھا تو اک عجب بھولے پن سے قاتل
۱۳۷
سبھوں سے گھبرا کے پوچھتا ہے کہو تو یہ لال لال کیا ہے

دعا دے رہا ہے یہ مستانہ ساقی سلامت رہے تیرا میخانہ ساقی
بنایا مرے دل کو میخانہ ساقی کیا میری آنکھوں کو پیمانہ ساقی
پلائی عجب ہوشیاری سے تو نے بہکتا نہیں تیرا مستانہ ساقی
تو مختار ہے رحم کیجو نہ کیجو ذرا سن تو لے میرا افسانہ ساقی

جس انداز سے مجکو بیدم کیا ہے
۱۳۸
دکھا پھر وہ انداز جانانہ ساقی

جدا تم سے رہنا گوارا نہیں ہے مگر کیا کریں اس میں چارا نہیں ہے
بجز آپ کی ذات والا کے کوئی مرا دو جہاں میں سہارا نہیں ہے
جسے لوگ کہتے ہیں بحر محبت وہ دریا ہے جسکا کنارا نہیں ہے

بنایا ہے گھر آپ نے جب سے دل میں — کسی دوسرے کا گذارا نہیں ہے
یہ موسیٰ ہی کو لن ترانی سنانا — یہاں کوئی محو نظارہ نہیں ہے
مجھے دیکھ کر کہہ رہے ہیں مسیحا — یہ وہ روگ ہے جس کا چارہ نہیں ہے
وہ تم ہو کہ شیدا ہے عالم تمہارا — وہ ہم ہیں کہ کوئی ہمارا نہیں ہے
کروں عرض کیا حال دل تم سے وارث — بھلا تم پہ کیا آشکارا نہیں ہے

دل و جاں تصدق فدا دین و ایماں
۱۳۹
کوئی تم سے بیدم کو پیارا نہیں ہے

بعد مردن اُسے بھولے سے جو میں یاد آیا — پوچھتا قبر مری وہ ستم ایجاد آیا
ہنس دیا جب کوئی کرتا ہوا فریاد آیا — اچھے ہے تم پہ میرا دل ناشاد آیا
انگلیاں اُٹھنے لگیں جب اُسے آتے دیکھا — گردنیں جھک گئیں مقتل میں جو جلاد آیا
شیشۂ دل کو کیا سنگ تغافل سے چور — رحم صد حیف نہ تجکو ستم ایجاد آیا
ہاتھ اٹھائے ہوئے شمشاد دعا دیتا تھا — جب نظر آپ کا سرو قد آزاد آیا
حور کو دیکھ کے منہ پھیر لیا جنت میں — یاد مجھ کو جو ترا حسن خداداد آیا

خواہش ملک سلیماں نہ رہی اے بیدم
۱۴۰
خانۂ دل میں جو میرے وہ پریزاد آیا

آبروئے عشق تنہاں میں نہ گنوا لے کوئی — جان دے دے بخدا دل نہ لگائے کوئی
جان جاں تا بکجا جب آپ میں پائے کوئی — پھر تو ممکن ہی نہیں آپ میں آئے کوئی

خواب میں ہی مجھے دیدار دکھائے کوئی
میری سوئی ہوئی قسمت کو جگائے کوئی

روز ٹکراتا ہوں سر باد صبا کہہ دینا
پس دیوار ذرا دیکھ تو جائے کوئی

وہ نہیں میں کہ جو غش کھا کے گروں مثل کلیم
روشنی مجکو سر طور دکھائے کوئی

دو قدم چلنے پہ ہو جائیگا محشر برپا
ہائے سوتے ہوئے فتنے نہ جگائے کوئی

جستجوئے کمر یار میں ایسا گم ہوں
تاقیامت مجھے ڈھونڈے تو نہ پائے کوئی

نوجوانی مری یوں حرف غلط کی صورت
صفحۂ عالم ہستی سے مٹائے کوئی

بے یقیں وہ بھی جگر تھام کے رہ جائیں گے
میری وحشت کی حکایت تو سنائے کوئی

فخر عیسیٰ وہ ہیں مشہور زمانے میں تو ہوں
جب میں جانوں مرے بیدم کو جلائے کوئی

۱۴۱

دین سے مٹا دیا مری دنیا خراب کی
مٹی خراب ہو دل خانہ خراب کی

زاہد تو اس سے پوچھ برائی شراب کی
جسکو تمیز بھی ہو عذاب و ثواب کی

سینہ پہ ہاتھ رکھ کے مرے دیکھ لیجئے
حالت نہ پوچھئے دل پر اضطراب کی

رہتی تھی پہلے چھیڑ حسینوں سے رات دن
اب خواب ہو گئی وہ کہانی شباب کی

سرمے کی طرح آنکھوں میں بیدم لگاؤں میں
آئے جو ہاتھ خاک در بوتراب کی

۱۴۲

پلوا دو مئے ہوش ربا یا شہ وارث
آئے نہ نظر تیرے سوا یا شہ وارث

کھلتا نہیں کچھ بھید ترا یا شہ وارث
ہے ذات تری سر خدا یا شہ وارث

شاہوں سے کہیں شوکت رفعت میں ہو کے ادنیٰ سے ترے در کا گدا یا شہ وارث
کیا کیا میں تجھے کہہ کے پکاروں مرے مولا حاجی کہوں یا سیدنا یا شہ وارث
بیدم تو ہے بیدام و درم آپ کا بندہ
جو چاہے کرو جور و جفا یا شہ وارث

۱۴۳

آج گلفام ہمارا جو چمن سے نکلا شور فریاد کا بلبل کے دہن سے نکلا
ہم جلیسان وطن دل نہ دکھاؤ میرا پھر نہ آؤں گا میں جس روز وطن سے نکلا
دیکھ کر غرق ہوا بحر خجالت میں گلاب جب پسینہ مرے گلرو کے بدن سے نکلا
جا کے گلزار میں اس گل پہ تصدق ہو نگے نذر مانی ہے جو صیاد چمن سے نکلا
کفر کا نام و نشاں اب خدائی میں رہا اللہ اللہ جو اس بت کے دہن سے نکلا
اے تجھ کو خبر نہیں خوب سمجھ لو واللہ
شعلۂ آہ جو بیدم کے دہن سے نکلا

۱۴۴

دم بھر رہا ہے عالم اس شوخ فتنہ زا کا کس سے کروں میں شکوہ اس بانی جفا کا
ساقی تمہارا طریقہ تسلیم اور رضا کا دکھلا دے ابتدا میں کچھ لطف انتہا کا
نزدیک ہے میری کشتی کو پار کرنے اے ناخدا ہے تجھ کو اب واسطہ خدا کا
اس مہر دلبری کو پہنچا پیام میرا ممنون کر نہ مجھ کو اے جذب دل خدا کا
با ان کا حال سارا ظاہر کروں میں لیکن کچھ پاس ہے تمہارا کچھ خوف ہے خدا کا
اے شمع بزم امکاں اے مہر دین و ایماں تو صدر اولیا ہے ایوان اصطفا کا

توصیف زلف جاناں تحریر کر رہا ہوں | واعظ میں ہوں مفسر واللیل اذا سجیٰ کا
ہے صورتاً بھی اسکی میری نہیں تفاوت | انداز سب ہے مجھ میں اس ماہ خوش لقا کا
اے والیٔ ولایت اے ہادیٔ طریقت | لخت جگر ہے وارث تو شاہ لافتا کا
دورِ خزاں ہے ہر سو کیونکر بہار آئے | اے دل پھرا ہوا ہے رخ اندنوں ہوا کا
کیونکر نہ اس نظر میں کھب جائے نور وحدت | دیکھا ہی جس نے جلوہ وارث خدا نما کا
لطف و کرم سے میری فرمائی دستگیری | دامن پکڑ کے رویا جب اپنے رہنما کا

رتبہ پھر اس کا کوئی بیدم کسے جی سے پوچھے
خدمت کے جس نے دیکھا انداز دلربا کا

۱۴۵

خوب رسوا کیا تو نے دل ناداں مجھ کو | وہ بھی ہنس دیتے ہیں اب دیکھ کے گریاں مجھ کو
اتنا دم لے ترے قرباں میں اے جوش جنوں | پہن لینے دے ذرا جامۂ عریاں مجھ کو
اب وہ ارماں نہ تمنا ہے نہ حسرت باقی | کر دیا عشق نے یہ بے سر و ساماں مجھ کو
عشق ہے مذہب و ملت مرا ایماں میرا | چاہے کافر کہو اب چاہے مسلماں مجھ کو

آپ میں آپ کو پاتا نہیں پہروں بیدم
ایسا کھو دیتا ہے اکثر غم جاناں مجھ کو

۱۴۶

کر دیا اس شوخ کا قیدی محبت مجکو | لئے پھرتی ہے مری گردش قسمت مجکو
آپ سے کو کچھ جاناں میں نہیں جاتا ہوں | کھینچتا ہے اثر جذبۂ الفت مجکو
دل ہی قابو میں نہیں ناصح ناداں میرا | پھر تو بے فائدہ کرتا ہے نصیحت مجکو

تو ہی اے جذبۂ دل اپنا اثر دکھلا دے — ان سے للّٰہ ملادے کسی صورت مجکو
رہ الفت میں مرا ساتھ کسی نے نہ دیا — چلدیے دیکھ کے پابند محبت مجکو
پیش آیا جو لکھا تھا مری پیشانی میں — ان سے شکوہ نہ فلک سے ہے شکایت مجکو

خوب ظاہر ہے یہ انداز جنوں سے بیدم
رہنے دیگی نہ وطن میں مری وحشت مجکو ۱۴۷

کھلا ہے جن پہ اسرار محبت — نہیں کرتے وہ اظہار محبت
مرض سے موت کے پائی رہائی — ہوا جبدن سے بیمار محبت
ہے اذن عام جو چاہے چلا آئے — کھلا رہتا ہے دربار محبت
وہی آزاد ہے دونوں جہاں سے — ہوا ہے جو گرفتار محبت
جفائیں اور بھی کرنے لگے وہ — کیا جب ان پہ اظہار محبت
خبر لے جلد او فخر مسیحا — مرا جاتا ہے بیمار محبت

سہے گا سہتے سہتے رنج بیدم
ابھی ہے نو گرفتار محبت ۱۴۸

سنے جو نام بھی تیرا کے وارث مرے مولا — یہی کہتا پھرے ہر جا مرے وارث مرے مولا
چلا آئے وہ بے کھٹکے ترے دامن کے سایہ میں — جسے ہو خوف محشر کا مرے وارث مرے مولا
ترے تربت کو جو اہل نظر ہیں وہ سمجھتے ہیں ایسا — تجھے کیا جانے نا بینا مرے وارث مرے مولا
ترے فیضان سے شیخ و برہمن بھر رہے ہیں دم تیرا — پڑی ہے دھوم یہ ہر جا مرے وارث مرے مولا

نہیں کچھ واسطہ دیر و حرم سے تیرے بیدم کو
وہ بندہ ہو چکا تیرا ہے وارث میرے مولا

جو پوچھا کہو آج کیا ہو رہا ہے — تو بولے کہ شغل جفا ہو رہا ہے
خدائی کریں خانۂ دل میں رہ کر — بتوں کا یہی حوصلہ ہو رہا ہے
کہا حال فرقت تو بولے ہمیں کیا — کسی کا بُرا یا بھلا ہو رہا ہے
خبر لے کہ تیری جدائی میں تیرا — بُرا حال اے دلربا ہو رہا ہے
مرا بخت گردش سے چرخ کہن کی — فلک کی طرح کج ادا ہو رہا ہے
ہم قتل قاتل ترا آب خنجر — مرے حق میں آب بقا ہو رہا ہے

نہیں کوئی جائے شکایت ہے بیدم
جو تقدیر کا ہے لکھا ہو رہا ہے

۱۵۰

عجب راہِ محبت پر خطر ہے — کہ پیچھے نفع ہے پہلے ضرر ہے
جہاں میں عیب بھی انکا ہنر ہے — کہ جن پر مہر کی تیری نظر ہے
ہمارے حال سے کیوں بے خبر ہے — یہ تیرا حال کیا اے چارہ گر ہے
بس اب دلکو یہی مدِ نظر ہے — مرا سر اور کسی کا سنگ در ہے
گئی اک روز کوچے تک نہ اسکے — ہماری آہ بھی کیا بے اثر ہے
نہیں معلوم کیا دلمیں کرے گا — چھپا بیٹھا تیرا تیر نظر ہے
اسی صورت نے یہ صورت بنائی — وہی صورت مرے پیش نظر ہے

نہ اٹھو تم مرے پہلو سے للّٰلہ
ابھی ٹھہرا ہوا درد جگر ہے

وہ دل لیکر بھی کرتے ہیں جفائیں
نہیں معلوم کیا مد نظر ہے

ستارہ اوج پر ہے عاشقوں کا
لب بام آج وہ مہ جلوہ گر ہے

وہ کیا جانیں ہمارے درد دل کو
پرائے حال کی کسکو خبر ہے

فغاں کرتی ہے بلبل فصل گل میں
یہاں یہ مشغلہ آٹھوں پہر ہے

یہ کس کی یاد میں بے چین ہی دل
یہ کسکے غم میں بیدم چشم تر ہے

عبث رونا ہی کیوں روتیں کسی کو
ہمارا بھی تو کل بیدم سفر ہے

نہ بیدم کو کبھی غافل سمجھنا
ارے اس بیخبر کو سب خبر ہے

ایسا مزا کہاں تھا بھلا وصل یار میں
جو لطف آرہا ہے شب انتظار میں

باقی ہے کچھ خزان چمن روزگار میں
عرصہ ہوا جو آمد فصل بہار میں

اس زلف و رخ کی یاد میں لیل و نہار ہم
مرنیکے بعد بھی ہیں پریشاں مزار میں

وہ بدنصیب ہوں کہ مری لاش کیلئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

شاید وہ آئیں بعد فنا میری قبر پر
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اسی انتظار میں

بولے وہ قبر پر مری آکر لو اب اٹھو
اک عمر ہو چکی تمھیں سوتے مزار میں

اے چارہ سازیوں تپ فرقت نجائیگی
تبرید وصل مجکو پلا دے نجار میں

میں ہوں ترا رمثل پر کاہ ہجر میں
لے چل صبا اڑا کے مجھے کوئے یار میں

یاس و ہراس حسرت و حرمان رنج و غم ۔۔۔ اسکے سوا ہے کیا دل امیدوار میں
لائے نسیم کشتۂ زلف رسا کے پاس ۔۔۔ اس کی شمیم زلف اڑا کر بہار میں
کیا غم صبا نے شمع لحد کو بجھا دیا ۔۔۔ روشن ہمارے داغ جگر ہیں مزار میں
عشق بتاں میں ذلت و خواری مدام ہے ۔۔۔ پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
مژدہ ہو ساقیا کہ ترے میکدے پہ آج ۔۔۔ گھر گھر کے آئی رحمت یزداں بہار میں
سیماب کی طرح سے رہے بے قرار ہم ۔۔۔ مر کے بھی ہمنے چین نہ پایا مزار میں
کس طرح میکشی میں کروں ترک زاہدا ۔۔۔ پی پی پکارتا ہے پپیہا بہار میں

بیدمؔ وہ تیرے خانۂ دل میں مقیم ہے
۱۵۲ تو ڈھونڈتا پھرا جسے دشت و دیار میں

آپ کو مجھ سے حجاب دیکھئے کبتک رہے ۔۔۔ یہ ستم بے حساب دیکھئے کب تک رہے
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کب تک رہے ۔۔۔ آپ سے دوری جناب دیکھئے کب تک رہے
ہجر کا مجھ پر عذاب دیکھئے کب تک رہے ۔۔۔ یوں مری مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے
دیکھئے کبتک رہیں غیر پہ وہ مہرباں ۔۔۔ مجھ پہ یہ قہر و عتاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھئے کبتک رہے کاکل پیچاں کا دھیان ۔۔۔ دلکو مرے پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھئے کب تک رہے غیر کو یہ جوش عشق ۔۔۔ آپکا حسن شباب دیکھئے کبتک رہے

دیکھئے بیدمؔ وہ کب مجکو بلاتے ہیں پاس
۱۵۳ ہجر میں یہ اضطراب دیکھئے کب تک رہے

یار جب بے نقاب آتا ہے — ہوش میں انقلاب آتا ہے

عمر سب کھوئی آہ غفلت میں — اب جو ہوش آیا خواب آتا ہے

کیوں کھلے جاتے ہیں چمن میں گل — یاد کسکا شباب آتا ہے

تھا جو طفلی میں آفت دل و جاں — اب وہ مست شباب آتا ہے

جس کے جلوے سے غش ہوئے موسیٰ — آج وہ بے نقاب آتا ہے

ہوگا آباد یہ دل ویراں — میرا خانہ خراب آتا ہے

وارث خلق مالک کونین — ثانی بوتراب آتا ہے

یار بیٹھا ہے وصل کا دن ہے — کس لئے اضطراب آتا ہے

دوڑتا ہوں سمجھ کے محمل یار — جب لب جو حباب آتا ہے

وصف کاکل میں پیچ تاب بیدم

۱۵۴

کیوں تجھے پیچ و تاب آتا ہے

یہ نارسائی بگاڑے ہوئے ہے نالوں کو — زوال ایک ہی کافی ہے سو کمالوں کو

بنا بنا کے بگاڑے ہو اپنے بالوں کو — بھلا رہا ہو وہ ہاتھوں پہ آج کالوں کو

جہاں میں مجھ سا جفاکش ہو دوسرا کوئی — دعائیں دیتا ہوں ہر دم ستانیوالوں کو

مری خرابی کا باعث ہے یہ چلن تیرا — فلک میں خوب سمجھتا ہوں تری چالوں کو

قریب تر ہو رگ جاں سے بھی وہ پردہ نشیں — غضب ہے اس پہ بھی سوجھتا آنکھ والوں کو

فراق یار میں دل سے مرے نکلتے ہیں — رسائی کیوں نہ ہو تا عرش میرے نالوں کو

ذرا سا رحم بھی دیدیتا حسن والوں کو	و ناز و جفا و ستم کے ساتھ خدا

نشان چاہئے کیا بے نشان والوں کو	ال نقشِ قدم مٹ گئے جہاں بیٹھے

نہ چھیڑ خار بیاباں ہمارے چھالوں کو	ھی ہے بھرے بیٹھے ہیں ایک مدت سے

جو زیب و زینت باغ جہاں تھے اے بیدم

155

اجاڑا چرخ نے ایسے ہی نونہالوں کو

نہ پڑھنا فاتحہ دو گالیاں دیکر چلے جانا	ی انداز سے للّٰلہ مرقد پر چلے آنا

جسے چاہو بنا لو اکدم میں اپنا دیوانا	کھا کر زلف مشکیں یاد کھا کر چشم مستانا

رہے دائم مرے ساقی ترا آباد میخانا	ادے شاہ وارث اک لبالب مجکو پیمانا

بنا لیتے ہو کعبہ اکدم میں ہر جو بت خانا	ہاں جاتے ہو تم آباد کر لیتے ہو ویرانا

مقام عشق میں اپنے ہیں سب بیگانہ کون یگانا	را چشم حقیقت کھولکر دیکھ اے دلِ ناداں

کرے کیا تجھ سے کوئی اوبت بے مہر یارانا	ہ خود آیا نہ بلوایا نہ پوچھی بات ہی میری

سر محفل یہی کہتا ہے پروانہ سے پروانا	ندا ہوتا ہوں پہلے شمع پر میں یا کہ تو پہلے

اُسے دیکھا نہ ہو جس نے وہ مجھ کو دیکھ لے بیدم

156

سراپا سے مرے ظاہر ہے سب انداز جانانا

ستا نہ مجکو نہ لے میری بددعا صیاد	یں بے وطن ہوں غریب اور بے خطا صیاد

خیال کو نہیں ملتا ہے راستا صیاد	ترا اسیر قفس سے بھلا کہاں جائے

اڑا کے لے گئی جب بو کو گل صبا صیاد	ہیں تو ذبح کیا اس پہ بس چلا نہ ترا

خطا تو دل کی تھی میں نے ترا لیا کیا تھا غضب میں ڈال دیا مجکو بے خطا صیاد

اسیر عشق ہوں پیشہ مرا ملامت ہے ہزار بار تو کہہ لے بُرا بھلا صیاد

ہے سیر جینے سے بیدم اسے خطر کیا ہے

۱۵۷ جو کل دکھائیگا وہ آج کر دکھا صیاد

آخر اب کب تک نہ اے بت آئے گا کیا قیامت تک یونہی ترسائے گا

اہل محشر پر قیامت آئے گی حشر میں بن ٹھن کے جب تو آئے گا

دم نکل جائے گا گو گھٹ کر مرا پر ترا شکوہ نہ لب پر آئے گا

کیا خبر تھی ضعف سے رہ میں تری بیٹھ کر ہم سے نہ اٹھا جائے گا

ذبح کر صیاد بلبل کو مگر یہ بتا دے تجکو کیا مل جائے گا

جیتے جی آتا نہیں ظالم تو کیا فاتحہ مرقد پہ پڑھنے آئے گا

دل نہیں قابو میں ناصح کیا کروں خود سمجھ لے کیا مجھے سمجھائے گا

تیرے آجانے سے اے رشک مسیح کشتۂ ناز و ادا جی جائے گا

بیخودی فرقت میں بیدم خوب ہے

۱۵۸ بیخودی سے باخدا ہو جائے گا

ہے لقب قیدئی گیسوئے معنبر اپنا طوق و زنجیر سے کیا ڈر کہ ہے زیور اپنا

دیدے گر اس کی محبت میں کوئی سر اپنا تو بھی واللہ نہ ہو گا وہ ستمگر اپنا

بیدم اب سنگ در یار ہے اور سر اپنا جیتے جی تو نہ اٹھے گا کبھی بستر اپنا

عدہ محشر تو کرتے ہو کچھ اسکی بھی ہے شرم　　کہیں چرچا نہ سنے داورِ محشر اپنا

ونے بھی اے لحد تنگ کیا تنگ ہمیں　　ہم تو یہ سوچکے آئے تھے کہ ہے گھر اپنا

ہم بسمل ترے جانباز بہت ہیں باقی　　نیام میں کیجو نہ قاتل ابھی خنجر اپنا

ں بُرا ہوں تو بھلے تم ہو بنا ہو مجکو　　اب بگاڑو نہ میاں مجکو بنا کر اپنا

یوں مری تیغ زباں پر یہ چمکتے مضموں　　کس صفائی سے عیاں کرتا ہوں جوہر اپنا

جن کو بیگانہ سمجھتا تھا میں پہلے بیدم

159

سب وہ اپنے ہوئے جب ہوگیا دلبر اپنا

شمار مشکل ہو عاشقوں کا وہ شاہ خوباں جدھر سے نکلے

مزا ہو جب حشر میں پکارے کہ ہائے کوئی کدھر سے نکلے

لحد میں بھی منتظر ہیں آنکھیں اس حسرت دید کے میں صدقے

پس فنا بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ستمگر ادھر سے نکلے

تو رنگ سو رنگ کے آر نگیلے فریب میں آئیں گے نہ تیرے

کھبی ہوئی ہو جو دل میں صورت بھلا وہ کیونکر نظر سے نکلے

مدد کر اے جذبۂ محبت دکھا اب آہ رسا اثر کچھ

کہ ہو کے خود مضطرب وہ دلبر پکارتا مجھ کو گھر سے نکلے

یہی ہے بیدم کی آرزو اور یہی ہے خواہش یہی دعا ہے

160　　جدا ہو سر تن سے یاالٰہی پہ انکا سودا نہ سر سے نکلے

ہر جفا کو تری وفا سمجھے　　ہر غم و درد کو دوا سمجھے

خضر بھی تو تمھیں خدا کی قسم　　کشتیٔ دل کا ناخدا سمجھے

پھر مچلنے لگا وہیں کے لیے　　دل ناداں تجھے خدا سمجھے

غیر جیسا مجھے ستاتا ہے　　اور تو کیا کہوں خدا سمجھے

دور کی سوجھتی ہے بیدم کو

۱۶۱

اس کی باتوں کو کوئی کیا سمجھے

اب وہ پہلی سی محبت کیا ہوئی　　وہ مروت بے مروت کیا ہوئی

کیا ہوئے اقرار اور وعدے ترے　　اب وہ رسم خط کتابت کیا ہوئی

خود نہ آئے تھے تو پوچھا بھیجتے　　بعد میرے تیری حالت کیا ہوئی

دل تڑپ جاتا ہے جب آتی ہیں یاد　　کیا ہوئے جلسے محبت کیا ہوئی

قبر کو میری مٹا کر ناز سے　　پوچھتے ہیں اب وہ تربت کیا ہوئی

ہائے وہ لطف جوانی کیا ہوا　　وہ تمنا اور وہ حسرت کیا ہوئی

روز فردا وعدۂ دیدار ہے　　کیوں نہیں آتی قیامت کیا ہوئی

بیدم اب رہ رہ کے آتا ہے خیال

۱۶۲

وہ مری موزوں طبیعت کیا ہوئی

ہے چڑھائی لشکر غم کی دل بیمار پر　　سیکڑوں صدمے ہیں میری ایک جان زار پر

جب سے دل مائل ہوا اس شوخ گل رخسار پر　　لوٹتا رہتا ہوں شب بھر بستر پر خار پر

ہم ہیں شیدا یار تیری ابروئے خمدار پر
عید ہے ہم کو گلا رکھنا تری تلوار پر

آرہا ہے اب جو لفظِ مرحبا منقار پر
لوٹ ہے بلبل بھی میرے نالہائے زار پر

ایک دن پہونچے گا یہ اڑکر مکانِ یار تک
طائرِ دل کے اگر باقی رہے دو چار پر

دو ہی نغموں نے تیرے اس گل کو اپنا کر لیا
عندلیبِ طبع ہیں صدقے تری گفتار پر

طور کی جانب نظر بھر کر ابھی دیکھا نہ تھا
غش ہوئے موسیٰ تجلیِ رخِ دلدار پر

ذبح کرنا تو مگر فصلِ بہار آنے تو دے
رحم کر صیاد ابھی بلبل کے حالِ زار پر

اسقدر شوقِ شہادت سی ہوا بیتاب میں
دوڑ کر سر رکھ دیا خود یار کی تلوار پر

فصلِ گل میں یہ ستم بلبل پہ ہے صیاد کا
بیچتا ہے نوچکر ظالم سرِ بازار پر

مدتوں ہم تشنہ لب چاہِ زنخداں میں رہے
چلکے اب سیراب ہوں تیغِ ادا کی دھار پر

اس نے اتنا بھی مریضِ ہجر سے پوچھا نہ ہائے
کچھ تو بتلا دے کہ کیا گذری دلِ بیمار پر

طائرِ جاں اڑگیا دم میں قفس سے جسم کے
مرنیوالا کیا ترا رکھتا نہ تھا اے یار پر

متقی تقوے پہ نازاں اور زاہد زہد پر
ناز کرتا ہوں میں حُبِ احمدِ مختار پر

بارِ الفت اٹھ نہیں سکتا ہو بیدم ہجر میں
روںگٹا اک اک گراں ہی اتنہ جسمِ زار پر

۱۶۴

دونوں عالم کے وہ سلطان بنے بیٹھے ہیں
کعبہ و قبلۂ ایمان بنے بیٹھے ہیں

یادِ گیسوئے رسولِ عربی میں شب سے
حضرتِ دل بھی پریشان بنے بیٹھے ہیں

چشم میں بنکے نظر اور نظر میں اک نور
دیکے دل جان کی وہ جان بنے بیٹھے ہیں

خاک میں اُنکو ملانے کو جلانے کو انھیں　　دشمن گبر و مسلمان بنے بیٹھے ہیں

غیر سے پوچھ رہے ہیں سرِ محفل مرا نام　　جانتے ہیں مگر انجان بنے بیٹھے ہیں

اک ذرا چھیڑ پہ تیار ہیں جلنے کے لیئے　　صاحب خانہ ہیں مہمان بنے بیٹھے ہیں

کل تلک مجھ سے لکھاتے تھے جو غزلیں بیدم
آج وہ صاحب دیوان بنے بیٹھے ہیں　۱۶۴

خواب میں صورت زیبا کے دکھانیوالے　　بخت خوابیدۂ عشاق جگانے والے

بال بکھرائے ہوئے بام پہ آنے والے　　او زمانے کو پریشان بنانے والے

کہتے ہیں ہنس کے مری لاش پہ آنے والے　　اُٹھ کہ ہم آئے ہیں او جان سے جانے والے

منھ نہیں دیکھ کے برقع میں چھپانے والے　　غیر کو حسن خداداد دکھلانے والے

پھر مکرر نگہ لطف و عنایت کردے　　راہ تسلیم و رضا مجکو بتلانے والے

دیکھیے حشر میں کیا داورِ محشر سے کہیں　　جب وہ آئیں گے مرا خون بہانے والے

منتیں کرکے کبھی رو کے کبھی سمجھا کے　　اس طرح ان کو مناتے ہیں منانے والے

نزع میں دیکھکے مجکو یہ کہا لوگوں نے　　لے لو وہ آ گئے مردوں کے جلانیوالے

میں نہ لوں گا مگر اقرار تو کر دے ظالم　　او دلِ عاشق شیدا کے چرانے والے

مرحبا کوئی نشانہ ترا خالی نہ گیا　　ایسے دیکھے ہی نہیں تیر لگانے والے

آ ترے چاند سے مکھڑے کی بلائیں لے لوں
ناز مجھ بیدم خستہ کے اُٹھانے والے　۱۶۵

خدا کو بُت میں دیکھا بُت خدا میں — بتا زاہد کہوں اب کس کو کیا میں
میسّر ہو حیاتِ جاودانی — جو موت آجائے کوچے میں دلربا میں
تری ان پٹیوں میں تا قیامت — نہ آیا اور نہ آؤں واعظا میں
ہمارا نام بھی تیری بدولت — لکھا ہے دفترِ اہلِ صفا میں
دعائے وصل ہو کس طرح پوری — عداوت ہے اجابت اور دعا میں
وہ بُت بھی مہرباں ہی تم پہ بیدمؔ — کرو اب سجدے درگاہِ خدا میں

جناب پیر ہیں ہمراہ بیدمؔ
چلو تم شوق سے راہِ رضا میں

۱۶۶

اے یار میرا تیرے سوا یار کون ہے — تجھ سا جہاں میں اور طرحدار کون ہے
فریاد میری سن کے وہ کہتے ہیں ناز سے — ٹکرا رہا ہے سر پسِ دیوار کون ہے
تیرے سوا بتا تو مجھے اے خیالِ یار — میرا شبِ فراق میں غمخوار کون ہے
مل بھی گئے تو آنکھ ملائی نہ بات کی — تم سے زیادہ اور حیادار کون ہے

پہلے عطا کریں گے وہ بیدمؔ تجھی کو جام
تجھ سے زیادہ تشنۂ دیدار کون ہے

۱۶۷

مری آہ جب پُر اثر ہو گئی — جو حالت ادھر تھی ادھر ہو گئی
نہ آئے شبِ وعدہ وہ میرے گھر — مجھے تکتے تکتے سحر ہو گئی
تری چال سے اک قیامت میں اور — قیامت بپا فتنہ گر ہو گئی

عجب مجھسے میں رہی جان زار — کہ سب عمر یونہی بسر ہوگئی

نہ ممکن ہوا درد دل کا علاج — دوا اور درد جگر ہوگئی

گری خرمن دل پہ بجلی اُدھر — جدھر ہنسکے اُسکی نظر ہوگئی

مرے کیا کہ عمر ابد پا گئے — مسیحا کہ جن پر نظر ہوگئی

ہٹی کیا ترے رخ سے زلف سیاہ — سر شام گویا سحر ہوگئی

مرا سر گیا تو بلا سے گیا — مہم عشق کی خوب سر ہوگئی

غضب ہوگا بیدم مرے وصل کی

١٢٨ رقیبوں کو جسدم خبر ہوگئی

ہر بات ہے نرالی اس شوخ سیم تن میں — لاکھوں بناؤ دیکھے ظالم کے سادہ پن میں

دیکھا جو قد بالا تیرا تو ہاتھ اٹھاکر — دینے لگا دعائیں شمشاد بھی چمن میں

وہ چشم مست اُسکی شاید پڑی ہو اُن پر — مستی سے جھومتے ہیں اشجار جو چمن میں

ناز و ادا و غمزہ عشوہ حیا شرارت — یہ سب چھپے ہوئے ہیں اُس تیرے بانکپن میں

بعد فنا بھی دل میں تیرا رہے تصور — تیرا ہی دم بھروں میں جبتک ہے جان تن میں

زنار کو جو دیکھا تسبیح میں تو سمجھے — واللہ ایک رشتہ ہے شیخ و برہمن میں

ساقی تری نظر نے کیفی کیا ہے ہم کو — بادے کی کسکو حاجت ہو تیری انجمن میں

بعد فنا میسر ہوگا وصال جاناں — گو عمر بھر رہیں ہم کہسار یا کہ بن میں

او بلبل اب نہ غم کر فصل بہار آئی — پھرتی ہے خاک اڑاتی تو کسلیے چمن میں

شاعر ہوں میں نہ منشی لیکن کسی کے غم میں
لکھتا ہوں اپنی بیتی موزونی سخن میں

کچھ پھل نہ ہم نے پایا افسوس زندگی کا
عمر دوروزہ ناحق کھوئی غم و محن میں

وحشت بلاکشانِ الفت میں چل نہ اے دل
کہ سیر اس چمن کی آیا ہے جس چمن میں

کوچے میں تیرے ہمنے اک دم نہ چین پایا
قید الم سے نکلے ڈوبے چہ ذقن میں

ہم کو خبر نہیں ہے کس بت نے دل ہمارا
الجھا لیا ہے اپنے گیسوئے پر شکن میں

بلبل نہیں وہ اے گل مائل نہیں جو تجھ پہ
وہ شمع کیا نہ پہونچی جو تیری انجمن میں

اک جام ایسا ساقی بہر خدا پلا دے
پینے سے جو لگا دے بس آگ تن بدن میں

پروانہ وار اہلِ محفل ہوئے تصدق
وہ شمع رو جو آیا بے پردہ انجمن میں

دیکھوں دکھلائے کیا کیا چرخ کہن تماشا
لگتا نہیں ہے بیدم اب جی مرا وطن میں

اللہ کے کرم سے آزاد ہوں میں بیدم
سرسبز ہی کی صورت اس گلشن سخن میں

۱۲۹

صدمہ ہجر سے جینا ہوا دشوار مجھے
کیوں دیا میرے خدا عشق کا آزار مجھے

راتیں ہوگئیں دن رات تڑپتے غم میں
اب تو دم لینے دے اے چرخ ستمگار مجھے

دیدۂ شوق برابر ہے وہ اس قد تک
بعد مردن بھی رہی حسرت دیدار مجھے

بڑھ کے قدموں کو مرے سر پہ اٹھا لیتا ہے
افسر قیس سمجھتا ہے ہر اک خار مجھے

کوچۂ یار سلامت رہے پروا کیا ہے
زاہدا اب تری جنت نہیں درکار مجھے

چین آغوش میں مادر کی کہاں تھا ایسا
لطف آتا ہے جو قاتل تہ تلوار مجھے

غوطے دریائے محبت میں پڑا کھاتا ہوں — ملے مرے نوح لگا بہر خدا پار مجھے

سیر گلشن کا نہ لے نام خدا را بیدم

یاد آئے گا وہی غیرت گلزار مجھے

١٧٠

اپنے مقتولوں کو دولہا سا بنا رکھا ہے — خوب مقتل مرے قاتل نے سجا رکھا ہے

سارے عالم کو ترے غم نے بھلا رکھا ہے — جستجو نے تری دیوانہ بنا رکھا ہے

محو ہر دیدۂ بینا کو بنا رکھا ہے — کیوں نقاب رخ روشن کو اٹھا رکھا ہے

حضرت دل تمہیں کچھ خیر ہی سوجھا کیا ہو — کیوں دل آزار کو دلدار بنا رکھا ہے

جام الفت مجھے ساقی نے پلایا ایسا — چشم مخمور کا مستانہ بنا رکھا ہے

حشر ہے شوخیٔ رفتار سے کس کی یہ بپا — کس نے سوتے ہوئے فتنوں کو جگا رکھا ہے

چارہ گر کس لیے یاں چارہ گری میں مصروف — مرض ہجر کے بیمار میں کیا رکھا ہے

جان کی طرح سے دل اور جگر میں ہم نے — آتش عشق کو مدت سے دبا رکھا ہے

حاجت تیغ و تبر کچھ نہیں قاتل تجھ کو — خون عشاق اشاروں میں بہا رکھا ہے

کیجیو آج الٰہی دل عشاق کی خیر — صف مژگاں نے پرا اپنا جما رکھا ہے

اب نہیں نام مرے دل میں منی کا آتش — تیری نیرنگی نے یہ رنگ جما رکھا ہے

غرض مطلب یہ یہ کہتے ہیں وہ ہنس کر مجھ سے — ایسی باتوں میں بھلا آپ کی کیا رکھا ہے

دل کے لینے کا کرتا ہوں کبھی ذکر تو وہ — ہنس کے فرماتے ہیں پہلو میں یہ کیا رکھا ہے

ذبح کے بعد مری فصد ہوئی قاتل کو — خون بھر کر کئی شیشوں میں اٹھا رکھا ہے

جھوٹے نقرے کسی ظالم نے تبا کر بیدم — سچ تو یہ ہے کہ مجھے ناچ نچا رکھا ہے

وہ ہی دل لے گیا بیشک ترا بیدم جس نے
۱۷۱
آنکھ میں سرمۂ مازاغ لگا رکھا ہے

ہوش میں آ دل ناداں تجھے سوجھا کیا ہے — کس پہ ہنستا ہے ذرا دیکھ تو کرتا کیا ہے

آنکھ اگر دیکھ کے گریاں ہو تو بیجا کیا ہے — تیری بیتابی کا باعث دل شیدا کیا ہے

آج کیا ان سے نقاب رخ روشن اُلٹا — بھیڑ سی بھیڑ ہے در پہ یہ تماشا کیا ہے

کون سی صورت زیبا کا ہوا ہے سودا — حضرت دل یہ کئی روز سے نقشا کیا ہے

جسکی اک ایک ادا لاکھوں کا خوں کرتی ہے
۱۷۲
تو جو مر جائے تو بیدم اُسے پروا کیا ہے

وصل کی شب جب مری ان کی تنہائی ہوئی — کچھ کا کچھ کہنے لگی وہ آنکھ شرمائی ہوئی

صورت زیبا نہیں بیوجہ مرجھائی ہوئی — ہے کہیں بیشک طبیعت آپکی آئی ہوئی

خاطر احباب ہے حیران و پژمردہ تمام — دیکھکر چہرے پہ میرے بیکسی چھائی ہوئی

یاد آیا پھر وہی گلگوں قبا میرا مجھے — دیکھ کر نچکہ نسیم صبح اترائی ہوئی

دونوں ہیں ایدل بلائے جان عاشق کوئی ہو — زلف بل کھائی ہوئی یا چال اٹھلائی ہوئی

غیر کے گھر جاؤ پھر کپڑے بدلکر شوق سے — پہلے دفنا دو ہماری لاش کفنائی ہوئی

اب بہت مشکل ہے پھر دوندو نکے ہاتھوں آئیگی — دُخت رز ہے آجکل زاہد کی بہکائی ہوئی

پی لے زاہد پھر خدا جانے میسر ہو نہ ہو — موسم سرما ہما دٹ کی گھٹا چھائی ہوئی

دل لگانے میں ہوا بیدم تجھے کیا فائدہ
۱۶۳ انکی شہرت ہوگئی اور تیری رسوائی ہوئی

آج کیا ہے کس پہ ہیں سرکار جھنجلائے ہوئے
گیسوئے شبگوں بھی ہیں چہرہ پہ بل کھائے ہوئے

مدتوں باغی رہے واعظ کے بہکائے ہوئے
حضرت بیدم ہیں میخانے میں آج آئے ہوئے

کسقدر نازاں ہیں یارب رحم پر عاصی ترے
پھر رہے ہیں عرصۂ محشر میں اترائے ہوئے

شکر ہے اللہ کا گلشن میں آتی ہے بہار
ہیں نسیم صبح کے جھونکے بھی اترائے ہوئے

غیر سے ملنے کی کھاتے ہیں جو مجھ سے قسم
تجھکو سکھلاتے ہیں یہ چالیں مرے سکھلائے ہوئے

عرصۂ محشر میں یا میرے خون ناحق کے سبب
اک طرف چپکے کھڑے ہیں وہ بھی شرمائے ہوئے

ہم بغل ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ خلوت میں چلو
۱۶۴ حضرت بیدم بھی ہیں کسدرجہ گھبرائے ہوئے

اکدم بھی دم قتل تو رک کر نہیں ملتا
قاتل کا گلے سے مرے خنجر نہیں ملتا

دن رات تپاں رہتا ہے کیوں صورت سیماب
دم بھر تجھے چین اے دل مضطر نہیں ملتا

ہیں ایک ہمیں تیرے ستانیکو جہاں میں
کیا اور کوئی چرخ ستمگر نہیں ملتا

خوش ہوکے کسی وقت جو وہ قتل پہ میرے
آمادہ بھی ہوتے ہیں تو خنجر نہیں ملتا

جاتا ہے جو مے نوشی کو میخانے میں بیدم
۱۶۵ ساقی کبھی شیشہ کبھی ساغر نہیں ملتا

کوچۂ دلدار میں اے دل نہ چل
دیکھ کر اس کو تو جائیگا مچل

چٹکیوں سے دل کلیجہ مت مسل — چل تو ہیں ابھی تو کیسے چپکا ہوں میں
ہوں مریضِ غم عیادت کے لیے — وہ نہیں آتے تو تو ہی آ اجل
عاشق زلف رسا ہو تو عدو — پھر تو یہ سارے نکل جائینگے بل
دل کے ارماں تو نہ نکلیں گے کبھی — جانِ مضطر تو ہی قالب سے نکل
دیکھ تو بالیں پہ یہ کون آ گیا — اے مریضِ ہجر کروٹ تو بدل
سوزِ فرقت سے جلا نخلِ شباب — زندگی کا دیکھنے پائے نہ پھل
تیرے اس انداز سے جی بھر گیا — تیرِ مژگاں دوسرا پہلو بدل

دیکھیے کس روز بیدم آئیں وہ
۱۷۶ مدتوں سے ہو رہی ہے آج کل

ممنون ساقیا ترا ہر بادہ خوار ہے — عمرت دراز باد کی ہر سو پکار ہے
وہ پیر میرا وارث عالی وقار ہے — پروانہ وار جس پہ زمانہ نثار ہے
دل کو نہ چین ہے نہ جگر کو قرار ہے — یارب یہ کس بلا کی شبِ انتظار ہے
کیا اس نے دیکھ لی کہیں رفتارِ یار ہے — اٹھلا کے چل رہی جو نسیمِ بہار ہے
دل مضطرب ہے اور جگر بیقرار ہے — محشر کا روز ہے کہ شبِ انتظار ہے
رسوائے عام کرنا تھا سو وہ بھی کر چکا — اب اضطراب کیوں یہ دلِ بیقرار ہے
اے بت نہ اسکو سنگِ تغافل سے توڑ دیکھ — نازک حباب سے دلِ امیدوار ہے
اے شمع رو ترے گلِ رخسار پر سدا — پروانہ وار بلبلِ شیدا نثار ہے

اس درجہ اب تو ضعف نے گھیرا ہے ہجر میں — ہر موئے تن مجھے تنِ لاغر پہ بار ہے

بیزار عندلیب گلِ تر سے کیوں ہوا — دیکھا چمن میں کیا گلِ رخسارِ یار ہے

اس زلف و رخ کی مجکو زیارت نصیب ہو — حق سے دعا یہی مری لیل و نہار ہے

آئی ادھر بہار ادھر قید ہو گئے — بدتر خزاں سے بھی ہمیں فصلِ بہار ہے

باغِ جہاں کی مجھ سے دو رنگی نہ پوچھیے — دورِ خزاں کہیں کہیں فصلِ بہار ہے

بتلاؤں کیا میں حالِ دلِ بے قرار کا — جو حال ہے وہ تجھ سے سب آشکار ہے

تنہا پڑے ہوئے ہیں شبِ انتظار میں — ہمدرد ہے کوئی نہ کوئی غمگسار ہے

تو ہی خدا کے واسطے آدم تو آ چکے — اے موت آ تو تیرا مجھے انتظار ہے

غیروں کے ساتھ آ کے مری قبر پر وہ شوخ — ٹھکرا کے پوچھتا ہے یہ کس کا مزار ہے

باغِ جہاں میں شادی و غم ساتھ ساتھ ہیں — گل خندہ زن ہیں شبنم اگر اشکبار ہے

روشن ہے سارا حال زمانے کا آپ پر — کیا یہ خبر نہیں کہ کوئی بے قرار ہے

بے فائدہ ہے اے دلِ مضطر یہ اضطراب — بس آ چکے وہ جن کا تجھے انتظار ہے

مضموں نہ ان کی زلف کا ہم سے بندھا کبھی — چوٹی کی ہے جو بات بہت پیچدار ہے

حیراں ہوں اپنے دل میں کہ اب کیا جواب دوں — وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیوں بیقرار ہے

آ کر ہماری قبر پہ کہتے ہیں ناز سے — جو ہم پہ مرتے تھے یہ انھیں کا مزار ہے

تو حاکم الجلیل میں اک بندۂ ذلیل — میں مشتِ خاک تو مرا پروردگار ہے

مجبور ہوں گناہوں سے مجبور نفس سے — اب بخش یا نہ بخش تجھے اختیار ہے

بیدمؔ وہ میری قبر پہ کہتے ہیں غیر سے — جن پر کیے تھے ظلم یہ ان کا مزار ہے
بیدمؔ وہ پھر اٹھائے گا لطفِ وصال کا — فرقت میں جسکو جورِ ستم ناگوار ہے
بیدمؔ وصال میں جو پلائی تھی یار نے
اب تک اسی شراب کا باقی خمار ہے

۱۷۷

جو مری ہونی تھی حالت ہو گئی — سب یہ اس دل کی بدولت ہو گئی
پھر کسی بُت کی عنایت ہو گئی — پھر وہی پہلی سی حالت ہو گئی
ہائے کیا چہرے کی رنگت ہو گئی — دو ہی دن میں کیسی حالت ہو گئی
موہنی صورت پہ پڑتے ہی نظر — یک بیک مایل طبیعت ہو گئی
خوب رسوائے زمانہ ہو لیے — دل لگانے کی نصیحت ہو گئی
کھاتے کھاتے غم کسی کے عشق میں — ہم کو غم کھانے کی عادت ہو گئی
قبر میں رکھ کر عزیزوں نے کہا — اب مریضِ غم کو صحت ہو گئی
چھوٹ سکتی ہے چھڑائے سے کہیں — ہو گئی جس سے محبت ہو گئی
بھول کر بھی دل نہ ہم دیتے تجھے — کیا کہیں اب تو حماقت ہو گئی
پھر ہوئی صحرا نوردی کی امنگ — پھر ہمارے دل کو وحشت ہو گئی
یہ تو کہیے کیا ہوئی مجھ سے خطا — کیوں مری صورت سے نفرت ہو گئی
خاک میں ساری جوانی مل گئی — آپکے پیچھے یہ نوبت ہو گئی
اُن کے جاتے ہی نہ پھر کاٹے کٹی — رات بھی روزِ قیامت ہو گئی

عرض مطلب پر بگڑ جاتے ہیں وہ — بات کہنا بھی شکایت ہو گئی
پھر ہمیں مقتل کی یاد آنے لگی — پھر وہاں جانے کی ہمت ہو گئی
مار ڈالا تیری غفلت نے مجھے — دیکھ لے ظالم یہ حالت ہو گئی
حسن جاناں عشق کا ممنوں ہے — جس کے باعث اس کی شہرت ہو گئی
آئینہ میں عکس ان کا دیکھ کر — دیکھنے والوں کو حیرت ہو گئی
دور افکارِ زمانہ ہو گئے — جب سے اے جاں تیری الفت ہو گئی
وہ وہاں بیتاب ہیں یاں بیقرار — دونوں جانب ایک حالت ہو گئی
مل گیا اے دیکھے ان کا پاسبان — اب وہاں جانے کی صورت ہو گئی
اُس کا پھر کہنا ہی کیا ہے مہرباں — آپ کی جس پر عنایت ہو گئی
پھر گئیں بیدم نگاہیں یار کی — چشم جاناں بے مروت ہو گئی

پھر وہ بیدم تیرے گھر آنے لگے
پھر موافق تیری قسمت ہو گئی

۱۷۸

دل بیتاب کو تھامے کہ کلیجا تھامے — ہائے تنہا شب غم میں کوئی کیا کیا تھامے
کسی جانباز کا تابوت ہو جسکے ہمراہ — حسرتوں کو چلی آتی ہے تمنا تھامے
غیر سے بولے وہ جب حشر میں دامن پکڑا — اس سے کہہ دو مری چادر کا نہ کونا تھامے
پردۂ محمل لیلیٰ کے عوض مدت تک — قیس استادہ رہا دامن صحرا تھامے
جذبۂ دل نے اثر آج دکھایا بیدم — وہ چلے آتے ہیں ہاتھوں سے کلیجا تھامے

نہ چونکے آہ ہم خوابِ گراں سے — چھٹے غفلت کے پیچھے کارواں سے

غضب میں جان ہے سوزِ نہاں سے — نکلتے ہیں شرارے استخواں سے

بہت بے چین ہوں سوزِ نہاں سے — گھٹا جاتا ہے دم ضبطِ فغاں سے

چلا جاتا نہ ہو جس ناتواں سے — چلے کیا خاک ملکر کارواں سے

عبث اظہارِ الفت آن پہ کرکے — میں خود مارا پڑا اپنی زباں سے

مرا پیغام لے جائے گی مغرور — صبا کرتی ہے باتیں آسماں سے

غضب ہے فصلِ گل میں پر کترکے — نکالا جائے بلبل بوستاں سے

یہ کس منھ سے کہوں عاشق ہوں تم پہ — نہ نکلے گا کبھی میری زباں سے

ہوا ہو نکہتِ بادِ بہاری — نہ کر اٹھکھیلیاں مجھ ناتواں سے

خدایا اب تو دے اپنی محبت — میں عاجز آگیا عشقِ بتاں سے

نہ جس پر گردشِ چرخِ بریں ہو — الٰہی وہ زمیں لاؤں کہاں سے

مجھے دینے میں دل کے عذر کب ہے — مری جاں تم کہو بھی تو زباں سے

یہ آخر رنجشیں کب تک رہیں گی — کوئی پوچھے ہمارے مہرباں سے

ترے بوٹا سے قد کو تو ہی کہدے — میں کیا تشبیہہ دوں سروِ رواں سے

جواب رد کا تو ہم نے ٹھان لی ہے — چلے گی خوب اک دن پاسباں سے

رخِ معنی کا صورت آئینہ ہے — ملا ہم کو خدا عشقِ بتاں سے

ستم ہے غیر تو پہلو میں بیٹھیں — اٹھائے جائیں ہم یوں آستاں سے

یہ پیشانی کا لکھا پیش آیا
کروں کس منہ سے شکوہ آسماں سے
کہاں تک بوجھ عصیاں کا اٹھاؤں
جھکا جاتا ہوں اس بارِ گراں سے
مجھے دل میں جگہ دیتے ہیں احباب
بہت خوش ہیں مرے طرزِ بیاں سے
ترے ضبطِ فغاں کا امتحاں ہے
نکل جائے نہ اف بیدم زباں سے

ہم آوازِ جرس کی طرح بیدم
علیحدہ جا رہے ہیں کارواں سے

۱۸۰

راس ہم کو جانِ جاناں ہو گیا
یار کے دل میں ٹھکانا ہو گیا
چھوڑ کر ضبط و تحمل عشق میں
خود میں رسوائے زمانا ہو گیا
میری وحشت کا نیا قصہ سنو
قصۂ مجنوں پرانا ہو گیا
فصلِ گل رخصت ہوئی آئی خزاں
سوز۔ بلبل کا ترانا ہو گیا
پھنس گیا دل جا کے دامِ زلف میں
قید اپنا مرغِ دانا ہو گیا
وہ نہ آئے قبر پر افسوس ہے
ہم کو مر کر بھی زمانا ہو گیا
عندلیبِ زار نے چھوڑا چمن
جب پرانا آشیانا ہو گیا
وہ کسی کا سرمۂ دنبالہ دار
میرے حق میں تازیانا ہو گیا
کھاتے کھاتے رنج و کلفت ہجر میں
زہر ہم کو آب و دانا ہو گیا
کھیل سمجھے ہو مذاقِ عاشقی
دل لگی دل کا لگانا ہو گیا
کیوں چڑھا اے دل نظر پر یار کی
تو قضا کا خود نشانا ہو گیا

جامۂ ہستی سے گذرے عشق میں ننگ و ناموس اپنا باتا ہو گیا
تیرے میخانے کے در پر ساقیا ابر رحمت شامیانا ہو گیا
عشق کا کل میں بڑھا جوشِ جنوں کھیل زنجیریں توڑانا ہو گیا
ان کو خود آنا نہ تھا منظور یاں مہندی ملنے کا بہانا ہو گیا
یک نگاہِ یار کیا بیدم پھری ہم سے برگشتہ زمانا ہو گیا

پوچھتے ہیں سب سے بیدم مر گیا
لوگ کہتے ہیں زمانہ ہو گیا

۱۸۱

پوچھتے کیا ہو بھلا غیر سے حالت میری تیری حالت تو کہے دیتی ہے صورت میری
کبھی یکساں نہ رہی ہجر میں حالت میری چرخ کی طرح بدلتی رہی رنگت میری
یاد رکھیو مرے قاتل یہ وصیت میری اپنے ہی کوچہ میں بنوا یو تربت میری
کیا کروں چرخ ستمگار کا شکوہ اے جان تم سے ملنے نہیں دیتی مجھے قسمت میری
بعد مرنے کے بھی چھوڑا نہ مرا ساتھ اس نے کیسی غمخوار ہے اللہ مصیبت میری
کہیں اے درد نہاں چھوڑ نہ جانا مجکو ہجر میں تم سے بہلتی ہے طبیعت میری
سیکڑوں تیر نظر کھا کے نہ پہلو بدلا او کماندار ذرا دیکھ تو ہمت میری
چین لینے نہ دیا قبر میں بھی ظالم نے ٹکڑے کروں سے وہ ہلا یا گئے تربت میری
میرے رونے پہ ہنسا کرتا ہے بیدل ظالم اچھے بے رحم پہ آئی ہے طبیعت میری
فیض مرشد سے لکھوں گا ابھی اشعار فصیح شوخ تا عمر رہے گی یہ طبیعت میری

دے اس شوخ کو دل ہوگئے رسوا آخر

۱۸۲

ہائے بیدم نہ سنی تم نے نصیحت میری

فلک اب نہ تیرے ستانے کے قابل
نہ ان کے رہا آزمانے کے قابل

لگائیں تو کیا دل لگائیں کسی سے
رہا ہی نہیں دل لگانے کے قابل

انھیں سے تو اب روز ہوتی ہیں باتیں
نہ تھے پہلے جو منھ لگانے کے قابل

مسل کر مرے دل کو چٹکی سے بولے
یہی ہے ہمارے ستانے کے قابل

ترے سامنے کس طرح آئے بیدم

۱۸۳

رہا ہی نہیں منھ دکھانے کے قابل

لے چلا ہے کھینچ کر خود جانب قاتل مجھے

مار ڈالا اضطرابی نے تری اے دل ب مجھے

آب خنجر سے کر اب سیراب اے قاتل مجھے

یوں نہ رکھ للّٰہ تشنہ لب لب ساحل ب مجھے

کچھ نہیں معلوم کب جاتے رہے ہوش و حواس

اک جھلک نے اس کی ایسا کر دیا غافل مجھے

بعد مردن پھر ہوا شوق شہادت دیکھیے

پھر لحد میں یاد آیا خنجر قاتل ب مجھے

طاق ابروئے صنم محراب بیت اللہ ہے

کم نہیں ہے سنگ اسود سے یہ تل بھر تل مجھے

غم میں ڈوبتا ہوں المدد اے جذب دل
خضر بن کر تو ہی پہونچا دے لب ساحل مجھے

کیا میں اس کا سر صدقہ گیا اچھا ہوا
قتل کر کے رو رہا ہے کیوں مرا قاتل مجھے

سامنے آنکھیں نہ کیں اسدرجہ پاس شرم تھا
نیچی نظروں سے کیا اس شوخ نے گھائل مجھے

چہر ہوئی ہے اس بت زہرہ جبیں کی اسکو چاہ
پھر لیے جاتا ہے دل سوئے چہ بابل مجھے

سوز فرقت کی حرارت سے جو دق رہتا ہے جی
یہ تپ کہنہ نہ سمجھو ہو گئی ہے سل مجھے

تھک نہ اے پائے شکستہ جوش وحشت کم نہ ہو
طے ابھی کرنی ہے راہ عشق کی منزل مجھے

التجا بیدم کی ہے یہ روز و شب اپنے سوا
دوسرے کا یا خدا کیجو نہ تو سایل مجھے

۱۸۴

تو اپنے دل میں اپنا دلربا دیکھ — چھپا ہے مدعی میں مدعا دیکھ
ذرا پھر بے دلوں کو دلربا دیکھ — چُرا کر دل نہ اب آنکھیں چرا دیکھ

میانِ ما و تو پنہاں ہے کوئی — مری جاں کھول کر آنکھیں ذرا دیکھ
جلا کر خاک کر دے گا تجھے چرخ — جو جل جائے گا کوئی دل جلا دیکھ
اٹھا پردہ دوئی کا درمیاں سے — تو خود ہے ابتدا و انتہا دیکھ
قدم اس راہ میں رکھنا سنبھل کر — بہت مشکل ہے تسلیم و رضا دیکھ
ذرا سی دور اور بابِ اثر ہے — پھری آتی ہے کیوں آہِ رسا دیکھ
ہے پر جلوؤں سے اسکے باغ عالم — تو بلبل اپنے گل کو جابجا دیکھ
عبث ہے مسجد و مندر میں جانا — خدا کو دل میں اے مرد خدا دیکھ
کسی کی رہگذر میں خاک میری — پڑی رہنے دے اے باد صبا دیکھ
بتان ماہ وش دل چھین لیں گے — نہ جا ان کی طرف بیدم نہ جا دیکھ

بہت تو ہند میں بیدم رہا اب
۱۰۵
مدینہ دیکھ چل کر کربلا دیکھ

ہم تو بھولے سے کبھی کرتے نہ تھے صیاد فغاں
پر کرا لیتی ہے ہم سے تری بیداد فغاں
غیر گو میری طرح کرتے ہیں فریاد فغاں
کب وہ سنتا ہے کسی کی ستم ایجاد فغاں
کر نہ دے سارے چمن کو کہیں برباد فغاں
آج اسیرانِ قفس کرتے ہیں صیاد فغاں

کبھی کہتا نہیں سنکر کبھی جلاد فغاں
کون کرتا ہے تہِ خنجرِ فولاد فغاں
مرے کاٹ کے صیاد نے باندھی منقار
تا قفس میں نہ کروں صورت آزاد فغاں
انہ ویرانیٔ صیاد ہو گلچیں برباد!
دیکھنا کیا کیا اٹھائے مری اُفتاد فغاں
س پردے کا ہے اس پردہ نشیں کے ہم کو
دیکھ کرنا نہ کہیں او دل ناشاد فغاں
سح نے چاک گریباں کیا اور گل نے قبا
کی جو بلبل نے قفس میں کبھی فریاد فغاں
تجھ پہ ہوتا ہے اثر آج نہ کل ہوتا ہے
۱۸۶
ہم تو بیدم ہوئے کر کے ستم ایجاد فغاں

گیا جب نیرِ اعظم تمھارے سامنے
چھپ گیا وہ بھی شہ عالم تمھارے سامنے
م لب اعجاز سے کرتے ہو باتیں وقت نزع
کس طرح نکلے گا میرا دم تمھارے سامنے
ب کسی کے سامنے کس منہ سے پھیلائینگے ہاتھ
ہاتھ تو پھیلا چکے ہیں ہم تمھارے سامنے
ناد ہو جاتا ہوں دلمیں روئے خنداں دیکھ کر
رنج رہتا ہے نہ کوئی غم تمھارے سامنے
م بھی تو آؤ کسی کے سامنے اے مہر حسن
کیا ہوا رہتا ہے گو عالم تمھارے سامنے

ایک ہم بدبخت جنکا ذکر تک آتا نہیں ایک وہ ہنستے ہیں جو ہر دم تمہارے سامنے
شکوہ ہجر و جفائے ہجر کرتے تو مگر ہو گئے کافور سب اکدم تمہارے سامنے
حال دل جو کچھ ہے سارا آپ پر اظہار ہے
۱۸۷
میرے وارث کیا کہے بیدم تمہارے سامنے

کیوں لے خیال جاناں آنکھوں کے روبرو ہے دلمیں مرے سما جا مدت سے آرزو ہے
ہے عید زیر تیغ قاتل مرا گلو ہے اے دل بر آ رہی ہے جو تیری آرزو ہے
تو آپ ہی سمجھ لے آئینہ روبرو ہے ہیں تجھ میں جلوہ گر ہوں اے یار مجھ میں تو ہے
میری تری بدولت ہر جا یہ گفتگو ہے ہر سمت ذکر میرا ہر سو ترا غلو ہے
منصور بھی بنایا سولی پہ بھی چڑھایا پھر مجھ سے پوچھتے ہیں کیا تیری آرزو ہے
بدنام ہو گئے ہم تیری ہیں تو کیا مشہور عام ظالم تو کبھی تو کو بہ کو ہے
ہر گل میں تیری بو ہے ہر بو میں تو بسا ہے ہر بو میں تو بسا ہے ہر گل میں تیری بو ہے
عشق مجاز سے کیا پیدا نہیں حقیقت جب کسکی جستجو تھی اب کسکی جستجو ہے
بے سود ہے سراسر ظاہر کی یہ طہارت ہو خون دل سے بیدم جسکی ہی وضو ہے
اب کیا رہا ہے بیدم دل بھی تو دے چکے ہم
وہ آن بان پہلی باقی نہ آبرو ہے

دلمیں گھر کر گئیں آنکھیں کسی مستانے کی یاد آتی ہے چھلکتے ہوئے پیمانے کی
ہے ڈھلکنے کی ادا آنکھوں میں پیمانے کی ان میں کیا خاک لگی ہے در میخانے کی

نہ تو قدرت ہے بلانے کی نہ خود آنے کی — کونسی شکل کریں آپ سے مل جانے کی

قیس دیوانہ لیلیٰ جسے سب کہتے ہیں — پھرتوں سنتا ہے وہ باتیں ترے دیوانے کی
فرش کی جا پہ بچھا رکھی ہیں ہمنے آنکھیں — جب سے سن لی ہے خبر یار ترے آنے کی
تمن وا قریب کبھی کہو اور نہ دکھلائی دو — خوب آتی ہیں ادائیں ترے ترپانے کی

آج آئیں تو قیس کچھ سوز ہوائیں دو چار — اُڑتی اُڑتی سی خبر لیکے بہار آنے کی
سُرمے کی طرح سے آنکھوں میں رکھوں میں اسکو — خاک ملجائے جو مجھکو ترے کاشانے کی

کرکے خاکستر و بےدم مجھے لے حضرت دل
خوب سوجھی تمھیں پہلو سے نکل جانے کی

۱۸۹

یا تجھے یا ترے جلووں کا تماشا دیکھے — ایک دحشی ترا دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھے
ہوش کچھ بھی ہو تو تیرا رُخ زیبا دیکھے — بےخبر آپ سے جو ہو وہ تجھے کیا دیکھے
دل تو کہتا ہے ترا ناز کرشما دیکھے — آنکھ کہتی ہے نہیں صورت زیبا دیکھے
شکل مجنوں میں کوئی صورت لیلیٰ دیکھے — آنکھ والا ہو تو اک قطرے میں دریا دیکھے
کہنا اس گل سے یہ پیغام صبا بلبل کا — ہم تو محروم رہیں نرگس شہلا دیکھے
جو گیا بس وہ گیا جان سے پھر آنا کیسا — اسکے کوچے میں نہ مانے تو کوئی جا دیکھے
بت ہرجائی کا اب تک نہیں پایا نہ نشاں — کعبہ و بتکدہ و دیر و کلیسا دیکھے
سیکڑوں مُردے کیے جس نے نظر سے زندہ — میری جانب کبھی الٰہی وہ مسیحا دیکھے
کہدو مجنوں سے نہ جائے کبھی کیجانب — محمل دل میں ہے جمال رُخ لیلیٰ دیکھے

بیٹھے بٹھلائے پڑے کوئی نہ اس الجھن میں
بھول کر بھی نہ تری زلف چلیپا دیکھے

دل وہ عرش عرش خدا جسمیں گذر ہو تیرا
آنکھ بینا ہے وہی جو ترا جلوا دیکھے

وہ عطا آنکھ ہو بیدم کو کہ گھر میں بیٹھے
کبھی دیوا کبھی یثرب کبھی بطحا دیکھے

وہ ہی پرتو وہی انداز ہیں سارے بیدم
جس نے مجنوں کو نہ دیکھا ہو مجھے آ دیکھے

۱۹۰

رہائی جس سے نہو ایسے جال کے صدقے
میں زلف یار ترے بال بال کے صدقے

میں تیرے یار رخ بے مثال کے صدقے
ازل سے ہوں ترے حسن و جمال کے صدقے

کہیں پہ حشر بپا کر دیا کہیں فتنے
میں فتنہ گر تری اس چال ڈھال کے صدقے

دکھادے ایک جھلک اپنی گیسوؤں والے
نثار رخ پہ ترے خط و خال کے صدقے

دیا وہ جام کہ پیتے ہی ہو گیا بیہوش
میں اپنے ساقی بے قیل و قال کے صدقے

ملا رہا نہ ملا پاس رہ کے دور رہا
فدا فراق کے ایسے وصال کے صدقے

جو قبر میں بھی نہ دے چین حشر تک بیدم
میں ایسی یاد کے صدقے خیال کے صدقے

۱۹۱

آنکھ ملا کے دلربا سچ تو بتا تو کون ہے
دل لیا اور مکر گیا سچ تو بتا تو کون ہے

تو ہی تھی صورت سے تری بول اٹھا جسنے دیکھ لی
روح تھی اک مرحبا سچ تو بتا تو کون ہے

کلمہ ترا اہل دین پڑھتے ہیں کیوں اے نازنیں
بندہ ہے تو کہ یا خدا سچ تو بتا تو کون ہے

ہجر ہے یا وصال تو دید ہے یا جمال تو
ساختہ ہے کہ شعبدہ سچ تو بتا تو کون ہے

چھپ نہ اے بہروپئے دھوکا نہ دے سمجھ گئے   منھ سے نقاب اُلٹ ذرا سچ تو بتا تو کون ہے

ر تو یا جلا ہیں پوچھ ہی لیں گے ہم تو یار   کون ہے تو بتا بتا سچ تو بتا تو کون ہے

تیری ادائے جان ستاں کر گئیں بیدم مجھے

۱۹۲   لے مرے درد لا دوا سچ تو بتا تو کون ہے

تھیں آکے بندہ پرور کوئی میرے جی سے پوچھے

جو ہیں نقش میرے دل پر کوئی میرے جی سے پوچھے

کیا کس نے مجکو جوگی کہ بنا ہوں میں بروگی

کسے ڈھونڈھتا ہوں گھر گھر کوئی میرے جی سے پوچھے

تجھے ہم نشیں خبر کیا کہ اثر ہے کس نظر کا

جو گذر رہی ہے مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے

وہ ہے کون آئینہ رو جسے ڈھونڈھتا ہوں ہر سو

کیا کس نے مجھ کو ششدر کوئی میرے جی سے پوچھے

تمھیں بلبلو خبر کیا کہ میں کون اور کیا تھا

جو کٹے تو کیوں کٹے پر کوئی میرے جی سے پوچھے

ترے ناوک ادا نے ترے جور اور جفا نے

جو کئے ہیں وار مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے

ہو بیان اس کا کیونکر جو نہ آسکے زباں پر

تجھے میرے پیارے دلبر کوئی میرے جی سے پوچھے

تمھیں کیا خبر ہے اس کی کہ شب وصال میں بھی

رُکے کیوں نہ دیدۂ تر کوئی میرے جی سے پوچھے

جو سنے نہ تھے نہ دیکھے وہ دکھا دیے تماشے

ترے شعبدے قلندر کوئی میرے جی سے پوچھے

کہوں کیا نشے میں تم سے مئے عشق واری کے

جو کھلے ہیں راز مجھ پر کوئی میرے جی سے پوچھے

وہ تری کٹیلی آنکھیں ہوئیں جس سے دل کی پھانکیں

مرے دل میں کر گئیں گھر کوئی میرے جی سے پوچھے

کیا کس نے مجھ کو بیدم کہ لبوں پر آ گیا دم

۱۹۳

وہ ہے کون سا ستمگر کوئی میرے جی سے پوچھے

لے کے دل کر دیا ہلکان بڑی مشکل ہے | اب بنے بیٹھے ہو انجان بڑی مشکل ہے

وصل کیا دید کا ارمان بڑی مشکل ہے | ہم کو آسان سے آسان بڑی مشکل ہے

تم سے ملنے کا ہے ارمان بڑی مشکل ہے | اور میں بے سر و سامان بڑی مشکل ہے

وصل اُسکا دلِ نادان بڑی مشکل ہے | جسکو تو سمجھا ہے آسان بڑی مشکل ہے

مرض ہجر ہیں وہ آئیں عیادت کے لیے | یہ بھی چھوٹا سا اک ارمان بڑی مشکل ہے

چھو سکوں حیف نہ جس پردہ نشیں کا دامن | اُس پہ ہوں چاک گریبان بڑی مشکل ہے

...ب لطف ہے مجھ کو تو بلایا گھر میں — آپ ہیں غیر کے مہمان بڑی مشکل ہے

...ر چھیڑوں تو کھلے حال کھٹکتا کیا ہے — دل ہے پہلو میں کہ پیکان بڑی مشکل ہے

...ں جاتی ہے جب الفت میں مزا آتا ہے — اسکا ملنا نہیں آسان بڑی مشکل ہے

...و جانے کو ہے اور انکو ہو آنیکی خبر — نکل آئے کہ یہ ہے جان بڑی مشکل ہے

۱۹۴

منزلِ عشق ہے بیدم رہِ دشوار گذار
جی تو چلتا ہے پہ نادان بڑی مشکل ہے

...کچھ پلائے رخ گلعذار جھگڑے میں — نہوتے پائی نظر اس سے چار جھگڑے میں

...ں یار میں جیتا ہوں میں نہ مرتا ہوں — پڑی ہوئی ہے مری جان زار جھگڑے میں

...نہ جائیں کہیں عرض مدعا کر لے — پڑا ہے کیوں دلِ امیدوار جھگڑے میں

...ند وعظ و نصیحت ہی شیخ جی بیکار — بچے ہیں اور نہ پڑیں بادہ خوار جھگڑے میں

...ں اسیر ہوا اور کبھی کٹے پر و بال — گذر گئی مری فصل بہار جھگڑے میں

...یدم کبھی کٹی چین سے ہماری عمر — بسر ہوئے یوں ہی لیل و نہار جھگڑے میں

۱۹۵

نہ یار آیا نہ آئی قضا مجھے بیدم
پڑا رہا میں شب انتظار جھگڑے میں

...نا خلد کی آب و ہوا کچھ اور کہتی ہے — مگر اس بت کے کوچے کی فضا کچھ اور کہتی ہے

...ں میں بلبل نغمہ سرا کچھ اور کہتی ہے — سر شمشاد قمری کی صدا کچھ اور کہتی ہے

...پیغام حنائی صبا کچھ اور کہتی ہے — سنو بھی تو مرے گلگوں قبا کچھ اور کہتی ہے

ادھر غیروں سے اُنکا بانکپن کچھ اور کہتا ہے
ادھر ہم سے نگاہِ فتنہ زا کچھ اور کہتی ہے

عجائب کشمکش میں تیرا بیمارِ محبت ہے
شفا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے

کیا ہے اسقدر بیخود نوید وصلِ جاناں نے
کہ میں کچھ اور سنتا ہوں صبا کچھ اور کہتی ہے

اُدھر مسجد میں واعظ کہہ رہا ہے سحر توبہ کر
ادھر آ آ کے ساون کی گھٹا کچھ اور کہتی ہے

غضب میں جان ہے اللہ یہ کیسی مصیبت ہے
یہاں کچھ اور وہاں جا کر صبا کچھ اور کہتی ہے

یہ کیوں نادان بنتا ہے جو کہتا ہے انا لیلےٰ
خبر ہے قیس لیلیٰ کی رضا کچھ اور کہتی ہے

کیا بیدم مجھے اور مار بن کر ڈس لیا دل کو
ستم ظالم تری زلفِ دوتا کچھ اور کہتی ہے

۱۹۶

چلا کیوان سے مُنہ سحر مرا چین گیا مری نیند گئی
تمھیں میری نہ مجھ کو تمھاری خبر مرا چین گیا مری نیند گئی

اے یار رشکِ خوبانِ جہاں تری موہنی صورت کے قرباں
کہا اس نے پڑی تری جس پہ نظر مرا چین گیا مری نیند گئی

تھے وعدۂ وصل کا رشک قمر لیا مول ہمیں نے تو دردِ جگر
ہوا جلوہ فگن تو تو غیروں کے گھر مرا چین گیا مری نیند گئی

ہوئی بادِ بہاری چمن میں عیاں گل و غنچے پہ باقی رہی نہ خزاں
مری شاخِ اُمید نہ لائی ثمر مرا چین گیا مری نیند گئی

نہ حرم میں ہے یار تیرا پتہ نہ سراغ کلیسا میں ہے ملتا

کہاں ڈھونڈوں بتاؤں دل [illegible]

اے برق تجلی بہر خدا نہ جلا مجھے ہجر میں شمع آسا
مری زیست ہے مثل چراغ سحر مرا چین گیا مری نیند گئی

یہی کہتا تھا بیدم خستہ جگر مری آہ رسا میں ہوا نہ اثر
197
تری ہجر میں موت نہ آئی مگر مرا چین گیا مری نیند گئی

ہوا کے جھونکے نے ان کے رخ رکھا جو بیدم نقاب آدھا
نظر پڑی جس کی وہ یہ سمجھا گہن میں ہے ماہتاب آدھا

تری ہی تیغ ادا نے قاتل کیا ہے دریا کو نیم بسمل
اس آڑھی ترچھی کی ضرب سے ہے ہر ایک کٹ کر حباب آدھا

کمال بیتاب پہلے دل تھا اور اسکی فرقت میں مضمحل تھا
لکھا جو آنے کو اس نے خط میں تو رہ گیا اضطراب آدھا

جو آیا مرقد پہ میرے ظالم اٹھایا اک ہاتھ فاتحہ کو
یہی تھی اس بے وفا کی مرضی کہ اسکو پہونچے ثواب آدھا

ہے سرخ غصہ میں شکل انکی ہنسی ہی کچھ لب پہ تھوڑی تھوڑی
ترحم آدھا جو اس طرف ہی تو اس طرف ہے عتاب آدھا

وہ یار پہلو میں سوتے سوتے چلا گیا نیم شب سے پہلے
نصیب جاگا مرا ادھورا رہا لا آنکھوں میں خواب آدھا

خدا کا بندہ تھا گو کہ بیدم مگر وہ مفتون تھا ایک بت پر
١٩٨
اسی سبب سے ملا لحد میں عذاب آدھا ثواب آدھا

خود بے نشان ہو کر تو نے نشان والے — بے خانماں کئے ہیں لاکھوں مکان والے
سینہ سپر ہیں ہم بھی ادا آن بان والے — اک تیر تیرے قرباں میرے مکان والے
تیرے خیال رخ میں حیراں ہے اک زمانہ — بیٹھے ہیں بے زباں سے گویا زبان والے
تجھ پر فدا ہوں یا میں نیرنگیوں پہ تیری — اے ترک شوخ دیدہ وے غمزہ شان والے
ورشید ماہ و اختر افلاک پر چمک کر — سب تجھ کو ڈھونڈھتے ہیں یہ آسمان والے
لم الجلب اکبر طاری ہے عالموں پر — سمجھے نہ راز پنہاں وید اور قرآن والے

کیوں کر بچے گا ان کی نظروں سے دین و ایماں
١٩٩
بیدم ہیں ایک کافر ہندوستان والے

ان بتوں کے نہیں ناوک ادا کے لیے — رکھا ہے پہلو میں دل ہمنے دلربا کیلئے
وں کا لینا تو آتا ہے خوب ظالم کو — ہزاروں دل یونہی باتیں بنا بنا کے لئے
ل یار نہ جاتا کہیں نگاہوں سے — تجھے رکھا ہے تپ ہجر کی دوا کے لیے
ا مجھے مگر اتنا ہے خیال تجھے — فنا ہوا ہوں تری ذات میں بقا کے لیے

تو جسکا بندہ ہے بندہ اسی کا بن بیدم
٢٠٠
بتوں کو چھوڑ بھی مرد خدا خدا کے لیے

ے مجنوں وہ لیلے دشت اسی محمل میں رہتے ہیں

جنھیں تو ڈھونڈتا پھرتا ہے تیرے دل میں رہتے ہیں

ان کو جا بناز وں سے اکثر دل میں رہتے ہیں
اسی منزل میں رہتے ہیں اسی منزل میں رہتے ہیں

ارمان کہتے ہیں یہی دشمن ہیں عاشق کے
کہ بن کر مدعا یہ مدعی ہر دل میں رہتے ہیں

دور ہیں نظروں سے لیکن پاس ہیں دل سے
تمہاری انجمن میں ہیں کسی محفل میں رہتے ہیں

ہمارے حضرت دل کا پتہ چلتا نہیں بیدم
خدا جانے کہاں بستے ہیں کس منزل میں رہتے ہیں

۲۰۱

بزم کن فکاں ہوں میں — مسند آرائے لامکاں میں ہوں
حامد ہوں آپ ہوں محمود — خود مدح خود ہی مدح خواں ہوں میں
گلچیں ہوں غنچہ و گل ہوں — خود ہی بلبل ہوں باغباں ہوں میں
سجدہ کروں تجھے اے بت — ہائے مسجود قدسیاں ہوں میں
دے رہے ہو میں چپ ہوں — سچ تو یہ ہے کہ بے زباں ہوں میں
پاس جلائے تیری بلا — درد دل تیرا قدرداں ہوں میں
قدم بھی چلا نہیں جاتا — اس قدر زار و ناتواں ہوں میں
مارتے ہیں سر تجھ سے — کیا ترا سنگ آستاں ہوں میں

سب کے ورد زباں ہوں اے بیدم

۲۰۲

کیا مزے دار داستاں ہوں میں

حریم کعبۂ دل کے مکیں ہیں
چھپیں کیوں ہاں ہمیں ہیں ہاں ہمیں ہیں

ہمیں پردہ ہمیں پردہ نشیں ہیں
ہمیں وہ ہیں کہ ہیں اور پھر نہیں ہیں

ہمیں ہم ہیں ہمارا ڈھونڈنا کیا
ہمیں دیکھو رگِ جاں سے قریں ہیں

کبھی مجنوں بنے لیلےٰ کی خاطر
کبھی دیکھا کہ خود محمل نشیں ہیں

ابھی فرما رہے تھے تو ہی تو ہے
ابھی کہنے لگے تو کیا ہمیں ہیں

کبھی موسیٰ سے بولے لن ترانی
کبھی بولے جہاں دیکھو وہیں ہیں

نظر بازوں نے در پردہ بھی تاکا
نہ اب کہنا کہ ہم پردہ نشیں ہیں

نشاں ہم بے نشانوں کا نہ پوچھو
تمہارے پاس رہتے ہیں کہیں ہیں

تمہارے تیر نظر اور ناوک افگن
ہمارے خاتم دل کے نگیں ہیں

مٹانے سے نہیں مٹتے کسی کے
جو حرفِ کاتب لوح جبیں ہیں

تمہارے دیکھنے کے منتظر ہیں
فنا کے بعد بھی آنکھیں کھلیں ہیں

کسی لیلےٰ کی خاطر نجد غم میں
بجائے قیس سجادہ نشیں ہیں

کسی کو راہ ظلمت کی دکھائی
کسی کے رہبر راہ یقیں ہیں

ہمیں دل اور ہمیں دلبر ہمیں بیدم
صدف ہیں اور ہمیں دُرِ ثمیں ہیں

تجھے لگا خوب بے یارانہ ان سے
میں بیدم ناتواں وہ نازنیں ہیں

عشق اسد جو بڑھائے درد دل ۲۰۳ مجھ کو سر تا پا بنائے درد دل

جس گھڑی طوفاں اٹھائے درد دل — حشر برپا کر دکھلائے درد دل

دل سے گر پردہ اٹھائے درد دل — جو نہ دیکھا ہو دکھلائے درد دل

ہو اگر شایق تڑپنے کے مزے — اور اک دل دو برائے درد دل

کون پھر فرقت میں میری بے خبر — جب نہ تو ہی کام آئے درد دل

خوش مزاجوں کو غضب ہے ہجر میں — خون آنکھوں سے رلائے درد دل

خود یہاں آ کر مری جاں دیکھ لو

۲۰۴ کس جگہ بیدم تبائے درد دل

دیکھ کر صورت ہی جب تمنے نہ پہچانا مزاج — پوچھتے کیا ہو ہمارا ہم سے جانانا مزاج

...ں مرا ہمراز ہے اور دل کا میں ہمراز ہوں — پوچھتا ہی خوب دیوانے کا دیوانا مزاج

...سامنے آنے میں تو پر ڈر کے مارے جل گئے — کیسے پوچھے شمع کا بیچارہ پروانا مزاج

...مدے ایسی بیخودی کے پیتے ہی اک جام کے — پوچھتا ہے جھوم کر ساقی کا مستانا مزاج

دولت الفقر فخری سے بڑھے ہیں حوصلے

ہے فقیری میں بھی بیدم اپنا شاہانہ مزاج

اک جھلک حسن کی دکھا کے مجھے — خوب چھپتے ہو ستا کے مجھے

کیوں میاں خاک میں ملا کے مجھے — کیا ملا آپ کو مٹا کے مجھے

باتوں باتوں ہی میں رجھا کے مجھے — اب کدھر چھپ گئے لبھا کے مجھے

امتحاں کر چکے وفا میں مرا آپ قایل ہیں آزما کے مجھے
قُم باذنی سنا کے چھپتے ہیں مارتے ہیں جلا جلا کے مجھے
خرمنِ دل پہ پھر گرا دو برق پھر ادِھر دیکھو مسکرا کے مجھے
کر کے ذی روح کر دیا بیدم
یوں بگاڑا بنا بنا کے مجھے

۴۸

ہوئے ہیں بدگماں احباب اکثر رازداں ہو کر
زمیں بھی ہم کو چکر دے رہی ہے آسماں ہو کر

رہو گے کب تک اے سرکار پردوں میں نہاں ہو کر
کبھی تو سامنے آؤ گے نظروں کے عیاں ہو کر

ہمارے حسرت و ارماں ہمیں کو کھائے جاتے ہیں
یہ ایذا دے رہے ہیں مہرباں نامہرباں ہو کر

مُشبّک کرتے ہیں سینہ کو اور فرماتے جاتے ہیں
یہ راہیں کھل گئیں ارمان نکلیں گے یہاں ہو کر

اگر جوشِ جنوں یوں ہی رہا کچھ اور مدت تک
اتر جائے گا اکدن جامۂ تن دھجیاں ہو کر

یہ حیرت ہے کہ میں تو رہ گیا تکتا ہوا صورت
چلے آئے وہ میرے خانۂ دل میں کہاں ہو کر

نہ چھیڑو میں تو مجنوں ہوں تمہارا اے مری لیلےٰ
چلوں گا ساتھ ناقے کے تمہارا ساربان ہو کر

مٹا ہے نام پر گل کے نظارہ ادھ بھی کرلے
صبا یہ خاک بلبل ہے تو لے چل بوستاں ہو کر

غضب ہے یوں عدو رشک وحسد سے ہم سے پیش آئے
ہمیں کو جھڑکیاں دیوے تمہارا پاسباں ہو کر

یہ ڈر ہے خاک بیدم کی نہ دامن گیر ہو جائے
۲۰۷ جھٹک دیتے ہیں دامن کو گذرتے ہیں جہاں ہو کر

خوب پہچان لیا ہم نے کہ ہاں ہاں ہی یہی — اب نہ بھولیں گے اسے صورت جاناں ہی یہی
عشق میں راہبر منزل جاناں ہے یہی — شوق کہتے ہیں اسے مرشد پاکاں ہی یہی
کون کہتا ہے کہ مقتل ہی یہ جانبازوں کا — لالہ حسن باغ میں کھلتا ہی گلستاں ہی یہی
غمزہ و ناز و ادا شوخی و انداز خرام — تیغ کیا ہوگی مرے قتل کا ساماں ہی یہی
کلمہ کفر پڑھاتا ہے مسلمانوں سے — عشق کہتے ہیں اسے دشمن ایماں ہی یہی
نہ ادھر جا کہ ادھر شیخ کی مسجد قریب — آ ادھر پیر مغاں محفل رنداں ہی یہی
جس نے آئینہ کو حیران بنا رکھا تھا — دیکھ کر آپ کو آئینہ میں حیراں ہی یہی

دیکے دل تم نے سہیں جو جفائیں بیدم
۲۰۸ کیا تعجب ہے؟ وفاداروں کے شایاں ہے یہی

ہر جگہ ہوتا ہے دیدار کوئی دیکھے تو | ہیں ہر اک شکل میں سرکار کوئی دیکھے تو
دل ہی ہے جلوہ گہِ یار کوئی دیکھے تو | آنکھیں ہیں روزنِ دیوار کوئی دیکھے تو
کھل گیا پردۂ اسرار کوئی دیکھے تو | نظر آنے لگا دلدار کوئی دیکھے تو
پھر ترے کاکلِ پیچاں کا خریدے سودا | پہلے بک کر سر بازار کوئی دیکھے تو
نحن واقرب ہی پہ موقوف نہیں دید تری | تو تو ہر جا ہے نمودار کوئی دیکھے تو
سن کے نالے مرے غراتے ہیں خاموش کردہ | کون رویا پسِ دیوار کوئی دیکھے تو
پردۂ محمل جاناں کا مزا آتا ہے | تھام کر دامن کہسار کوئی دیکھے تو
حرم و دیر میں روپوش جو تھا پردہ نشیں | پھر رہا ہے سر بازار کوئی دیکھے تو
نگہِ مست نے ساقی تری بے شیشہ و جام | کر دیا ہے ہمیں سرشار کوئی دیکھے تو
ثم وجہ اللہ پڑھا جب تو ہوا یہ معلوم | کہ ہے ہر سو رخ دلدار کوئی دیکھے تو
ہر طرف کعبۂ عشاق ہے سجدے کیلئے | ہے ہر اک در درِ دلدار کوئی دیکھے تو

بام دلدار کا زینہ ہے یہ دار اے بیدم
دیکھے سر چڑھ کے سردار کوئی دیکھے تو

۲۰۵

میں وہ دیوانہ ترا اے رشک لیلیٰ ہو گیا | شکل پر میری صورت کا دھوکا ہو گیا
آئینہ خانہ میں جلتے جلتے یہ کیا ہو گیا | آپ اپنی شکل کا ہم کو تماشا ہو گیا
نام تھا میخوار جن کا بن گیا ساقی وہی | جب مئے پر کیف سے لبریز مینا ہو گیا
کیا ستم ہے دید مشکل ہو گئی مجھ کو مری | میں ہی اپنے حسن کا خود آپ پردا ہو گیا

معشوق آپ کی عالم میں شہرت ہو گئی — آپ کا عاشق کہا کر میں تو رسوا ہو گیا

نے دیتے ہیں ہنس ہنس ہنس کے روتا دیکھ کر — تم ہنسا کرتے تھے اوروں پر تمھیں کیا ہو گیا

نمائی ہوتے ہوتے جب بڑی زینت پسند — آئینہ دیکھا تو پھر اک اور پیدا ہو گیا

ے چھپنے میں بھی اے پردہ نشیں اک لطف ہے — دیر تھا جو گھر ترے چھپنے سے کعبا ہو گیا

اکیلے اور کتنے کھیل کھیلے دیکھئے — ایک نقطہ کن کہا اور کن سے کیا کیا ہو گیا

سخت حیراں ہوں کہ کیوں جاتے رہے ہوش حواس — دیکھتے ہی دیکھتے صورت مجھے کیا ہو گیا

س کے فرماتے ہیں کس کی زلف پر مفتوں ہوئے — کیا نصیب دشمناں پھر تم کو سودا ہو گیا

ہو گیا بیدم مریض غم تو آ کر قبر پر — ہنس کے فرمانے لگے عیسیٰ کہ اچھا ہو گیا

فتنہ گر کی چال کا کیا حال بتلاؤں تجھے
۲۱۰ دو قدم چلنے میں بیدم حشر برپا ہو گیا

اے نورِ چشم عارفاں مشتاق دیدار تو ام — اے روح جاناں عاشقاں مشتاق دیدار تو ام

جلوہ فرما جا بجا دیر و حرم میں دلربا — گہہ ظاہر اور گاہے نہاں مشتاق دیدار تو ام

ہو خانۂ دل میں نہاں ڈھونڈھو تمھیں جا کر کہاں — ملجاؤ خود ہی جانِ جاں مشتاق دیدار تو ام

ہوں مبطرح بیتاب میں آ دیکھو اک دن خواب میں — ہر روز و شب ورد زباں مشتاق دیدار تو ام

پیغام بیتابی ذرا بیدم ہوں کہدیجو صبا
۲۱۱ اک درد ہے دل میں نہاں مشتاق دیدار تو ام

دستِ وحشت مدد ے چاک گریباں مدد ے — آبلہ پا مدد ے خارِ بیاباں مدد ے

اب تو گھبرا گیا میں اے غم ہجراں مددے
المدد المدد اے جان کے خواہاں مددے

آ کہ پھرتا ہوں رہ عشق میں بھولا بھٹکا
ہادی و رہبر و خضر رہ عرفاں مددے

رتیں ہو گئیں ویران بجئے خانۂ دل
یاس و حرمان و قلق حسرت و ارماں مددے

دم گھٹا جاتا ہے بیدم کا غم عصیاں میں
شاہ وارث مددے اے شہ خوباں مددے

۲۱۲

دل آوارہ سوئے کاکل پیچاں نظرے
نظرے کن نہ سوئے سنبل و ریحاں نظرے

تیرے بیماروں کو دے کون شفا تیرے سوا
چشم بیمار صنم سوئے مریضاں نظرے

کیا عجب ہے کہ لگے شیشہ و ساغر کو نظر
زاہدا گر نہ سوئے محفل رنداں نظرے

جی اٹھیں یار وہ مرنے جو نہ عیسیٰ سے جئے
ہاں ذرا آکے سوئے گور غریباں نظرے

بڑھ گئے حد سے گنہگار تو کیا اے زاہد
کن سوئے وارثم و وسعت داماں نظرے

سیر گلشن کو جو وہ آئے تو کہنا اے گل
اتنو صیاد سوئے قیدئ زنداں نظرے

چاک تقدیر کا تدبیر سے کب ہوگا رفو
ہاں بکن سوئے من چاک گریباں نظرے

ہو یہ نامۂ اعمال سے خائف نہ کبھی
او گنہگار سوئے رحمت یزداں نظرے

زخم پھر از سر نو ہوں شہدا کے آرے
میرے قاتل تو سوئے گنج شہیداں نظرے

توڑ دے رشتہ ناموس خرد اے بیدم
عشق منتر گاں ہے سوئے خار مغیلاں نظرے

غزل بہ زبان فارسی

۲۱۳

اے بادشاہ حسن کہ زیبندہ دلبری — در خوبیٔ جمال ز عالم تو دیگری
یارا اے مدحت تو کرا اے وحید عصر — شان تو برتر است کہ آلِ پیمبری
عبد ذلیل و خوار و حقیر جہاں منم — بر من نگاہ لطف و کرم کن کہ سروری
حسن عمل ندارم واز پا فتادہ ام — دستم بگیر از کرم و بندہ پروری
للہ شاہ وارث عالم نواز کن — بر حال زار ما نظر لطف سرسری
ما را رساں بہ منزل مقصود از کرم — گمراہ راہ راستم اے خضر رہبری
آئینہ دار ششدر و حیران و مضطرم — بنمائے شکل خویش تو شکل سکندری
اے رہ نورد منزل خاصان کبریا — بہتر ز بہتری و تو برتر ز برتری

بیدم فتادہ رہ امید را ببیں
اے شاہِ حسن از نظر لطف سرمدی

کلام زبان بھاشا

غزل

۲۱۴

تلپت تلپت ہاری برہن یا سید ناشہ وارث علی

داہے ذلیو درس اپ کا ہو جتن یا سید ناشہ وارث علی
چپ رہت ہی بنے نہ کہت ہی بنے جب نین نہ سنے پھر کون سنے

میں کا سے کہوں یہ بروگ بھجن یا سید ناشہ وارث علی

بھون ساگر پریم میں آن پھنسی نیا مجدھار میں بوڑ چلی

اب آکے ابھارو کا ہو جتن یا سید ناشہ وارث علی

دیوے میں بہت تو باس کیا اب کہی تو ہماری کرو

آجاؤ بھو ہمرے آنگن یا سید ناشہ وارث علی

کرپا کی نظر ہیدم پہ کرو دو بدھا اور منکی پیر ہرو

اب آن پڑو ہے تمہاری سرن یا سید ناشہ وارث علی

بھجن

۲۱۵

کیسے بلب اب ہوئی ہے سکھی لے چھپائے وہ مدھ بن جا کے

بن کے جوگنیاں ہیں لاج گنوی بیٹھا — انگ بھبھوت رمائے کے

سوگن کر یوں ہیں آری سکھی لے — لائی ہوں پیا کا منائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

دو دو جگت کو من ہر لینو — پریم کی مرلی بجائے کے

روم روم میں آمو ہے بند ھجا — نینوں میں رہیو سمائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بیاں پکڑ موے چیری بنا لیو — آنند روپ دکھلائے کے

جھلک دکھلا کے کت گئے سجناں — جیا را میں آگ لگائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

پنگھٹ سے اٹھلات چلی ہیں مدھ بھری گگرا اٹھائے کے
اُن بن جیا میرو نکسو جات ہے ہے کوئی لائے منائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

ہر ہر گھٹ میں آپ براجو پرگھٹ روپ دکھائے کے
دیوے بیچ اتار لیو ہے وارث ناؤں دھرائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بیدم اپن بتھا کہہ پیا سے چرنن سیس نوائے کے
متواری کر موسے مُکھ رو را پریم کو مدھوا پلائے کے

کیسے بلب اب ہوئی ہے

بھجن

۲۱۶

کعبہ کاشی اکاس پرتھوی ڈھونڈ پھری میں باوریا
پرگھٹ روپ گھٹ ہی میں پایو دیکھ لیو توسے سانوریا
نین سلونے چتر بچج مورت مدھری بول سندر مکھڑا
سنکھ ورس دئی موے ہرنے ملکھ سے اڈلی کے کانوریا
کہو محمد نبو محی الدین کہوں مرشد نبو من موہنا
بیم کے گھونگھٹ میں موے مارو تینے مون دین سنجریا

م اتھاہ ندیا میں بیری پاپنچ نہ پیری جائے رے

اوگھٹ گھاٹ میں کا پنت ٹھاڑی نابڑ اناتا نوریا

بیدم کہت سنو بھائی گیانی اتو بھید ملو گرسے

ہر من میں واکو مندر بنو ہے پریم دیس واکی نگریا

ایضاً

۱۱۱۷

ن کارن ہم لاج گنوائی	ان ہم ہی سے مدھ بسرائی	جن کارن
ت رہی کچھ سمجھ نہ پائی	تم تت اچرت بات بتائی	جن کارن
ت کارن جوگ لیو ہم	بارے جوبنوا میں آگ لگائی	جن کارن
ں بھکارن ہو پیا وارث	دیو درس موہے آج دکھائی	جن کارن
آئے بیٹھ گیو انگنا	پیا کے ملن کی نا بات بتائی	جن کارن

بیدم چھن بھر ہر کا نہ سمرو

بیس بکھارت کرکے گنوائی

بھجن

۱۱۱۸

دیکھیدیاں گرور گر دھاری — موہنی صورت چپال متواری

بن مدھوا کے کیسی متواری — اب دے نگر وا آتے دیں بلہاری

جگ من موہا کرشن مراری — دو بت گہہ لینی ہاتھ ہماری

پیاں پڑوں ہاہا کھاوں تمھاری — اب موپے کرپا کرو بنواری

بھگو رنگ موے من نہ سہاوے   ایسی رنگی چوندر موری ساری
اب کاکے آگے میں ہاتھ پساروں   کہلاکے پیا چیری تمہاری
چندر بدن پر تمہد سوہے
بیدم جائے و اپنے بلہاری

ایضاً

تینے ساری بلیں گنوائی ۲۱۹ سادھو اب لگ سمجھ نہ آئی
پریم کی ندیا اگم بہت ہے   جہہ کا پار نہ پائی   ساد
متواری کر دینی گاگر وا   مدھوا کھوب پلائی   سادھ
بیدم گیان لیو جب گور سے
ہر میں ہر کا پائی

ایضاً

جنمیاں گنوائی میں نے نیہر بس کے ۲۲۰ بات پتا کے پریم میں پھنس کے
بن گورو گوبند گھاٹ کیسے پاؤں   اگم اتھاہ پاتال میں دھنس کے
گور چرن کے سو آنند نہ پایو   برسوں لگایو میں نے چندن گھس کے
لوگرہ بدل بیٹھ ڈولیا میں   پیا گھر چلی گوریا بیج دھج کے
بیدم کہت سنو سکھا ذگیانی
لیو گیان کی بات سمجھ کے

بسنت

۲۱م

چلوری سکھی سنگ سب بسنت مناویں پہیر رنگ کی باندھے ساری چلوری
پہلے بسنت وارث کو پہنچائیں گہرت پھرت گھر گھر نرناری چلوری
جت جت چھو واوت پہیر پہیر کیسر رنگ رنگی ہیں کیاری چلوری
اسالوہے سرسوں پھولی باگ باگ پھولی پھلواری چلوری
بلہاری وا انجر کے بیدم
جن کردے موے متواری

ہولی

سکھی لئے پیکار ہت ہے یہ ہی کلیس ۲۲۲ ہولی آئی پیا پردیس سکھی ری
کھان پان موے بس الیولا گے چھوٹے رہت نت کیس سکھی ری
وگل ڈھونڈی بندرابن ڈھونڈی کھوج پھری چو دیس سکھی ری
ٹ ہی ہیں وارث بسے ہیں پاوی ڈول نہ دیس بدیس سکھی ری
لی چونر رنگ چو کھانہ چڑھی بیدم یہ ہی اندیس سکھی ری

ایضاً

وری گئیاں دیو میں دیکھیں بہار ۲۲۳ جہاں کھلی ہیں بھاگ کے کار چلوری
ل بنی اولادِ علی ہیں رنگ ہیگ کے تمہار چلوری
گوں نگر بیچ میں بیگن راکھن پت کرتار چلوری

بانکے برج میں ہولی کھیلوں گی　جائے جہاں سنسار　چلوری
سگرین سکھی پیا کے رنگ راچین　تلپے جیارا ہمار　چلوری
بیدم بیگ چلو رنگوائی　چٹکی چونڈریا ہمار　چلوری

ایضاً

پنیاں بھرن جن جیوری گوری ۲۲۴ پنگھٹ روکے کھڑو ہی مراری　پنیاں بھرن
چھب چھیل تورے نین رسیلے　بلہاری بلہاری بہاری　پنیاں بھرن
نگن نگن پیا رنگت پھرت ہیں　موٹھ گلال ہاتھ پچکاری　پنیاں بھرن
جہت کار نگت وہ ہی کہت جات ہے　جگ جگ جیو تم اے بنواری　پنیاں بھرن

چنوت چنوت رنگ گیو بیدم
وارث پیا کی نجر پچکاری

ایضاً

آج ہوری مچی برج بیچ سکھی ۲۲۵ کانا گھیر گھیر ڈنگ ڈارے دیکھو
دیکھو ڈھٹائی کہے سے نہ مانے　بھر بھر پچکاری جورے مارے دیکھو
باراجوری رنگدی ہو سکھی رہی　جن جیو گنیاں جو پکارے دیکھو

بیدم کرشن بدسور میں چھپائے
میں تو بیٹھی ہوں اب من مارے دیکھو

ایضاً
۲۲۶

وارث پیا گھر ہو رہی مچی ہے پریم کے رنگ میں رنگت ہے چُنریا
درود کو ابہیر گلال بنا لو نیہہ کے رنگ میں بھریں ہیں گگریا
دیکھت ہی متوار بھئی ہوں مارھ میں بھری واکی ترچھی نجریا
دیوے نگر میں پھاگ رچو ہے دھوم پڑی کیسی سگری نگریا

پاپ کے بھنور میں بوڑ نجائے
رنگ میں بھری بیدم کی نوریا

مانڈ

سکھی وارث جگ اوتار نا من پیارو لاگے جی ۲۲۷ میکا خواجگاں کو خاجنا من پیارو لاگے جی
بیہر تیہار برن پر سوہے اِت اُت لٹ گھنگھور مدھ ماتے تورے نین رسیلے چت چنچل من چور
میں تو دیکھ بھیو متوار نا من پیارو لاگے جی
چیتم تورے پیّاں لاگوں مورے مندر ما آ مکھ سے گھونگٹ اُلٹ کے سنکھیو درس دکھا
تورے بل بل جاؤں رے ساجنا من پیارو لاگے جی
کہا کہوں کیسے کہوں کچھو کہی نہ جائے سیس پہ مکٹ نور کو راجے بیدم اٹک موہائے
ایسو روپ سروپ سہاونا من پیارو لاگے جی

ٹھمری

سجنی چھوڑ نیہر چل پیا گھر کاہے کو جو نیا گنوائے ۲۲۸ سجنی چھوڑ
رنگ نہ جلسے یو رنگ ایسی رنگرا جو چاہے جو نہ چھٹ جائے سجنی چھوڑ

پیا بن چھتیاں دھرک رہی ہیں۔ جیا نا نکسو جائے سجنی چھوڑ
مات پتا تورے کام نہ آئیں ہیں۔ انکو تو کام پپائے سجنی چھوڑ
بیدم اسے ہیں ملیں پیا وارث
جو ڈیدھا مت جائے۔ سجنی چھوڑ

ٹھمری سرکار پسند

کسک ہوت مورے رام ۴۹ جیا لرجے تن تھر تھر کانپے
ایک تو پریم کی بھولی ڈگریا دوجے تھکا دیتے بھئی رے شام کسک ہوت
تمرے کارن میں بھئی رے جوگنیا کہت پھری شیام شیام کسک ہوت
بیدم عرج کرت جو ہو دم ہے جپت رہوں تیرو نام "

ٹھمری
۲۰۳

اومر گھومر بدرا چھائے چون اور اومر گھومر
ایک تو پیا مورے گھر نہیں دوجے دادر مچاوے شور اومر گھومر
بیدم پاپن کرم جلی کو رنگ ہیں دین پیا بور اومر گھومر

ٹھمری

اے ری سکھی بن پیا مورے من کو ۱۳۱ ۲ نیکی نہ لاگے سونی سیجریا
ایسے ٹھہئی بھئے ات موہن جب سے گئے موری لی نہ خبریا
برہا کی اگن نے ادھک جرایو ہوک اٹھت مونے رہ رہ سنوریا

کیسے کروں موراجبرا نہ مانے   پریم نگر کی لاگی بجریا

مدھ مدھر دا کے بول میں سابیدم

سنیوسکھی کہوں پاپی بسریا

ٹھمری

وارث ہم نرگن تم گونیاں ۲۲۲   ہم اوچھے تم پورن   وارث ہم

دن بھر ڈگر تکون پیا توری   کٹے نہ برن رتیاں   وارث ہم

ایسی بجائی پیا تین بسریا   موہ لیں سنگ سکھیاں   وارث ہم

چنچل چت میرو من ہر لینو

بیدم کر گئیں انکھیاں   وارث ہم

ٹھمری

وارث پیا آج بھر دے گگریا ۲۲۲   کلپ کلپ موری بیتی عمریا

ات کو ہنا رو سندر ساتوریا   اوڑھ لئی کاہے کاری کنوریا

جاد سوا میں جیا گھبرا ہے   بیگ بولائے لیو اپنی نگریا

بیدم کہت وارث پیا پیارے

کاہے تجی تین مورے بھریا

دادرہ

جب لاگیں نہ لاگیں موری انکھیاں ۲۲۲   کر گئیں ذرمیں بنا دن رتیاں

رام کرے بیری کیوں نہ ہوویں　　تمرے بنا جو بھئیں موری گتیاں
ساس نند نت دیت اولہنا　　جیرا لیجے پیا کی سسن بتیاں
چت چتون نت اوت موہ لیت ہے　　جادو بھری ہیں وارث توری انکھیاں

بیدم کو کوا و سنگ نہ سہاتے

دیس بدیس پیا تورے سکھیاں

دادرہ

۱۳۵

جبر دار ہت ہمار ملیں　　توری نجھر نے کا کر دین
اتنی میں تین کھیل گنوائی　　اب مور کھا ہر چین
چھوڑ کے پیت کٹھور بنے پیا　　ان کرنی تم کین

پریم نگر میں آکے بیدم

دھر رہو نا دین

دادرہ

۲۳۶

چل چل گوریا جیرا بے چین جہاں پریم کی لاگی باجریا
تلپت ہوں نس دن اے ری سکھی بن جل کے جیسے ماچھریا
موہے انتر بھید تیاوے وارث دیدھا مورے من کی ہٹاوے وارث
موہے موہنی صورت دکھاوے وارث تنی آٹکے مکھ سی کانوریا
نت نینن نیر بہاوت ہوں سنگ سب ہی پیا ون ہی گنواوت ہوں

بیا بماتی پیٹھا یئن نہ آیئن اب موری بہلوں مہکے سجریا
ندیا گہری پگ دھرت ڈروں دیدھا من کی ہیں کا سے کہوں
ٹھاڑی اوگھٹ گھاٹ تھر تھر کانپوں کہوں ڈوب نہ جاوے ساؤنیا
کہوں احد بنواں کہوں احمد بنو کہوں بنو محی الدین
من موہ لیو میرو من موہن کہ میم کی اوڑھکے چادریا
توری میری رچی ہے کسم ٹپکے موکرم یاں کو جیا لیجے
نا رنگ نہ روپ نہ چھپ موہین کہو کا پے رنگاوں میں چنریا
تیرو برھا ہم گن گاوت ہیں نت نارو من گھر آوت ہیں
تین ہندولی ولین کو ولی من موہن وارث سانوریا
دیے پاپ کی پون نے ات جھونکا موہے پریم ندیا میں بیچ دھار
وارث توری کرپا سے بچی موری ڈوبت ڈوبت نا وریا
اچرج بن میں مٹھے سانجھ بھئی اب پریم دیس کیسے پہونچوں
بیدم کہوں کا سے بتھا اپنی میں تو بھولی پھرت ہوں ڈگریا

دادرہ

۲۲۷

سادھو سادھو گگرات بھاری	وارث پیاں پرت ہوں تھاری	سادھو سادھو
مانگو جل دیو مدھوا اگگر میں	جھوم گئی پنہاری	سادھو سادھو
پریم کی بسیا کون بجاوے	موہ لئیں سکھی ساری	سادھو سادھو

پنگھٹ پہ موہے کو ہونہ چھیڑے — ہیں برج کی پنہاری — سادھو
پریم نگر کی راہ نپانی — چلت چلت گوئیاں ہاری — سادھو
ہرے کنوئیں کا پنگھٹ نیارو — اَت سندر پنہاری — سادھو
چندر بدن تیرو دیکھے وارث — بیدم گیو بلہاری — سادھو

دادرہ

چھاپ تلک سب چھین لی موسے نیناں ملا کے ۲۴۸ اکتھ کتھا کہہ دینی — موسے نیناں ملا کے
میں دیکھت کی دیکھت رہ گئی — بیر گہنی کر دینی — موسے نیناں ملا کے
بل بل جاؤں توسے رنگرجوا — اپنی سی رنگ لینی — موسے نیناں ملا کے
پن مدھوا کے پلائے کلروا — متواری کر دینی — موسے نیناں ملا کے
اپنے پیرے میں تن من واروں — من کی پیر ہر لینی — موسے نیناں ملا کے
آپ تو وارث بنے من موہنا — موہے بیدم کر دینی — موسے نیناں ملا کے

دادرہ تہ بند

اپنے سیدنا کو تہ بند بندھاؤں ۲۴۹ تہ بند بندھاؤں میں تہ بند بندھاؤں
نیہا کو عطر گلاب بسا کے — پریم کے رنگ میں بیگ رنگاؤں
جگ جگ جئیں میرے وارث کنہیا — ایسے کنہیا کے بل بل جاؤں
گورے بدن پر تہ بند سوہے — کا مکھ سے وا کو برن سناؤں
بیدم عرج کرت نت وارث — تورے چرن پہ میں سیس نواؤں

پگ راکھو سدھار سدھار دیکھو ہو بالما

غیروں کو ہم پہ پار ہنساتے ہو بزم میں
بجلی ہمارے دل پہ گراتے ہو بزم میں

انداز حسن سب کو دکھلاتے ہو بزم میں
کیوں مثل شمع مجکو جلاتے ہو بزم میں

تنی موری لنگ ہو کر نہار دیکھو ہو بالما

نہ تم سے ملتے نہ سرکار ایسے ہو جاتے
نہ دل حضور کو دیتے نہ جان سے جاتے

نہ وہ بدور کی ہم اسطرح ٹھوکریں کھاتے
نہ ایسا کرتے نہ اسطرح کی سزا پاتے

تورے کاجے تجو گھر بار دیکھو ہو بالما

عوض میں آپ نے مجکو مجھے عذاب دیا
بہت ہی چوکے جو دل تمکو اے خباب دیا

حضور رنج مجھے تم نے بے حساب دیا
نہ آئے آپ نہ نامہ کا کچھ جواب دیا

میں نے پاتی پٹھائیں ہجار دیکھو ہو بالما

شب وصال جو آیا وہ گل بصد اعزاز
تو بولا دیکھ لے جی بھر کے آج سب انداز

مزے سے ہونے لگی گفتگوئے راز و نیاز
کہا کہ جاتے ہیں مرغ سحر نے دی آواز

نرمویانے داڑھی پکار دیکھو ہو بالما

پھر پھنسا بحر محبت میں دو بار او وارث
غوطے کھا نکلے سو اب نہیں چار او وارث

اب بجز آپکے ہے کس کا سہارا او وارث
ساد ھیو بیدم خستہ کو خدارا وارث

ڈوبو بھنور میں تئیں اوبھار دیکھو ہو بالما

ایضاً

دادرہ

اوڑھے چادریا میں تو لائی تمرے کارنا ۱۴۲ لائی تمرے کارنا میں لائی تمرے کارنا

پریم کے رنگ میں رنگ کے لائی نیہا عطر بسا
چندر بدن گورے بدنا پر اوڑھو مورے ساجنا

چن چن کلیاں ہار گوندھائے لائی تمہرے واسطے آنا
سنگ سکھیاں گائیں بدھائیں اور بجے ہر بجنا

آندر روپ مورے نت دکھلائے میں سینے نین لگائے
بیرگنی مورے پیا بنائی آپ بنو بیراگنا

پاپ کی پوٹ چلے چوڑوں اور ابیدم جھونکا کھائے رہے

مدھ کی گگری چھلک بجاوے سادھو موے خواجنا

دادرہ

۱۴۲ کرھیاں نہ ٹوٹے ہمار دیکھو ہو بالما

شب وصال نہ غفلت میں ٹالیے صاحب
جو کچھ ہوں آپکے ارماں نکالیے صاحب

جو پی ہے مے تو طبیعت سنبھالیے صاحب
بہک کے ہاتھ نہ گردن میں ڈالیے صاحب

نیر و ٹوٹے نہ بیلا کو ہار دیکھو ہو بالما

نہ بحر ہجر میں طوفان غم اٹھائیے گا
ہماری کشتی دل کو نہ یوں ڈبائیے گا

خدا کے واسطے صورت ذرا دکھائیے گا
مثال شمع سحر ہوں نہ یوں بجھائیے گا

بیتی جات عمریا ہمار دیکھو ہو بالما

کہدیجیو طے جو وہ گل اے صبا کہیں
کردے نہ خوں حضور یہ رنگ حنا کہیں

تیرے خرام ناز سے اے مہ لقا کہیں
ڈر ہے پسے نہ عاشق بد بخت پا کہیں

گوری آؤ مورے اگنا میں جھلوا جھلاؤں

جھلوا جھلاؤں میں جھلوا جھلاؤں۔ گوری

ہو جو منظور نظر جان جہاں سیر چمن تو ذرا اپنی دریچے کی اٹھادو چلمن

اور جو یہ بھی نہ پسند آئے تو اے غنچہ دہن مجھ سے کہدو تو میں گھر ہی میں بنادوں گلشن

تورے کارن میں بگیا لگادوں

بیلا گلاب چمیلی لے آوں ۔ گوری

غیر سے ملنے لگے ہم سے جدائی کرلی کی کدورت ادھر اس ہمت صفائی کرلی

بے سمجھ بوجھے جو کچھ دل میں سمائی کرلی بے سبب پیار کی باتوں پہ لڑائی کرلی

آپ رار کی آپ رسائی

کون جتن کر توھکا مناؤں ۔ گوری

یا خدا وصل کی شب دے وہ مجھے استقلال نہ ہو بیگانے کا خوف اور نہ لگانے کا خیال

غلبۂ شوق میں اسدرجہ ہو مرا بیحال سامنے اسکو بٹھا کر یہ کہوں محو جمال

آپ تو جوگی بنو رے بروگی

اور توہکا میں جوگنیاں بناوں

دے رہا ہی مجھے خود میرا مقدر چکر میری بربادی پہ اب چرخ نے باندھی ہی کمر

اب بجز تیرے پکاروں میں کسے اے داور کردے مشکل کو مری حل بطفیل حیدر

رین اندھیری ڈگر بھلانی کیسی کروں بیدم کت جاؤں

مورے ساون ہوئیں نہ کھوٹے　　من موہن وارث آجہ

موری ساون ہوئیں نہ کھوٹے　　من موہن وارث آجہ

تورے من میں پالنا جھلاؤں　　مورے گھٹ کے اگنوا میں آجہ

موے سنکھ درس دکھا کے　　پیا روم روم میں سما جہ

توری ہاہا کھاؤں پیاں لاگوں　　اب جن رس کر پیا آجہ

ہم بتیدم آپ کہاے

کہوں وارث پیا کہوں خواجا

ساون

سئیاں تو ہمارے پردیس بسان میں چھائے　　تجکے نگر ہمار　　سیاں تو ہمار

موری اٹریا رین رنداھر یا　　بیج جیر ہمار　　سیاں تو ہمار

بدری چمکے بدرا گرجے　　رم جھم برست پھوہار　　سیاں تو ہمار

کہہ کارن میں منہہ یار چاہوں　　کا یہ کروں رے سنگھار　　سیاں تو ہمار

پی پی کر جیرا جراوے　　بندل پپیہا کو مار　　سیاں تو ہمار

کا سے منگاؤں میں ریشم رسری　　کا سنگ گاؤں ملار　　سیاں تو ہمار

کو او بھورے من موہن ملیا ہیں　　بنیا پوتھی بچار　　سیاں تو ہمار

انکھیں گنبھرے روپ پیا کے　　ہاری نہار نہار　　سیاں تو ہمار

نینن نیر بھر بھر آویں　　کیسی کروں کرتار　　سیاں تو ہمار

تم بن کہہ کا پکاروں گوسئیاں ڈوبت ہوں منجدھار سیاں توہارے
وارث بیدم کی سدھ لیجو جگت کے تارن ہار سیاں توہارے

ملار

ساون آئے سکھی سیاں نہ آئے کیسے جیا سمجھاؤں رے
کاکو جھولاؤں نہ ڈرنوائیں گئیاں کا سنگ جھولن جاؤں رے
ساون آئے سکھی سیاں نہ آئے

ان بن جیا مورونکسو جات ہے کا دیس ڈھونڈن جاؤں رے
سنگ کی سہیلی سب جھلوائے جھولیں میں برہن المچاؤں رے
ساون آئے

پوکھی کھول موے بنا بنادے پتیاں پرون ہاہا کھاؤں رے
وارث پیا من موہن میرے بلم رہے کا کٹھا دوں رے
ساون آئے

برہا کی اگن پتون پیا کو لگ کولو میں نیر بہاؤں رے
من موہنا مورے پردیسی بست ہیں ان ڈھونڈن کت جاؤں رے
ساون آئے

چتر سکھی کر سبھی جتن ہرائی میں پیا سے مل جاؤں رے
آپ یاد بھیجو دنیا پہ تو کونہ بھوبو جوبوں جیون گن گاؤں رے

ساون آئے

دھرتی میں ہوے پاتال لو ہیروں اور اکاس لو دھاوں لے رے
پپیہا بنکے میں پیا پیا گھروں پنکھ لگائے اوڑ جاؤں لے رے
ساون آئے

جوگن بنکے میں جوگیا کے کارن انگ بھبھوت رماؤں رے
ساتوں سنگھار تجوں اور بیدم چنری میں آگ لگاؤں رے
ساون آئے

سرکار وارث کے مختصر سوانح حیات

از:۔ الفقر موہانی وارثی

تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں ارض مقدس دیوی (بارہ بنکی اودھ) میں ایک ایسی مجمع الصفات ذات عالم ظہور میں آئی جس کا وجود بلا تفریق مذہب یکساں طور پر برگزیدۂ عالم قبول و تسلیم کر لیا گیا اسلام نے امام ولایت مانا ۔ اہل ہنود نے اوتار سمجھا ۔ یہود و نصاریٰ نے مذہبی بشر و پیشوا گردانا اور دیگر ملل و مذاہب نے اپنے واسطے ہادی برحق بہرحال خیال کیا ۔ یہ تمام انتساب قیاسی ہی نہ تھے بلکہ عملاً ظہور پذیر ہوتے رہے چنانچہ اطراف و جوانب عالم میں جس طرف اس ہادی برحق نے قدم رکھا خواہ وہ سرزمین عرب ہو یا عجم ۔ چین ہو یا روس ۔ ہند ہو یا یورپ الغرض اس کے زائرین و عقیدت مند غائبانہ پروانہ وار پیدا ہوتے گئے حتیٰ کہ ۸۵ سال کی عمر میں ۸۵ ہزار کیا ۸۵ لاکھ سے بھی زائد اس مقدس ذات کی تقدیس و تصدیق کرنے والے پیدا ہو گئے اور یہ سلسلہ رشد و ہدایت اس کی ظاہری اور جسمانی حیات ہی پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ یہ وہ سراج العارفین تھا جس کی لو سے ہزارہا ایسے چراغ روشن ہو گئے جن سے تا قیام قیامت بزم عالم و عالمیان میں چراغاں رہے گا۔

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا

وہ ذات مقدس ۔ مجمع صفات ملکوتی منبع کمالات انسانی ۔ سرچشمہ حقائق و معارف ربانی اعلیٰحضرت امام الاولیا قبلہ عالم و عالمیان مرشدنا حاجی سید وارث علی شاہ حجۃ من آیات اللہ واعلی اللہ مقامہ و برد اللہ مضجعہ کی ذات بابرکات تھی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ؕ

نسب نامہ

آپ کا سلسلہ نسب مندرجہ ذیل واسطوں سے حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصلاً و نسباً وابستہ ہے ملاحظہ ہو۔

(مرشدنا) حاجی سید وارث علی بن مولانا سید قربان علی بن سید سلامت علی بن سید کرم اللہ بن سید میران احمد بن سید عبدالاحد بن سید عمر نور بن سید زین العابدین بن سید [illegible] عبدالواحد بن سید عبدالآد بن سید مخدوم علاء الدین اعلیٰ بزرگ بن سید [illegible] اشرف ابی طالب شرف الدین بن سید محروق بن سید ابوالقاسم بن سید علی [illegible] سید ابومحمد بن سید محمد جعفر بن سید مہدی بن سید علی رضا بن قاسم حمزہ بن سید [illegible] کاظم بن سید امام محمد جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین [illegible] امام ثالث ابی عبداللہ الحسین بن سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ [illegible] بتول بنت رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ولادت باسعادت

اعلیٰ حضرت قدر قدرت ملک رفعت خورشید منزلت حضرت الحضرات سیدی و مولائی امام الاولیا مرشدی و آقائی [illegible] وارث علی شاہ صاحب قبلۂ عالم و عالمیان اعلی اللہ مقامہ ماہ صفر بروایت دیگر رمضان المبارک ۱۲۳۳ھ صلعم میں عالم ظہور میں رونق افروز ہوئے وہ کمالات و برکات جو ایک ایسے برگزیدہ اور حقائق و معارف آگاہ کی ذات مستجمع الصفات سے بروقت [illegible] جلوہ افروز ہوئیں ان کا اعادہ کرنا اور صورت شرح میں لانا بجائے خود ایک طولانی تصنیف کا کام ہے۔ قصبہ دیوی شریف کا ذرہ ذرہ اپنی ہستی پر جسقدر نازاں ہو وہ کم ہے جس کی سرزمین سے ایسا آفتاب عالمتاب مطلع انوار قدسیہ و مقطع اسرار الٰہیہ جلوہ فگن ہوا جس کی اس ہستی ہوئی اور تباہ شدہ دنیا کو ایک مدت سے اشد ضرورت تھی۔

حضور کا ولی مادر زاد ہونا

دلائل مختلفہ جو بالاتفاق ایک ہی نصاب پر آکر قرار پکڑتی ہے اس امر پر صاف روشنی ڈال رہی ہیں کہ حضور پر نور کی ذات مبارک ولی مادر زاد تھی جن بروہ اسناد یقین دلاتی ہیں جو

بوقت پیدائش و نیز بعد زمانہ ولادت وقتاً فوقتاً اور تبدریج ظاہر ہوتی گئیں مثلاً (۱) رمضان المبارک میں حضور کا دن کو دودھ نہ پینا (۲) مثل دیگر کوچہ گرد اطفال کے حضور کا کھیل کود میں مشغول نہ ہونا (۳) عالم طفلی میں کبھی بھول کر جھوٹ نہ بولنا (۴) بظاہر کسی علم کا بصورت تکمیل حاصل نہ کرنا اور ہمہ داں ہونا وغیرہ یہی دلائل اور اسناد ہیں جن کو پڑھ کر ایک بچہ بھی بہت کچھ حضور کے ولی مادر زاد ہونے کی بابتہ معنی اخذ کرسکتا ہے اور یہی وہ دلائل ہیں جو اثبات کے واسطے لازمی اور لابدی ہیں۔ حقائق بین و غیب دان نگاہیں ان دلائل کی بھی محتاج نہیں وہ ہر وقت اور ہر حال میں حضور کی ذات کو جو کچھ سمجھتی ہیں اس کا مزہ اور لطف تا عمر حاصل کرتی رہیں گی

تعلیم و تربیت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں یتیم لقب بن کر جلوہ فرما ہونا جس حد تک ارباب نظر کے نزدیک مستحسن اور موجب برکات تھا اس کی تقلید اور اتباع کی تجدید باری تعالیٰ نے سرکار وارث کی ذات اقدس سے بدیں جہت فرمائی کہ اول تو آپ آل رسول سے تھے دوم اپنے زمانہ کے قطب بھی تھے آپ کا زمانۂ طفولیت یتیمی میں گزرا آپ کی پرورش علیا حضرت آپ کی ہمشیرہ صاحبہ مخدومہ اعلیٰ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز (آپ کے بہنوئی) کے یہاں ہوئی۔

ایک تو بہ نفس نفیس حضور کا ولی مادر زاد ہونا دوسرے ایسے بزرگوں کی عاطفت وحضوری اور چار چاند لگ گئے جو بات برسوں میں ہونے والی تھی وہ مہینوں اور دنوں میں تکمیل کو پہونچ گئی علوم ظاہری کی تعلیم کے لیے ایک مولوی صاحب متقرر ہوئے جو آپ کو دینیات کی تعلیم فرماتے تھے۔

بیعت و دستار بندی

مخدوم حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعمر ۲، سال ۴، ماہ صفر ۱۲۵۳ھ بروز دوشنبہ بعد نماز فجر وصال فرمایا۔ یہ واقعہ آپ کے مکان واقع مسجد بساطیان چوک کے متصل ہوا

اور آپ گولہ گنج کے تکیہ میں جہاں اب کرسچین کالج ہے دفن ہوئے بعد فراغت تجہیز و تکفین و
تدفین علمائے فرنگی محل نیز سید محمد اکبر شاہ مدنی و سید محمود محقق (جو حضرت غوث گوالیاری
کی اولاد سے تھے) نے بالاتفاق رسم دستار بندی بحق امام اولیا حضرت وارث پاک ادا فرمائی
اسوقت سن شریف حضور کا ۱۴ سال کچھ ماہ کا تھا حضرت مخدوم حاجی سید خادم علی شاہ
نے اپنے وصال کے ۳ روز پیشتر آپ کو شرف بیعت سے بھی مشرف فرمایا تھا اور اس طرح
آپ صاحب رشد و ہدایت منجانب پیر طریقت قرار پائے نیز دستار بندی کے وقت بیشتر
نذریں خادمان آستانہ کی طرف سے گذریں اور بہت سے حلقہ بگوش داخل بیعت ہوئے
جسکا سلسلہ برابر ۶ ماہ تک لکھنؤ میں جاری رہا اور اس طرح ہزارہا کی تعداد مریدین کی ہوگئی
جو نہایت ترقی پذیر رفتار کے ساتھ اطراف وجوانب میں پھیلتی گئی۔ دستار بندی کے
۶ ماہ بعد آپ نے ارادہ حج بیت اللہ شریف کا کیا۔

سفر حج پہلی بار آپ نے پا پیادہ سفر حج اختیار فرمایا جو براہ خشکی طے کیا یہ سفر آخر ۱۲۵۳ھ
میں ہندوستان سے ہوا بعد فراغت حج بیت اللہ شریف دیگر ممالک عرب
اور ماوراء النہر عجم وجزائر کی سیاحت فرماتے ہوئے آپ ۱۰۔ سال کے بعد واپس وطن
ہوئے اور اس مدت سفر میں تین مرتبہ حج ادا کیا۔ اسی طرح متعدد بار ہندوستان سے
آپ نے پیادہ پا سفر حج کیا اور چار چار پانچ سال کے وقفہ سے واپس ہوتے رہے
مدت میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان کے باہر دیگر ممالک میں آپکے خادموں
مریدوں کی تعداد میں غیر محدود اضافہ ہوتا گیا جسکا صحیح اندازہ ناممکن ہے اکثر اولیاء
کرام اور مشائخ عظام سے فیوض روحانی حاصل کئے مقامات مقدسہ کی زیارت اور فتوح
روحانی سے بیشتر فیض یاب ہوئے کوئی مقام جسکا کچھ بھی تعلق اسلامی دنیا سے تھا آپ
نے ترک نہیں فرمایا اور متعدد بار زیارت حاصل کی جسکی تفصیل بیان کرنا ایک طول
کتاب ترتیب دینا ہے۔ ممالک غیر کے بڑے سے بڑے مقامات سیستان مازندران طہران
دمشق، مصر، رے، کوفہ، قسطنطنیہ، حضر موت، یروشلم، قندھار، غزنی، بلقان، بغداد

انڈیپ۔ پل آدم وغیرہ کی سیاحت فرمائی۔ اور وہاں ہزاروں کی تعداد میں مرید کیے حرم
م کعبہ وسرزمین مدینہ منورہ کربلائے معلی ونجف اشرف بغداد خراسان میں آپ کے مریدین
زائرین کی یہ کثرت ہو گئی کہ آپ کو ایک وقت میں چھ چھ جگہ مدعو کیا جاتا تھا پھر بھی اکثر
شتاقان زیارت محروم رہ جاتے صحیح تعداد حج کی کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ آپ نے
ثر حج دوران سفر میں کیے جنکا علم یہاں کسی کو بھی نہیں ہو سکا۔ بحیثیت مجموعی یہ
داد ۲۶ سے زائد بتائی جاتی ہے ابتدائے سفر جس میں دس بارہ حج شامل ہیں راہ
کی ہوا مگر آخر کے سفر اور حج آپ کے براہ سمندر ہوئے جو کسی طرح دلچسپی اور برکات
ے خالی نہ تھے۔

ام حالات زندگی

آخری پچیس تیس سال کا زمانہ مستقل طور سے وطن و اطراف
وطن میں ختم ہوا اس مدت میں لاکھوں کی تعداد میں زائرین
ر ہوئے اور شرف بیعت ہوئے۔ سب کے ساتھ یکساں محبت اور رواداری کا برتاؤ تھا ہر
ص یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ سرکار ہم سے زیادہ کسی سے نہیں محبت فرماتے۔ مرد، عورت، بچے
طریقے پر آپ سے شرف بیعت حاصل کرتے بلکہ آخر وقت میں یہ حالت ہو گئی تھی
ب مریدوں اور خادموں کی تعداد میں غیر معمولی ہجوم ہونے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
نے ہمکو صرف دیکھ لیا وہ ہمارا مرید ہے جس نے ہماری چلتی ہوئی گاڑی کی زیارت کی
ہمارا مرید ہو گیا۔ تہبند کا گوشہ اگر پچاس آدمیوں نے ایک ساتھ چھو لیا وہ سب مرید ہو گئے
کہ جسنے ہمارا نام لیا اور محبت کی اگرچہ اسنے نہ بھی دیکھا وہ بھی مرید ہے پس اگر یہ تعداد
ل بیعت کی جائے اور جس کے نہ شامل کیے جانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی تو حضور
یدین اور خادموں کی تعداد اور اعداد و شماری کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا اور یہ
لہ محبت قیامت تک ختم نہیں ہو سکتا آج پر کیا منحصر ہے آئندہ کی نسلیں ہمیشہ
محبت وعقیدت کے سلسلے میں برابر داخل و شامل بیعت ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ بعد
ال سے آج تک تقریباً ۱۰ برس کی مدت میں کم از کم کئی ہزار کی تعداد ایسی نظر

آتی ہے جو محض اپنی عقیدت و محبت سے اپنے کو وارثی کہتی ہے اور آستانہ وارثی سے فیض یاب ہو رہی ہے حضور کے ارشاد کے مطابق یہ جماعت حضور کی و لیسی ہی مرید و خادم ہے جس طرح آپ کی حیات ظاہری دیکھنے والی جماعتیں تھیں۔ آپ کا اخلاق، کرم اور سلوک عام تھا جس سے ہر کوئی یکساں مستفید و مستفیض ہوتا کبھی آپ نے تشخص کی رواداری نہیں فرمائی۔ آپکو مہمان بہت عزیز ہوتا تھا۔ بغیر کھانا کھلائے کوئی مہمان واپس نہ آتا۔ سفر میں بھی آپ کے ہمراہ آپ کے مہمانوں کی کافی تعداد رہتی تھی لہجہ نہایت صاف، مختصر، شیریں اور دلکش تھا۔ کوئی بات بلا ضرورت اور خلاف حقیقت زبان مبارک سے کبھی نہ سنی گئی۔ آپ اپنے مریدوں اور خادموں کی بیحد داشت فرماتے اور ان سے خاص انس و محبت رکھتے۔ سب کو مثل اپنی اولاد کے سمجھتے اور ان کی تمام تکالیف کا ازالہ فرماتے۔ غیر مریدین و عام زائرین سے بھی آپ کا برتاؤ ایسا ہر دلعزیز تھا کہ اسکی نظیر نہیں نظر آتی۔ محبت کا سبق آپ کی تعلیم تھی جو شخص حاضر ہوتا آپ اس کو اللہ رسولؐ اور اپنے شیخ سے محبت کرنے کی ہدایت فرماتے۔ علماء مشائخ اور صوفیائے کرام کا بیحد احترام فرماتے اور ان کی حقیقی تعظیم کرنے کی دوسروں کو بھی ہدایت کرتے۔ بجز خدا رسولؐ کی محبت اور اس کے استغراق کے کوئی اور شغل آپ کا ایسا نہ تھا جو آپ کے حالات زندگی میں قابل تذکرہ سمجھا جائے جو بات تھی خدا رسولؐ کی رضاجوئی کی طالب جو فعل تھا مشیت ایزدی کے مطابق غرض کہ آپ کی جمیع نقل و حرکت امر الٰہی کے تابع تھی۔ آخری ۴۔ ۵ سال کی مدت استغراق اور سکر کی کیفیت میں گذری۔ زیادہ تر آپ خاموش اور تہمد سے منہ لپیٹے رہتے تھے بعض اوقات خادموں کے بار بار یاد دلانے سے بھی کوئی بات نہ یاد آتی۔ سکر کی حالت اور محویت سے بہت کم بیدار ہوتے۔

لیکن اس حالت میں بھی جس وقت خبرداری ہوتی تو اپنے مریدوں و خادموں کو نام بنام یاد فرماتے رہتے اس سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح

کسی نبی یا رسول کو اپنی امت عزیز ہوتی تھی بعینہ اسی طرح آپ کو اپنے خدام اور مریدین عزیز تھے اور حضور کا یہ خاصہ فطرت مطابق حدیث قدسی کے تھا کہ
الشیخ فی قومہ کالانبیاء فی امتہ

بعض ارشادات عالیہ وارثیہ

(۱) فرمایا مقام عشق میں کوئی سجادہ نشین نہیں ہو سکتا اور ہماری منزل عشق ہے۔

(۲) فرمایا مقام عشق علم و تعلیم سے بالاتر ہے۔

(۳) فرمایا معرفت وہی ہے جو حاصل کرنے سے نہیں آتی۔

(۴) فرمایا تصوف کی ابتدا علم سے ہوتی ہے۔ وسط اس کا عمل ہے اور خاتمہ عطیہ حق

(۵) فرمایا محبت معرفت حق کی کنجی ہے۔ بغیر محبت قفل معرفت نہیں کھل سکتا۔

(۶) فرمایا جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ یقیناً ہمارا ہے

(۷) فرمایا جس کی ایک سانس یاد حق سے خالی گئی وہ مردہ ہے

(۸) فرمایا محبت ادب و ترک ادب کا لحاظ نہیں رہتا۔

(۹) فرمایا فقیر کو سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی سوال نہ کرے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔

(۱۰) فرمایا عارف وہ ہے جو سب کو اپنی جگہ پر دیکھے اور سب اس کو اپنی جگہ پر دیکھیں

(۱۱) فرمایا محبت میں کفر اور اسلام کا فرق مٹ جاتا ہے۔

(۱۲) فرمایا محبت کے کسب سے بہتر کوئی کسب نہیں۔

(۱۳) فرمایا توبہ آسان ہے مگر تصدیق مشکل ہے۔

(۱۴) فرمایا عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔

(۱۵) فرمایا صوفی وہ ہے جس کے لباس میں دونوں جہان کی وسعت ہو۔

(۱۶) فرمایا دنیا کے اچھا برا کہنے کا خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ سے اپنا حساب صاف رکھو۔

وصال مبارک آپ کا تمام زمانہ حیات عالم تجرد میں گذرا جس کی بظاہر وجہ یہی بیان کی جا سکتی ہے کہ آپ یتیم تھے جب سن بلوغ کو پہونچے تو بظاہر اسباب کوئی مربی و سرپرست خاندان کا نہ تھا جو اس رسم کو ادا کرتا آپ فطرتاً محو باللہ تھے خود کبھی خیال نہ فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۵۰ سال کی عمر مجرد رہ کر گذار دی اور اس طرح محتاط زندگی بسر کی کہ ایک متاہل بھی نہیں بسر کر سکتا۔ اللہ اللہ۔

تجرد زندگی کے وہ امراض جن کا تعلق طب سے ہے ان میں مثانہ۔ تقاطر ذیابیطس۔ سلسل بول۔ احتراق وغیرہ سب شامل ہیں۔ مثانہ کی شکایت حضور کو اکثر رہتی تھی اور بظاہر یہ شکایت جزو حیات تھی۔ ۱۸ محرم ۱۳۲۳ھ کو آپ بعارضہ تپ علیل ہوئے۔ تپ شدید ہوتی گئی اور اسی سلسلہ میں پیشاب بھی بہت تکلیف سے ہوتا تھا۔ علاج پر علاج ہوئے کوئی دقیقہ رفع مرض کا اٹھا نہیں رکھا گیا مگر وقت موعودہ آگیا تھا تمام مساعی نا مشکور ہوئے خلاصہ یہ کہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ کا دن گذار کر شب جمعہ بوقت صبح ۴ بجکر ۴ منٹ پر یعنی یکم صفر المظفر ۱۳۲۳ھ کو آپ نے اس خاکدان آب و گل سے عالم ارواح کو مراجعت فرمائی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ کی حیات و ممات طالبان محبت و معرفت کے لیے یکساں خیر و برکات کا حکم رکھتی ہے۔ بمجوائے حدیث نبوی

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم

البتہ محبت خلوص۔ عقیدت۔ تصدیق۔ ایقان اور اقرار کی شرط بالالتزام لازم ہے۔ فقط

وما توفیقی الا باللہ

فتبارک اللہ احسن الخالقین

شجرہ ہائے وارثیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم
بحق من قال کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

یاخدا مجھ کو مصطفےٰ کے طفیل — بخشدے جملہ انبیہ کے طفیل
یاخدا آل مجتبےٰ کے طفیل — اور اصحاب باصفا کے طفیل
شرم رکھنا مری قیامت میں — اتقیا اور اصفیا کے طفیل
راہ بھولوں نہیں طریقت کی — کل شہیدان کربلا کے طفیل
دے کھلا غنچہ مراد مرا — باغ یثرب کی اس فضا کے طفیل
جسکا طالب تھا تو شب اسرا — اسی مطلوب مصطفےٰ کے طفیل
اے حبیب خدا دوئی کر دور — اپنی توحید کی قبا کے طفیل
گور کی مشکلیں ہوں حل یارب — شیر حق صاحب لوا کے طفیل
یاخدا حاجتیں مری بر لا — باعث تاج ہل اتا کے طفیل
غم عقبیٰ سے کر رہا مجکو — اور حسن ابن مرتضیٰ کے طفیل
تشنگی ہو نہ روز محشر میں — تشنہ لب شاہ کربلا کے طفیل
یاخدا قید غم سے کر آزاد — [illegible]

دے صفا قلب کو مرے یارب   باقر پاک باصفا کے طفیل
یا خدا کر شگفتہ نخل مراد   جعفر و کاظم و رضا کے طفیل
پئے معروف کرخی یا اللہ   سر سقطی پیشوا کے طفیل
ہوں گنہگار بخش بہر جنید   اور شبلی رہنما کے طفیل
بہر عبد العزیز رحم و کرم   عبد واحد کی ہر ادا کے طفیل
فیض سے بوالفرح کے بخش مجھے   بوالحسن صاحب حیا کے طفیل
یا خدا بو سعید کے صدقے   بخشیو میر باصفا کے طفیل
ہو نہ مرقد میں میرے تاریکی   غوث الاعظم کی خاکپا کے طفیل
شاہ جیلان کے ہیں جو نور نظر   عبد الرزاق حق نما کے طفیل
دیدہ و دل کو دے ضیا یارب   محی الدین صالح پرضیا کے طفیل
نزع کے وقت سید احمد بھی   آئیں تسکین کو مصطفیٰ کے طفیل
میر سید علی کے صدقے میں   چشم دل کھول مجتبیٰ کے طفیل
شیخ موسیٰ کے فیض سے یارب   نفس ذائل ہو مرتضیٰ کے طفیل
بخش سید حسن کے صدقے میں   گل گلزار مصطفیٰ کے طفیل
اپنی ہی ذات میں فنا کر دے   ابوالعباس اصفیا کے طفیل
بہر سید بالخیر خاتمہ میرا   بہا الدین باوفا کے طفیل
بہر سید محمد اے اللہ   اور جلال مرد پارسا کے طفیل
پئے خاطر فرید بھکر پاک   صاحب علم باحیا کے طفیل
بہر ملتانی ابراہیم مجھے   بخش دے فخر انبیا کے طفیل
صوفی پاک بھکر ابراہیم   پیر بے مثل باصفا کے طفیل
پئے خاطر شہ امان اللہ   شاہ حسنین حق نما کے طفیل
مجھ کو صدقہ شہ ہدایت کا   کر عطا جملہ اولیا کے طفیل
بہر عبد الصمد خدایا   عبد الرزاق مقتدا کے طفیل

کر عطا عشق بہر اسمٰعیل	شاکر اللہ پیشوا کے طفیل
ہادی دیں شہ نجات اللہ	میرے حامی ہوں مرتضیٰ کے طفیل
پیر خادم علی خطا میری	بخشدے جملہ پیشوا کے طفیل
مجھ کو دکھلا جمال ختم رسل	میرے وارث علی نما کے طفیل
اپنی ہی راہ میں مٹا مجکو	شاہ وارث کے نقش پا کے طفیل
گوہر جمع کو عطا کر آب	وارث پاک انبیا کے طفیل
ملتجی تجھ سے ہے غلام حسین	بخشدے شاہ کربلا کے طفیل

از رباحضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ را از دو سرکار والا

مدار نعمتہا عطا گردید و سلسلہ دیگراین روش کشید

یا الٰہی نبی کے طفیل	اسد اللہ الاولیا کے طفیل
زینت خاطر حسن بصری	اور حبیب عجمی پیشوا کے طفیل
بہر داؤد طائی یا اللہ	رہبر راہ اصطفا کے طفیل
پیر معروف کرخی شیخ زمن	پیر مخلوق حق نما کے طفیل

ہذہ الشجرۃ چشتیۃ نظامیۃ وارثیۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمسک فی حب آل محمد گرہ ذرہ مالک الف الف ستر

یا خدا حضرت محمد مصطفیٰ کے واسطے	سرور عالم شہ ہر دو سرا کے واسطے
مشکلیں حل کر خدایا مشکلکشا کے واسطے	شیر حق یعنی علی مرتضیٰ کے واسطے

خواجگان چشت کا سر پر مرے سایہ رہے
دونوں عالم میں علی صاحب لوا کے واسطے

از برائے خاطر خواجہ حسن بصری مجھے
بخش عبدالواحد نورِ خدا کے واسطے

حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض پاکباز
اور ابراہیم بلخی باحیا کے واسطے

حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی
اور امین الدین ہبیرہ باصفا کے واسطے

خواجہ ممشاد حضرت فیض بخش باصفا
اور ابوالاسحاق شامی رہنما کے واسطے

حضرت شاہ ابی احمد ... ...
خواجہ ناصر محمد مقتدا کے واسطے

سایہ ذات مقدس رکھ مرے سر پر مدام
احمد محبوب حق ظلِ خدا کے واسطے

با ... الدین باصفا خواجہ ابو یوسف لقب
قطب دیں مودود یوسف رہنما کے واسطے

خواجہ حاجی شریف ... ندنی روشن ضمیر
آسماں مطلع نورِ خدا کے واسطے

خواجہ عثمان ہارونی کی خاطر سے مجھے
بخشدے یارب محمد مصطفیٰ کے واسطے

خواجہ کل خواجگان حضرت معین الدین چشت
پادشاہ ہند مقبول خدا کے واسطے

مست کر یارب مجھے دیکر شراب معرفت
قطب دیں بختیار کاکی باصفا کے واسطے

از پئے خاطر فرید الدین لقب گنج شکر
ہو میرا شیریں سخن وصف و ثنا کے واسطے

ہے لقب جنکا ز ... ... عالی مرتبت
شہ نظام الدین محبوب خدا کے واسطے

حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی
اور کمال الدین شاہ اصفیا کے واسطے

از پئے شاہ سراج الدین سراج الاصفیا
اور علیم الدین باعلم و حیا کے واسطے

عالم علم الٰہی معدن ... ... سخا
حضرت محمود راجن مقتدا کے واسطے

حضرت شاہ جمال اللہ معروف جمن
شیخ محمود حسن مرد خدا کے واسطے

بے خبر کر دے مجھے دنیا و دیں سے یا خدا
حضرت خواجہ محمد مقتدا کے واسطے

از طفیل خواجہ یحییٰ مدنی ہے دعا
اور پیران رہ صدق و صفا کے واسطے

یا خدا یاس و حرماں ... ... حرمان غم
دور کر دل سے مرے مشکل کشا کے واسطے

حضرت شاہ کلیم اللہ ... سردار جہاں
اور نظام الدین ثانی پیشوا کے واسطے

کر نگاہ لطف مجھ پر بہر فخر الدین فخر
عاشق روئے نبی حافظ جمال اللہ شاہ
ہوں مرے حامی جناب حضرت شاہ بلند
جام وحدت دیکے مستانہ بنادے ساقیا
حاجی الحرمین حافظ مرشد مولائے من

شاہ قطب الدین قطب الاتقیا کے و
اور عباد اللہ ولی اہل صفا کے و
خوف تا مجکو نہو روز جزا کے وا
حاجی خادم علی ابر سخا کے وا
سید وارث علی پیر ہدا کے وا

آرزو مجھ بیدم خستہ کی بر لایا خدا
مے رہا ہوں خواجگان چشتیا کے واسطے